ارمغانِ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

جلد پنجم

امام ربانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۳۵ویں سالانہ قومی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس

کے موقع پر پیش کیے جانے والے

علمی و تحقیقی مقالات پر مبنی

(منعقدہ ۱۵؍ جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بمقام ایوانِ اقبال ایجرٹن روڈ لاہور)

ارمغانِ امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ

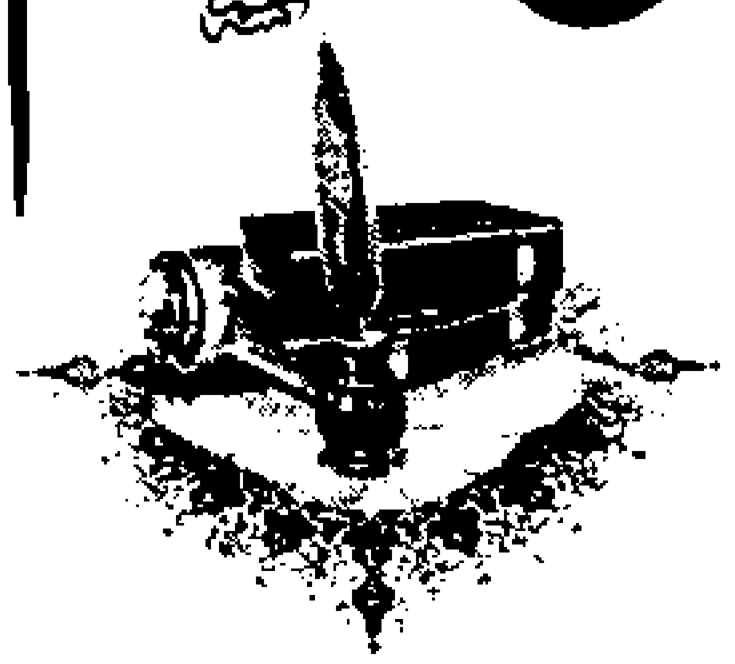

ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

چیئرمین شعبہ عربی و علوم اسلامیہ

جی سی یونیورسٹی ○ فیصل آباد

جلد پنجم

امام ربانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

Marfat.com

سلسلہ اشاعت نمبر ۵

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	ارمغانِ امام ربانی۔ جلد پنجم
ترتیب وتدوین	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
پروف ریڈنگ	شاہد حسین
زیر نگرانی	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی
خطاطی	احمد علی بھٹہ
اشاعت	شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ / جولائی ۲۰۱۳ء
ناشر	امامِ ربانی پبلیکیشنز، لاہور
صفحات	۳۵۴

ملنے کا پتہ

مرکزی دفتر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور، پاکستان 51-K1 واپڈا ٹاؤن لاہور

دفتر روزنامہ جرأت / تجارت 14 ڈیوس روڈ، لاہور، پاکستان

فون آفس 042-35224449 موبائل: 0300-4299321

www.mujadidway.com

297.4 ارمغان امام ربانی، مرتب: محمد ہمایوں عباس شمس، ڈاکٹر

ارم

لاہور، امامِ ربانی پبلیکیشنز، 2013

ص 354

1۔ تصوف

11871

جلد پنجم

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان		صفحہ نمبر
۱۔	نعت رسول مقبول ﷺ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	۱
۲۔	منقبت: بحضور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ	علامہ ڈاکٹر محمد اقبال	۳
۳۔	پیش گفتار	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	۵
۴۔	اکبر بادشاہ کا خاتمہ کیا ایمان پر ہوا؟ (ایک غلط فہمی کا ازالہ)	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	۱۳
۵۔	افتتاحی کلمات	جمیل اطہر سرہندی	۲۵
۶۔	صدارتی خطبہ	پروفیسر آغا پیر نثار احمد جان سرہندی مجددی	۳۳
۷۔	پیغام	جاوید اقبال مظہری	۳۷

مقالات

نمبر شمار	عنوان		صفحہ نمبر
۸۔	پاکستانی خانقاہوں میں تعلیمات مجددیہ کے احیاء کی ضرورت	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی	۴۵
۹۔	مکتوبات امام ربانی کے درس کی اہمیت عصر حاضر کے تناظر میں	پروفیسر محمد اقبال مجددی	۶۱
۱۰۔	نقشبندی حضرات اور ترویج شرع شریف	پروفیسر قاری مشتاق احمد	۷۳
۱۱۔	حضرت مجدد الف ثانیؒ اور عقائد اہل سنت	ڈاکٹر محمد شریف سیالوی	۹۱
۱۲۔	مطالعہ فکر مجدد کی عصری اہمیت	علامہ رضاء الدین صدیقی	۱۰۵
۱۳۔	مقام اہل بیت: حضرت مجدد کے افکار کی روشنی میں	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	۱۴۱

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان		صفحہ نمبر
۱۴۔	مبدأ و معاد: موضوعاتی جائزہ	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان	۱۵۹
۱۵۔	نقشبندی سلسلہ کے اصل مآخذ کی اشاعت اور اس کی ضرورت	محمد ناظم بشیر مجددی نقشبندی	۱۷۹
۱۶۔	میں بھی حاضر تھا وہاں	میاں محمد صادق قصوری	۱۹۳
۱۷۔	سابقہ کانفرنس میں پیش کیے جانے مقالات کے عنوانات	محمد ناظم بشیر مجددی نقشبندی	۲۱۵

مکاتیب

نمبر شمار	عنوان		صفحہ نمبر
۱۸۔	احوال واقعی	پروفیسر محمد اقبال مجددی	۲۲۹
۱۹۔	مولانا ابوالحسن زید فاروقیؒ کے مکاتیب پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام (مع حواشی)		۲۳۵
۲۰۔	پروفیسر محمد اقبال مجددی کے مکاتیب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان کے نام		۲۶۵
۲۱۔	پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان کے مکاتیب پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام (مع حواشی)		۲۸۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت رسول مقبول ﷺ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی ﷺ
دیکھنی ہے حشر میں عزّت رسول اللہ کی ﷺ

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی ﷺ

لَا وَ رَبِّ الْعَرْش جس کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی ﷺ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی ﷺ

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی ﷺ

Marfat.com

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دُور ہو
ہم رسول اللہ کے جنّت رسول اللہ کی ﷺ

ذِکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہُوں اُمت رسول اللہ کی ﷺ

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا انُ سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی ﷺ

ٹوٹ جائیں گے گنہ گاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی ﷺ

یارب اک ساعت میں دُھل جائیں سیہ کاروں کے جُرم
جوش پر آجائے اب رحمت رسُول اللہ کی ﷺ

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی ﷺ

Marfat.com

کلام اقبال

(بحضور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار

آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند
ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب سے بیزار

Marfat.com

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلۂ فقر سے ہو طرۂ دستار

باقی کلۂ فقر سے تھا ولولہ حق
طروں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار

۱

ا۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال / بال جبریل، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، ۱۹۹۴، ص: ۴۸۸۔۴۸۹

Marfat.com

صلی اللہ علی حبیبہٖ سیدنا محمدٍ و آلہٖ وسلم

پیش گفتار

صوفیہ نے ہمیشہ معاشرتی، سیاسی اور علمی میدان میں اصلاحی کارنامے انجام دیے۔ برعظیم کی سرزمین اس بات کی گواہ ہے کہ اسلامی فکر کو صوفیہ نے لوگوں کے قلوب و اذہان میں راسخ و پختہ کرنے میں اپنی تمام تر علمی و عملی صلاحیتوں کو صرف کیا، اس طائفہ نے انسانی معاشرہ کو محبت، امن اور سلامتی کا پیغام دیا، اس کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی ہے کہ ان لوگوں نے اسلام کی بنیادی تعلیمات اور افکار میں کسی بھی آمیزش کو کسی طور بھی گوارا نہ کیا، اگر کبھی ایسا موقعہ آیا تو فکر اسلامی کی آبیاری کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشوں نے برعظیم میں دین اسلام کے استحکام اور اس کو مختلف مخلوط افکار کی آمیزش سے بچانے کے لیے جو تگ و دو کی اس کے نتیجے میں امت نے انہیں مجدد الف ثانی کا اعزاز بخشا۔

آپ کے افکار کا مطالعہ اپنوں بیگانوں سب نے کیا ہر کوئی یہ جاننے کی کوشش میں ہے کہ کس حکمت عملی کے تحت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے کام کیا اور اتنی بڑی اصلاحی تبدیلی بغیر کسی خون خرابے کے وقوع پذیر ہوئی۔ یقیناً یہ حکمت عملی سنت نبوی اور تعلیمات نبوی سے ماخوذ ہے جس کو ریاست کی سطح پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نافذ کیا اور ایک مضبوط ریاست کی تشکیل کی، اسی صدیقی طرز عمل کو برعظیم میں جب آپ رضی اللہ عنہ کے روحانی فرزند نے اپنایا تو دینی طرز فکر کو استحکام ملا۔ اس سے یہ حقیقت ضرور واضح ہو جاتی ہے کہ مشکلات کی نوعیت کیسی ہی کیوں نہ ہوں ان سے عہدہ برا ہونے کا

Marfat.com

نسخہ تعلیمات نبوی میں ہے۔

اس حوالہ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی ترویج و اشاعت مختلف سطحوں پر ہو رہی ہے۔ ایک سطح علمی و تحقیقی مقالات ہے۔ پاکستان کی مختلف جامعات میں درج ذیل تحقیقی مقالات لکھے جا رہے ہیں۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی کا دعوتی منہج و اسلوب (مقالہ نگار محمد ابوبکر، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانولہ)

۲۔ مکتوبات امام ربانی کی شروح کا تقابلی مطالعہ (مقالہ نگار محمد راشد، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ)

۳۔ حضرت مجدد بحیثیت متکلم (مقالہ نگار محمد اشفاق، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ)

۴۔ مغلیہ حکمرانوں کی مذہبی پالیسی پر مجددی اثرات کا تحقیقی جائزہ (محمد کامران مشہود، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد)

اردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں درج ذیل کتب شائع ہوئیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے افکار کو عالمی سطح پر بھی پھیلایا جا رہا ہے۔

۱۔ Revealed Grace by Arthur F.Buehler

۲۔ Perspective on Mughal India by Sajuda Sultana Alvi

۳۔ جنبش ھای انقلابی صوفیان درھند و امام ربانی از ابراھیم ادھم بیلکس [1]

ممتاز ماہر مجددیات پروفیسر محمد اقبال مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی کاوشوں

۱۔ یہ کتاب اصل ترکی زبان میں تھی جس کا فارسی ترجمہ ہوا

Marfat.com

سے دفاع مجدد پر کتاب شائع ہوئی۔ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ جرمن میں فکر مجدد کے فہم کے لیے ایک کانفرنس بھی ہو رہی ہے۔

پروفیسر محمد اقبال مجددی نے مجددی سلسلہ کی روایت کو زندہ کرتے ہوئے ماہانہ درس مکتوبات امام ربانی کا آغاز کیا ہے۔ یہ درس ہر ماہ کے دوسرے اتوار حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے فکری جانشین جناب صوفی ناظم بشیر کے آستانہ واقع واپڈا ٹاؤن میں ہوتا ہے۔ دروس کی اشاعت کے ساتھ ان کا بذریعہ Skyps اور ویب سائٹ www.mujaddidway.com براہ راست کوریج کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

ارمغان امام ربانی کی جلد پنجم آپ کے ہاتھوں میں ہے اور یہ سابقہ جلدوں کی طرح صدقہ جاریہ ہے، حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اس سلسلہ کو ان کے روحانی بیٹے جناب صوفی ناظم بشیر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس جلد میں درج ذیل اہل علم کے مقالات ہیں:

(۱) ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی: (پ: ۱۹۳۸ء)

دور حاضر میں اہل علم وقلم کا وقار اور بھرم آپ سے قائم ہے۔ معاشرہ کا ہر طبقہ آپ کی تحقیقات سے مستفید ہونا چاہتا ہے۔ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت ذوق سے آپ کی گفتگو سماعت فرماتے اور اہم ترین معاملات میں ڈاکٹر صاحب سے مشورہ فرماتے۔ اس جلد میں ''پاکستانی خانقاہوں میں تعلیمات مجددیہ کے احیاء کی ضرورت'' کے عنوان سے آپ کا مقالہ شامل ہے۔ یہ مقالہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے افکار کی عصری

Marfat.com

اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

(۲) **پروفیسر قاری مشتاق احمد (پ: ۱۹۴۱ء)**

آپ کا مقالہ ''نقشبندی حضرات اور ترویج شرع شریف'' کے عنوان سے ہے

(۳) **پروفیسر محمد اقبال مجددی (پ: ۱۹۵۰ء)**

''مجدد شناس'' کی حیثیت سے آپ کی خدمات کا اعتراف دنیا بھر کے اہل علم کو ہے۔ مجددی سلسلہ کی کتب کی اشاعت کے حوالے سے آپ کی مساعی صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہیں آپ نے اپنے مقالہ بعنوان: ''مکتوبات امام ربّانی کے درس کی اہمیت عصر حاضر کے تناظر میں'' شامل جلد ہے۔

(۴) **ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خاں (پ: ۱۹۷۲ء)**

ڈاکٹر افتخار عربی زبان وادب کی تدریس کا فریضہ ایک دہائی سے انجام دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ امام ربانی کانفرنس میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی عربی نگارشات پر اپنا مقالہ پیش کرتے ہیں۔ اس کانفرنس میں ان کے مقالہ کا موضوع ''مبدأ ومعاد: موضوعاتی جائزہ'' تھا۔

(۵) **علامہ رضاء الدین صدیقی (پ ۱۹۶۳ء)**

ملک کے نامور دانشور اور لکھاری ہیں۔ نوائے وقت میں نور بصیرت کے ذریعہ قلب ونظر پر دستک دیتے ہیں۔ زاویہ فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے علمی منصوبوں کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اس جلد میں ان کا مقالہ بعنوان ''مطالعہ فکر مجددی کی عصری اہمیت'' شامل ہے جس میں انہوں نے فکر مجددی کے اثرات کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیا ہے۔

Marfat.com

(۶) **محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی (پ ۱۹۷۲ء)**

زیر نظر کتاب میں آپ کا مقالہ بعنوان ''نقشبندی سلسلہ کے اصل مآخذ کی اشاعت اوراس کی ضرورت'' بھی شامل ہے۔

(۷) **راقم (پ ۱۹۷۰ء)** نے ''مقام اہل بیت: حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے افکار کی روشنی میں'' کے موضوع پر اپنا مقالہ پیش کیا جو علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع ہو گیا ہے۔

اس جلد کے بھی حسب سابق دو حصے ہیں مقالات کے علاوہ پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام حضرت ابوالحسن زید فاروقیؒ اور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے مکاتیب شامل ہیں یہ مکاتیب اوران پر پروفیسر محمد اقبال مجددی کے قیمتی حواشی حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی فکر پر کام کرنے والوں کے لیے بہت اہم ہیں۔

اظہار تشکر

۳۵ ویں قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس کے موقعہ پر علمی و تحقیقی مقالات سے تقریب کو وقیع بنانے والے اصحاب علم و دانش، اس کے انعقاد کو ممکن بنانے اور انتظام و انصرام میں حصہ لینے والے تمام احباب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ زیر نظر کتاب ''ارمغانِ امام ربانی (جلد پنجم)'' کا زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آنا محبین و متعلقین سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص کا عملی ثبوت ہے۔ اس حوالہ سے تگ و تاز کا عملی حصہ بننے والے تمام افراد کا شکریہ۔ چند نام جو ذہن میں ہیں درج ذیل ہیں:

Marfat.com

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

۳۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی

۴۔ جناب جمیل اطہر سرہندی

۵۔ جناب احتشام اللہ جان سرہندی

۶۔ جناب میاں محمد صادق قصوری

۷۔ جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

۸۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد فاروق حیدر

۹۔ جناب پروفیسر حافظ محمد نعیم

۱۰۔ جناب پروفیسر حافظ مقبول احمد

۱۱۔ جناب ڈاکٹر محمد اکرم ورک

۱۲۔ جناب پروفیسر محمد فخر الزماں

۱۳۔ جناب ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

۱۴۔ ڈاکٹر مطلوب احمد رانا

۱۵۔ ڈاکٹر شیر علی

۱۶۔ جناب خواجہ عمر فیاض

۱۷۔ جناب شاہد حسین

۱۸۔ جناب علی احمد بھٹہ

۱۹۔ جناب محمد راشد مگھالوی

Marfat.com

۲۰۔ جناب عرفان ظفر

۲۱۔ جناب رانا امان اللہ

۲۲۔ جناب رانا محمد سکندر

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ

جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ/۵ جون ۲۰۱۳

drhumayunabbas@gcuf.edu.pk

Marfat.com

Marfat.com

اکبر بادشاہ کا خاتمہ کیا ایمان پر ہوا؟

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

مرتب ارمغان امام ربانی

ہمارے ایک محترم مقرر جناب ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب کا ایک مقالہ بعنوان ''پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت'' ارمغان امام ربانی کی جلد چہارم میں شامل ہے جو حضرت مجدد الف ثانی قومی کانفرنس منعقدہ ۳۰ جنوری ۲۰۱۱ء کے موقع پر آپ نے پڑھا تھا۔

اس میں درج چند امور کی وضاحت لازم ہے جس کی طرف قارئین نے ہماری توجہ دلائی ہے، ڈاکٹر سلطان الطاف علی لکھتے ہیں:

> ......چنانچہ دین الٰہی کو منظور کر لیا جس میں بادشاہ کو ہر آدمی تعظیمی سجدہ کرنے لگا، گاؤ کشی حرام، خنزیر کا گوشت اور کتے کا گوشت حلال قرار دیا گیا ......تمام الہامی کتابوں کو خود ساختہ قرار دے کر مسترد کر دیا گیا......عام طور پر کہا جاتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے جہانگیر کی زندگی میں انقلاب برپا کیا اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت قدس سرہٗ کی کاوش و محنت سے اکبر آخری ایام میں دین اسلام پر لوٹ آیا تھا۔''

اس اقتباس میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں:

۱۔ اکبر نے دین الٰہی کو منظور کر لیا ۲۔ جس کے تحت بادشاہ کو سجدہ کیا جانے لگا

Marfat.com

۳۔ سور اور کتے کا گوشت حلال قرار پایا ۴۔ تمام الہامی کتابوں کو مسترد کر دیا گیا۔

۵۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے احیائے دین کی تحریک جہانگیر کے عہد میں نہیں اکبر کے زمانہ میں شروع کی۔

۶۔ اکبر بادشاہ اپنے آخری ایام حیات میں حضرت مجدد الف ثانی کی کاوشوں سے واپس اسلام پر لوٹ آیا تھا......

اگر ڈاکٹر سلطان الطاف صاحب موصوف نے محضر نامہ جو ۹۸۷ھ/۱۵۷۹ء کو جاری کیا گیا تھا کا مطالعہ کیا ہوتا تو اس قسم کی بات نہ کہتے، محضر نامہ دراصل اس عہد کے ایک نہایت ہی زیرک خانوادہ ملا مبارک ناگوری اور اس کے فرزندوں علامی ابوالفضل اور فیضی کا مرتب کیا ہوا تھا جو بہت ہی ہوشیاری اور چالاکی سے مرتب کیا گیا تھا، ملا مبارک ناگوری جس کا اپنا مذہب و مسلک ہر دور میں بادشاہ وقت کے تقاضوں کے مطابق بدلتا رہتا تھا ایک بار اپنی غربت کے ہاتھوں تنگ آ کر ملا عبداللہ سلطان پوری اور ملا عبدالنبی کے دربار میں جا کر اپنی تنگ دستی کی شکایت کرتے ہوئے ان سے صرف سو بیگھا زمین مدد معاش کے طور پر مانگی تھی، لیکن ان کے انکار پر اس کے فرزند اکبر فیضی کی رگ حمیت بھڑک اُٹھی اور اس نے ان کے سامنے کہا تھا:

"اگر میں اپنی اصل سے ہوں (شیخ زادہ) اور اپنے اعتقاد (شیعہ) میں سچا ہوں تو تم سے ایسا انتقام لوں گا جس کی گونج سارے ہندوستان میں سنائی دے گی۔[۱]"

۱۔ فرید بھکری: ذخیرۃ الخوانین ۶۸/۱-۶۹

Marfat.com

واقعی وہ گونج نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم اسلام میں سنی گئی، ان علماء نے چالاکی سے اس محضر نامہ میں اکبر کو اعدل، اعقل اور مجتہد مطلق بنا کر تمام شرعی اختیارات اس کو دلوا دیئے اس میں لکھا کہ "سلطان عادل" کا درجہ مجتہد سے بلند تر ہے آیندہ تمام مختلف فیہ شرعی فیصلے اکبر خود کرے۔ نہ تو اس میں سور اور کتے کے گوشت کا ذکر کیا گیا اور نہ ہی الہامی کتابوں کے منسوخ کرنے کی کوئی بات کی گئی ۔[1]

محضر نامہ کے محرر ملا مبارک ناگوری نے اس کے علماء سو کی طرف سے منظور ہونے پر بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے دستخط کے نیچے لکھا کہ:

> میں اس بات کا دل و جان سے خواہش مند تھا اور سالہائے دراز سے اس کا منتظر تھا، بادشاہ کو فتویٰ دینے کا اختیار مل گیا تو پھر اجتہاد کی راہیں کھل گئیں ۔[2]..........

اس میں بادشاہ کو سجدہ کرنے کا ذکر جان بوجھ کر نہ کیا گیا کہ عالم اسلام میں بدنامی نہ ہو۔ الہامی کتابوں کا بھی قصداً کوئی ذکر نہ کیا گیا۔ یہ امور بعد میں احکام شاہی کے تحت جاری ہوتے رہے

اس اقتباس میں ڈاکٹر صاحب نے آخر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے یہ تحریک جہانگیر کے زمانہ میں نہیں بلکہ اکبر کے دور میں شروع کی تھی، اکبر کے عہد میں تو کوئی اس کے معتقدات کے خلاف آواز تک نہیں اٹھا

۱۔ محضر نامہ کے متن کے لیے ملاحظہ ہو: طبقات اکبری ۲/۲۴۳۔ ۲۴۴، منتخب التواریخ ۲/۲۷۱۔ ۲۷۲

۲۔ منتخب ۲/۲۷۰۔ ۲۷۲

Marfat.com

سکتا تھا، جس نے ایسا کرنے کی جرأت کی اس کو موت کی نیند سلا دیا گیا۔[۱]

مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کی تینوں ضخیم جلدوں میں کہیں بھی اکبر بادشاہ کا نام تک نہیں آیا اور نہ ہی دین الٰہی کی اصطلاح استعمال کی گئی۔[۲]

اکبر کی وفات پر حضرت مجدد الف ثانی[۳] اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی[۴] کے مکاتیب موجود ہیں جو اس عہد پر بڑے بلیغ تبصروں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اگر اکبر بادشاہ اپنی موت سے پہلے مسلمان ہو چکا ہوتا تو یہ دونوں بزرگ جو اس کی پھیلائی ہوئی بدعات سے بہت پریشان ہوئے تھے اور اکابر امراء کی حمیت دین کو بار بار جھنجھوڑتے رہتے تھے اپنے مکاتیب میں اس امر پر خوشی کا اظہار کرتے، بلکہ حضرت مجدد الف ثانی نے تو جہانگیر کی تخت نشینی کو اسلام کی فتح اور اُسے بادشاہ اسلام کی جانشینی قرار دیا ہے[۵]، آپؒ کے مکتوبات میں صرف ایک مکتوب جہانگیر کے نام ہے[۶] جس میں عمومی بزرگانہ نصائح درج ہیں۔ اگر اکبر اپنی وفات سے پہلے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہوتا تو کم از کم اس کا جانشین جہانگیر اپنی توزک میں اس طرف ضرور اشارہ کرتا بلکہ اس کے برعکس وہ اپنی مجالس میں کہا کرتا تھا کہ فیضی اور ابوالفضل نے میرے والد کو راہ

---

۱ معاصر کتاب زاد المعاد کے مقدمہ میں ایسے ۳۱ بزرگوں کے نام کی فہرست دی گئی ہے جنہیں قتل، قید یا ملک بدر کیا گیا ۲ آج مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کی تفصیلی فہارس شائع ہو چکی ہیں۔

۳ مکتوبات ۱/۴۷/۱۲۳ ۴ مکتوبات حضرت شیخ محدث حاشیہ اخبار الاخیار ۱۷/۱۳۹-۱۴۶ یہ دونوں مکتوبات نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری کے نام ہیں۔

۵ مکتوبات ۱/۴۷/۱۲۴ ۶ ایضاً ۳/۴۷/۳۸۰

Marfat.com

راست سے ہٹایا تھا۔

خافی خان کے الفاظ ہیں:

ہر دو برادر پدرم را از راہ بردہ اند

مورخ نے توزک جہانگیری کے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں:

جنت مکانی در جہانگیر نامہ تحریر سوانح ایام فرمانروائی خویش پرداختہ اند بزبان خامہ دادہ اند کہ چون آن مقتدائی ملحدان باعث بدنامی نام نامی عرش آشیانی (اکبر) گشتہ بود کار او بدان تدبیر ساختم۔[1]

جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ملحدوں کا مقتداء یعنی ابوالفضل ہی میرے والد اکبر کے نام کو بدنام کرنے کا باعث بنا تھا اس لیے میں نے ایک تدبیر سے اس کا کام تمام کردیا یعنی مروادیا۔

جہانگیر یہ بھی کہا کرتا تھا کہ ابوالفضل نے میرے والد کو یہ بات ذہن نشین کروادی تھی کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف ہے۔[2]

ڈاکٹر سلطان علی صاحب نے مزید لکھا ہے:

سال ۱۰۱۲ھ کے دوران سید صدر جہاں اور خان اعظم جو اکبر بادشاہ کے مقرب وزراء میں سے تھے آپ کے مرید ہوئے، ۱۰۱۳ھ میں خان خاناں اور شیخ فرید بخاری بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، اس زمانے میں اکبر بادشاہ

۱۔خافی خان، منتخب اللباب ۲۲۳/۱ ۲۔شاہ نواز خان: ماثر الامراء ۲۱۷/۲

Marfat.com

اپنی بے دینی کے سبب سب کو اپنے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیتا۔ جب حضرت مجدد قدس سرہٗ کو معلوم ہوا تو آپ نے غیرت اسلامی میں آکر اپنے مریدین خان خانان، سید صدر جہاں وفرید بخاری کے ذریعہ بادشاہ (اکبر) کو نصیحت آمیز پیغامات بھیجے چنانچہ ان حضرات کے مباحث وقیل وقال کے بعد بادشاہ اس حد تک راضی ہوگیا کہ لوگوں کو اختیار ہے کہ جس دین پر رہیں اور جو چاہے سجدہ نہ کرے.........

ڈاکٹر سلطان صاحب کی یہ تمام تر معلومات سلسلۂ مجددیہ کی ایک غیر معتبر کتاب روضۃ القیومیہ [۱] سے ملخصاً ماخوذ ہیں [۲] لیکن معلوم نہیں موصوف نے مذکورہ سنین یعنی ۱۰۱۲ھ اور ۱۰۱۳ھ کہاں سے لیے ہیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب اپنے پیش نظر کتاب روضۃ القیومیہ پر غور فرماتے تو انہیں اس کے مؤلف کے متعین کردہ قیومیت کے سال اوّل یعنی ۱۰۱۰ھ سے از خود اندازہ ہو جاتا کہ مؤلف نے یہ فرضی واقعات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پانچویں سال قیومیت یعنی ۱۰۱۵ھ میں درج کئے ہیں۔ [۳] یعنی اس وقت

۱۔ یہ کتاب کمال الدین محمد احسان کی تالیف ہے، مولف پر مبالغہ آمیزی کا غلبہ تھا انہوں نے اس میں اس قدر بے سروپا اور خود ساختہ روایات جمع کر دی ہیں کہ اس سے اس سلسلہ کی بدنامی ہوئی ہے۔ اس سلسلہ کی بزرگ ترین شخصیت ابوالحسن زید فاروقیؒ مرحوم نے اس کتاب کو غیر مصدقہ قرار دے کر اسے رد کر دیا ہے۔ (حضرت مجدد الف ثانی، ایک تحقیقی جائزہ، مولفہ غلام مصطفیٰ خان

۲۔ روضۃ القیومیہ ۱/۱۲۴-۱۲۷ اور پروفیسر محمد فرحان کی کتاب حیات مجدد سے ماخوذ ہیں جو محض روضۃ القیومیہ کا خلاصہ ہے۔

۳۔ مولف روضۃ القیومیہ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا پہلا سال قیومیت ۱۰۱۰ھ لکھا ہے (۱/۹۶) یہ واقعات آپ کے پانچویں سال قیومیت یعنی ۵+۱۰۱۰=۱۰۱۵ھ ہوئے ہیں۔

Marfat.com

اکبر بادشاہ کو فوت ہوئے ایک سال ہو چکا تھا۔ مولف روضۃ القیومیہ نے انہی واقعات کے تحت لکھا ہے کہ اکبر سجدہ نہ کرنے کے جرم میں روزانہ ہزار آدمی قتل کرواتا تھا، تعجب ہے کہ یہ اتنے انسانوں کا قتل ہوا ہو اور کسی تاریخ میں اس کا ذکر نہ آیا، یہ ساری داستانیں مولف کی من گھڑت ہے۔

میراں صدر جہاں اور خان اعظم (مرزا عزیز الدین کوکلتاش) کے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت ہونے کا کوئی معاصر ثبوت نہیں ہے، یہ دونوں اکبر بادشاہ کے دین الٰہی میں اکبر سے بیعت تھے، میراں صدر جہاں مفتی اعظم تھے وہ ۱۰۰۴ھ کو اپنے دونوں فرزندوں سمیت اکبر کے دین الٰہی میں داخل ہوئے تھے۔ اسی طرح مرزا عزیز کوکہ خان اعظم جب اکبر کے بار بار بلانے پر حرمین سے واپس ہندوستان آیا تو اکبر کے دین الٰہی میں بیعت ہوا لیکن ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء کو اکبر کی وفات اور جہانگیر کی تخت نشینی سے جب حالات میں تبدیلی آئی تو ان امراء کے رویے بھی بدل گئے جس پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی حمیت دینی کو اجاگر کرنے کی کوشش کی اور انہیں خطوط لکھ کر اکبر کے عہد میں ہندوستان کے مسلمانوں اور اسلامی عقائد پر جو زیادتیاں ہوئیں ان کا تذکرہ کر کے انہیں جہانگیر کو خبردار کرنے کے لیے فرمایا۔

ان امراء کے نام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مکاتیب آپ کے مجموعہ میں موجود ہیں جن میں سے کسی مکتوب میں آپ نے اکبر بادشاہ کو سمجھانے کے لیے نہیں فرمایا، جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ یہ بخوبی جانتے تھے کہ اکبر جیسے بادشاہ کو جو علمائے سوء بے دین کے زیر اثر ہے اس پر ان امور کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

اگر ڈاکٹر سلطان صاحب اسی غیر معتبر کتاب روضۃ القیومیہ کو دیکھ لیتے تو اسی

Marfat.com

سال کے وقائع میں درج ہیں جب بادشاہ کے سر میں سات زخم آئے، اس کی ہڈیاں چور چور ہوگئیں اور سات روز بعد ''بادشاہ داخل فی النار اور دوزخ کے فرشتے کے سپرد ہوا۔[۱]''

ڈاکٹر سلطان صاحب نے مزید لکھا ہے:

> یہ لمحہ فکریہ ہے کہ سوچئے کس طرح علمائے سوء کے نزاع اور ملحدین کے فریب نے ایک نیک دل بادشاہ کو مرتد کر دیا اور پھر اللہ کے ایک کامل انسان حضرت مجدد قدس سرہٗ کی شبانہ روز کوشش نے بادشاہ نے دوبارہ کلمۂ حق اختیار کیا اور مسلمان ہوگیا

یہ ڈاکٹر سلطان صاحب کی اپنی رائے ہے کسی معاصر تاریخ یا تذکرہ سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی کہ اکبر نے اپنے آخری ایام حیات میں دوبارہ اسلام قبول کر لیا تھا، بلکہ تمام شہادتیں اس کے برعکس ہیں کہ اکبر جب سے مرتد ہوا تھا اس نے کبھی اسلام کے ساتھ وابستگی ظاہر نہیں کی اس نے نقطویوں کی روش پر عمل کرتے ہوئے خود کو کبھی علانیہ اسلام سے الگ نہیں کیا۔ یہ ایک ایسا تقیہ تھا جسے اس فرقہ نے اپنا رکھا تھا۔

اکبر کے دوبارہ اسلام قبول کرنے کی شہادت دو بڑے معاصر بزرگ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دے سکتے تھے اور اگر اکبر کے مسلمان ہونے میں کوئی حقیقت ہوتی تو سب سے زیادہ خوشی کا اظہار یہ دونوں بزرگ کرتے جبکہ جیسا کہ ہم نے لکھا ہے ان دونوں اکابر نے اکبر کی وفات پر نواب مرتضٰی فرید بخاری کو خطوط لکھے تھے، یہ تعزیت نامے نہیں تھے بلکہ اکبر کے عہد میں اسلام اور مسلمانوں پر جو آفتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے ان کا تذکرہ ہے اور ان

۱۔ روضۃ القیومیہ ۱/۱۲۷

Marfat.com

حالات پر فکر انگیز تبصرہ بھی۔ حضرت شیخ محدثؒ نے تو نواب صاحب کو ہدایت فرمائی تھی کہ میرا خط پڑھ کر بادشاہ جہانگیر کو پہنچا دینا۔[۱]

اکبر کے اسلام کی شہادت اس عہد کے مجاہد مؤرخ عبدالقادر بدایونی دے سکتے تھے لیکن وہ تو اکبر کی وفات سے دس سال پہلے ہی ۱۰۰۴ھ/ ۱۵۹۵ء کو انتقال کر گئے تھے، تیسری شہادت درباری مؤرخ علامی ابوالفضل کی ہوسکتی تھی جس نے اکبر کو نبی کی صفات سے متصف کرنے کی بھرپور کوشش کی اور اکبر کے روز ولادت سے لے کر اپنے قتل تک اس کے معجزات بیان کرنے میں اپنا زورِ قلم صرف کیا تھا لیکن وہ تو جہانگیر کے ہاتھوں اکبر سے پہلے ہی ۱۰۱۱ھ/ ۱۶۰۳ء کو قتل ہو گیا تھا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو اکبر کی وفات کے وقت اس کے ان گنت معجزات گنواتا اور نہ جانے کیا کیا لکھ جاتا۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کسی مورخ نے اکبر کی وفات کے واقعات نہیں لکھے، اکبر نامہ کے ایک سے زیادہ تکملے لکھے گئے ہیں[۲] ابوالفضل کے سیکرٹری اسد بیگ قزوینی نے اپنے معاصر وقت لکھے ہیں جن کا متن اگرچہ تا حال شائع نہیں ہوا لیکن ایلیٹ (Elliot) نے اپنی تاریخ میں اس کے اس حصہ کا ترجمہ دے دیا ہے، جس میں اکبر کے وفات کے وقت کلمہ پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔[۳] ایک مشنری پادری

۱۔ برکت علی، مراۃ الحقائق بحوالہ حیات شیخ عبدالحق ۳۷۸

2.Story, C.A: Persian Literature, Vol.I, Prat. IP.551

3.Eillot: History of India as told by its own Historians Vol. vi. p. 172

Marfat.com

ڈیو جیرک بھی اس وقت دربار میں موجود تھا جس نے اپنی رپوٹ میں اکبر کی وفات اور جہانگیر کی نواب مرتضیٰ فرید بخاری کی حمایت سے جانشینی کا ذکر کیا ہے وہ بھی گواہ ہے کہ اکبر نے مرتے وقت کلمہ نہیں پڑھا ہے۔[1] حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی اکبر بادشاہ کو ملحد قرار دیا ہے۔[2]

ڈاکٹر سلطان صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کو جہانگیر نے گوالیار کے قلعہ سے رہا کیا اور ملاقات کی تو حضرت مجدد الف ثانی نے رہائی کے لیے ٦ شرائط پیش کیں، ان کا ذکر کسی معاصر تذکرہ نویس نے نہیں کیا۔ اگر آپ کی اس قسم کی شرائط قبول ہو چکی ہوتیں تو آپ اپنی رہائی اور اس سے پہلے جہانگیر کی تخت نشینی سے اپنے وصال ۱۰۳۴ھ تک تجدید احیائے دین کے لیے ایسی سعی نہ کرتے جیسی آپ نے تاحیات جاری رکھی۔

1. Du Jarric : Akbar and the Jesuits, p. 208

۲۔ انفاس العارفین (فارسی) ص۱۵۴

11/10/21

Marfat.com

افتتاحی کلمات

جمیل اطہر سرہندی

Marfat.com

Marfat.com

افتتاحی کلمات

جمیل اطہر سرہندی

محترم علمائے کرام، مقالہ نگار اصحاب اور حاضرین محترم! میں مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کی طرف سے آپ سب کا ۳۵ / ویں سالانہ قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس میں شرکت اور شمولیت پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جب اس کانفرنس کا تذکرہ ہوتا ہے اور اس کا ذکر آتا ہے تو بے اختیار ہمارے لبوں پر ہمارے مخدوم ہمارے محترم سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی آجاتا ہے۔ یہ پودا انہی کا لگایا ہوا ہے۔ یہ فصل انہی کی کاشت کی ہوئی ہے جس سے خاص طور پر مجددی اور نقشبندی فیض یاب ہو رہے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی فکر کیا تھی اور فلسفہ کیا تھا اور آج بھی ان کے افکار کیوں کر زندہ اور پائندہ ہیں اس پر روشنی تو اصحاب فکر و دانش ہی ڈالیں گے لیکن آج ہم جس ایوان اقبال میں موجود ہیں اور جہاں اس کانفرنس کے پوسٹر کے ساتھ حکیم الامت حضرت علامہ اقبال کی تصویر آویزاں ہے اور جو شہرہ آفاق منقبت اس ملت کو عطا کر گئے جس کا ایک شعر بھی یہاں درج ہے:

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

آج ہم جس پاکستان کی آزاد فضاؤں میں سانس لے رہے ہیں اس کی پہلی اینٹ اس کی خشت اوّل حضرت امام ربانیؒ نے ہی رکھی تھی اور وہیں سے مصور پاکستان حضرت علامہ اقبال نے فیض حاصل کیا اور وہیں جب وہ حضرت مجدد کی لحد پر حاضر ہوئے اور ان کا فکرو

Marfat.com

فلسفہ ان کے ذہن میں پیوست ہوگیا جو آج پاکستان کی صورت میں دنیا کے نقشے پر جلوہ گر ہے اسی طرح بانی پاکستان حضرت قائداعظم بھی اوران کا خاندان بھی حضرت امام ربّانی کے خیالات سے متاثر تھا اوراس کی گواہی مشہور عالم دین مولانا محمد بخش مسلمؒ نے دی کہ جب وہ حضرت قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باتوں باتوں میں سرہند شریف اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ذکر آیا تو حضرت قائداعظم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بزرگ بھی وہاں جایا کرتے تھے گویا پاکستان کی بنیادوں میں حضرت امام ربانیؒ کے افکار پوشید ہیں اور یہ عمارت پاکستان کی ان کے فکراوران کے فلسفے پر اُٹھائی گئی۔ حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربّانی اسلامک سنٹر یہ دوانمول یادگاریں ہیں حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی انہوں نے اپنی ساری زندگی مجددی افکاراور تعلیمات کو پھیلانے اوراس کے پرچار کے لیے وقف کررکھی تھی۔ حضرت مجددؒ نے اپنا سارا کام تحریر کی صورت میں کیا انہوں نے اپنے وقت کے حکمرانوں کو خطوط لکھےاورانہیں اصلاح احوال کی طرف توجہ دلائی نہ وہ خوداقتدار کے حریص تھے نہ ان کے اندراقتدار کی کوئی تمناتھی ورنہ پیش کشیں توانہیں بھی ہوتی رہیں کہ آیئے آپ اس پورے ہندوستان کے نگہبان، پاسبان اور بادشاہ بن جایئے لیکن انہوں نے کہا کہ فقیروں اور درویشوں کا یہ کام نہیں ہے فقیروں کا کام ذہنوں میں خیالات میں افکار میں انقلاب لانا ہے اور حضرت امام ربانی نے یہ فرض نہایت ہی اچھے طریقے سے ادا کیا اور آج ان کے مکاتیب کی صورت میں یہ سارا سرمایا ہم تک محفوظ چلا آرہا ہے اور ہم اس سے فیض حاصل کرسکتے ہیں ہمارا یہ ملک ہمارا یہ وطن عزیز آج بھی انہی مسائل سے دوچار ہے انہی

Marfat.com

مشکلات میں گھرا ہوا ہے اسی اخلاقی انحطاط سے گزر رہا ہے اسی طرح حکمران جو ہیں وہ اسلامی تعلیمات سے روگردانی کر رہے ہیں جس طرح حضرت مجدد کے دور میں جہانگیر اور اکبر اسلام سے برگشتہ ہو گئے تھے اور بھول گئے تھے اپنی اصل اور بنیاد کو۔

مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر کا نصب العین یہی ہے کہ حضرت مجدد کے افکار کو زندہ کیا جائے، تازہ کیا جائے اور لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کیا جائے۔ یہ کانفرنس محض نشستند، گفتند اور برخاستند کی مجلس نہیں ہے بلکہ ذہنوں میں اس دین اسلام کی شمع روشن کرنے اور سینوں میں وہ لو روشن کرنے کا نام اور کام ہے جو مدینہ اور مکہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے جس کا آغاز ہوا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی شریعت کے ساتھ طریقت کے بھی علم بردار تھے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ رسم شبیری خانقاہوں سے نکل کر ادا کی جائے اور اسلام محض نماز، روزے اور حج کا دین نہیں ہے۔ بلکہ یہ پوری زندگی کو پوری کائنات کو اس کے تقاضوں میں ڈھالنے کا نام ہے۔ ہمارے مخدوم صوفی غلام سرور نقشبندی مجددیؒ نے نہایت سوچ سمجھ کر یہ راستہ اختیار کیا تھا اور یہ راہ اپنائی تھی اس وقت نہ کوئی تنظیم تھی نہ ان کے دائیں بائیں کچھ لوگ تھے وہ ایک فرد واحد تھے جو ایک مشن کو ایک مقصد کو لے کر نکلے پھر یہ ہوا کہ ایک جماعت بنتی چلی گئی اور ایک تنظیم بنتی چلی گئی اور ان کی رحلت کے بعد بھی اس مقصد کو اس مشن کو عزیز از جان سمجھتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ جوں جوں تاریکی بڑھ رہی ہے ظلمت بڑھ رہی ہے اندھیروں کا راج بڑھ رہا ہے توں توں روشنی کی قدر و قیمت بھی بڑھ رہی ہے توں توں ان افکار اور قدروں کو زندہ کرنے کا احساس بھی فزوں تر

Marfat.com

ہو رہا ہے جو تاریخ کی کتابوں میں دفن ہو کر رہ گئے تھے آج پاکستان ہی میں نہیں دنیائے اسلام میں حضرت امام ربانی کے افکار پہ کام ہو رہا ہے۔ محقق، مورخ لکھنے والے، پڑھنے والے، سوچنے والے، سمجھنے والے مختلف پہلوؤں سے جائزہ لے رہے ہیں کہ حضرت مجددؒ نے معاشرے کی مختلف مفاسد امراض اور بیماریوں کا کیا علاج تجویز کیا تھا؟ اور اس معاشرے کی اصلاح کے لیے کس طرح عمل کیا جائے ان کی روح کیسے اپنائی جائے اس راستے پر کیسے چلا جائے کہ ہم پاکستان کو حقیقی معنوں میں صحیح معنوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکستان بنائیں، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے تصور کا پاکستان بنائیں۔ حکیم الامت حضرت علامہ اقبال نے بھی اسی پاکستان کا خواب دیکھا تھا اس خواب کو حقیقت میں کیسے بدلا جائے اور حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے جس تصور کو اپنے ذہن میں رکھ کر برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ مملکت حاصل کی تھی ان مقاصد کو کس طرح حاصل کیا جائے میں یہ سمجھتا ہوں اور یہ اہل فکر و دانش آپ کو بتائیں گے اپنے مقالات کے ذریعے اپنی گفتگو کے ذریعے کہ آج ہمیں پھر ضرورت ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے افکار کو تازہ کرنے کی لوگوں تک پہنچانے کی۔

آپ حضرات جب یہاں سے نکلیں تو آپ کے ذہنوں میں اس سال کے لیے اگلے سالوں کے لیے کام کا ایک نقشہ ہونا چاہیے۔ آپ کو یہ پیغام اپنے گھروں تک اپنے بچوں تک اپنی بیگمات تک اپنے گھر کی خواتین تک پہنچانا چاہیے کہ ہم اپنے گھروں کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات سے منور کریں گے ہمارے دلوں سے تاریکیاں تبھی دُور ہوں گی ہمارے معاشرے سے ظلمات تبھی چھٹیں گی جب ہم سیدھا راستہ

Marfat.com

اختیار کریں گے صراط مستقیم اختیار کریں گے اور صراط مستقیم پر ہمیں یہی تعلیمات لے جائیں گی۔ آیئے آج کے دن یہ عزم کریں اور یہ عہد تازہ کریں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اصلاح معاشرہ کے لیے معاشرہ میں تبدیلی لانے کے لیے وہ تبدیلی جو پیغمبر اسلام ﷺ کا مقصود تھی جو حضرت امام ربانی کا نصب العین تھی جس کے لیے انہوں نے اپنی زندگی وقف کی ہمارے لیے روشنی کی یہ کرنیں چھوڑ گئے اور ہم چاہیں تو ان کو آفتاب و ماہتاب بنائیں حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر کے کارکن جس تندہی اور شب وروز جس محنت کے ساتھ یہ پرچم تھامے ہوئے ہیں مجھے یقین کامل ہے کہ آج صوفی غلام سرور نقشبندی مجددیؒ کی روح خوش ہوگی مطمئن ہوگی وہ روح یہاں موجود ہوگی اوران کے وارثوں نے ان کے صاحبزادگان نے ان کے دست راست ساتھیوں نے اس مشعل کو مضبوطی سے تھام رکھا ہے وہ اس پرچم کو سربلند کیے ہوئے ہیں دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور آپ کو بھی اور ہم سب اہل پاکستان کو یہ توفیق ارزانی کرے کہ ہم پاکستان کو حضرت امام ربانی کے افکار کا پاکستان بناسکیں۔ پاکستان اسی روز خوش حال ہوگا پاکستان میں اسی روز روزی کے دروازے کھلیں گے پاکستان میں اسی روز ملازمتیں ملیں گی پاکستان اسی روز تعلیم کے نور سے منور ہوگا جب ہم اپنی اصل کی طرف لوٹیں گے ۔اس کی بنیاد کی طرف لوٹیں گے یہ کانفرنس اسی پیغام کی طرف بلانے کا ایک ذریعہ ہے آیئے ہم یہ عہد کریں کہ ہم اس پرچم کو ہمیشہ سربلند رکھیں گے اس سے روشنی حاصل کرتے رہیں گے ۔اس سے اپنے گھرانوں کو معاشرے کو اور پوری ملت اسلامیہ کو منور کرتے رہیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔ بہت بہت شکریہ

Marfat.com

Marfat.com

صدارتی خطبہ

پروفیسر آغا پیر نثار احمد جان سرہندی مجددی

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب صدر مجلس، علمائے کرام، مشائخ عظام و حاضرین با تمکین

حمد و صلوٰۃ کے بعد یہ فقیر آپ کی خدمت میں سلام مسنون عرض کرتا ہے۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ ناسازیٔ طبع کی وجہ سے اِس بابرکت اجتماع میں حاضر نہ ہو سکا مگر یقین فرمائیں کہ میرا دل آپ کی طرف متوجہ ہے!!

حضرات گرامی! ہم یہاں الحمدللہ عالم اسلام کے ایک عظیم محسن، بے نظیر عالم و صوفیٔ باصفا، ولی کامل، مفکر و متکلم کے حضور، نذرانہ عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں زندہ قومیں کبھی اپنے محسنوں کی یاد سے غافل نہیں رہتیں بلکہ شکر گذاری کے ساتھ اپنے محسنوں کا تذکرہ کرتی رہتی ہیں۔

ہرگز نمیرد آں کہ دِلش زندہ شُد بعِشق
ثبت است بر جریدۂ عالَم دَوامِ ما

جن کے دل عِشقِ (الٰہی) سے زندہوں وہ کبھی نہیں مرتے اس جریدۂ عالم پر ہمارا دوام ثبت ہو چکا ہے۔

گذشتہ سال اِسی ایوان اقبال میں اِس فقیر نے یہ عرض کی تھی اب اُسی بات کو دہرا رہا ہوں کہ مجدد ہزارہ دوم کا لقب امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کو دربار الٰہی جل جلالہٗ سے عطا فرمایا گیا ہے اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق رکھنے کی حیثیت سے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اُن کے مشن کو...... اُن کے Work کو آگے بڑھائیں اور جو اِس عظیم کام کو آگے بڑھانے کی سَعی کر رہے ہیں ان کے دَست و

Marfat.com

بازو بنیں ان کے ممد و معاون ثابت ہوں۔

حضراتِ گرامی! طریقہ عالیہ نقشبندیہ مُجددیہ میں بہت زیادہ جوش و جذبہ ہے اور اِس فطری جذبہ کی وجہ سے ہم لوگوں میں فطری طور پر بڑا جوش و جذبہ پایا جاتا ہے ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہم اِس جوش و جذبہ کو...... طریقہ پاک کو...... حضرت امام ربّانی کے مسلک و منہج کو تیسرے ہزارے تک آگے بڑھانے میں صرف کریں۔ ایک نہایت اچھی صفت کو خواہ مخواہ ضائع نہ کریں لہٰذا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے کہ پہلے ہم اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق کو فروغ دیں۔ تصوف ہمیں نفیٔ ذات کا درس دیتا ہے اس میں انانیت کے بت کو پاش پاش کرنا پڑتا ہے لہٰذا اتحاد و اتفاق نہایت ضروری ہے فارسی کے شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ز اتفاقِ مگس شہد می شود پیدا
خداچہ لذتِ شیریں در اتفاق نہاد

شہد کی مکھیوں کے اتحاد و اتفاق سے شہد پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اتحاد و اتفاق میں کیسی شیریں لذت رکھ دی ہے۔

ہم سرزمین سندھ میں حضرت امام ربّانیؒ کے ادنیٰ عقیدت مند صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوریؒ کی وفات حسرت آیات پر دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مدظلہٗ العالی سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور بارگاہِ ایزدی میں دَست بدعا ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے اور حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

Marfat.com

آخر میں میں جناب جمیل اطہر سرہندی ، جناب ناظم بشیر صاحب و دیگر اراکین حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے مجھ ناچیز کو اپنی محبتوں میں یاد رکھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ تمام حضرات پر رحمتوں کی بارش کرے اور اپنے فضل عمیم سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔ میں اپنی جگہ اپنے بھتیجے صاحبزادہ احتشام اللہ جان کو بھیج رہا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ میرے بہتر نعم البدل ثابت ہوں گے۔ آمین۔

والسلام مع الاکرام

دعا گو نثار احمد جان سرہندی

میر پور خاص۔ سندھ

Marfat.com

Marfat.com

پیغام

از: جاوید اقبال مظہری مجددی۔ بانی وصدر امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل

گرامی قدر جناب جمیل اطہر سرہندی۔ صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور

گرامی قدر جناب محمد ناظم بشیر مجددی۔ سیکرٹری جنرل مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور

السلام علیکم!

یہ خبر باعث مسرت وانبساط ہوئی کہ مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام ۳۵ رویں سالانہ قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس مورخہ 15 جنوری 2012ء بمقام ایوان اقبال لاہور میں ہو رہی ہے۔ سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ نے مجدد الف ثانی سوسائٹی کی صورت میں گلشن مجددیہ کے جس پودے کی آبیاری کی تھی وہ اب سرسبز وشاداب گلستان میں تبدیل ہو چکا ہے اور اس گلستان علم وعرفان کی خوشبوئیں دور دور تک اپنی مہک سے ان قلوب کو مہکا رہی ہیں جو آستانہ عالیہ سرہند شریف سے اکتساب فیض کر رہے ہیں۔ یہ حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ کی انتہاء درجہ خوش نصیبی تھی کہ ان کو حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری کی صورت میں پیر ومرشد ملے اور جمیل اطہر سرہندی جیسے زیرک صحافی واہل قلم اور جناب محمد ناظم بشیر مجددی جیسا فعال مرید صادق، شہزاگان اور سرور ملت کے احباب میں دیدہ دل وچشم راہ فدا کرنے والے متعلقین سلسلہ کے علاوہ علماء کرام، مشائخ عظام اور نامور اسکالرز کی ایسی جماعت ملی کہ جن کی شب وروز کی محنت شاقہ سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جیسی پراسرار اور الہامی شخصیت کو سمجھنے میں مدد ملی

Marfat.com

یہ حضرت سرورِ ملت صوفی غلام سرور مجددی علیہ الرحمہ کے اخلاص ومحبت کی زندہ کرامت ہے اوران کے ظاہری وصال کے بعد بھی ان کے رفقاء کاران کے مشن کوانتہائی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھا رہے ہیں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہورہی ہے کہ جس طرح شہنشاہ اکبراور جہانگیر کے ادوار میں شریعت سے دوری تھی بالکل اسی طرح اس دور میں شریعت سے بے رغبتی اور دوری نظر آرہی ہے جس طرح شہنشاہ اکبراور جہانگیر کے ادوار میں تجدید دین کے لیے ایک ایسے مردِ خود آگاہ کی ضرورت تھی جس کو دنیا امام ربانی مجدد الف ثانی کے نام سے جانتی ہے بالکل اسی طرح ایک بار پھراس دور میں امام ربانی مجدد الف ثانی کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بظاہر ہم میں موجود نہیں مگران کے مکتوبات مقدسہ، تصانیف اورافکارِ عالیہ تو موجود ہیں۔

35ویں سالانہ امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس میں جو نامور مقالہ نگاراور اہلِ قلم حضرات مقالات پیش فرمارہے ہیں ان مقالات کے عنوانات یہ ظاہر کررہے ہیں کہ ان مقالات کے فیوض وبرکات سے حضرت مجدد الف ثانی کے مقامات عالیہ کو سمجھنے اورافکارِ عالیہ کو عام کرنے میں مدد ملے گی کیونکہ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور دیگر تصانیف قیامت تک کے لیے روشنی کا مینار ہیں جس طرح آفتاب سارے جہاں کو روشن کرتا ہے اسی طرح آفتاب ولایت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل کا سورج اہلِ علم وعرفان کے قلوب کو تاقیامت روشن کرتا رہے گا کیونکہ طریقہ طیبہ نقشبندیہ مجددیہ کے تمام ستارے اسی آفتاب علم وعرفان سے فیض لے رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کو مجدد عصر حضرت قبلہ مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب علیہ الرحمہ سے بڑی عقیدت و محبت تھی اور حضرت مسعود ملت کی مفارقت ہی حضرت صوفی صاحب کے جلد تشریف لے جانے کا سبب بنی پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ اگر افکار امام ربانی کے امین ہیں تو حضرت صوفی غلام سرور مجددی علیہ الرحمہ سفیر افکار امام ربانی ہیں۔

ان شاء اللہ امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی اور مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام افکار امام ربانی کا یہ کاروان عشق و محبت ان دونوں مشائخ عظام کے نائبین کی زیر قیادت اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے گا اور ساری دنیا فیضان امام ربانیؒ سے مشرف اور انوار امام ربانی سے روشن ہو جائے گی۔ ہاں ہاں یہ سچ ہے کہ:

مہک اٹھے جس کی مہک سے دو عالم
عجب رنگ پر ہے جہانِ مجدد

فقیر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے صدر جناب جمیل اطہر سرہندی اور تمام اراکین کا مشکور ہے کہ جنہوں نے امام ربانی فاؤنڈیشن کے چیئر مین صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد اور اس فقیر کو کانفرنس میں شرکت کی خصوصی دعوت دی۔ آپ کی اس مخلصانہ دعوت پر ضرور شرکت ہوتی مگر حسن اتفاق سے کراچی میں امام ربانی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام 12 ویں امام ربانی کانفرنس مؤرخہ 15 جنوری بروز اتوار ہو رہی ہے اس لیے شرکت سے معذرت ہے تاہم اس پیغام کے ذریعے باطنی شرکت ہو رہی ہے کیونکہ اہل محبت بظاہر دور ہوتے ہیں مگر دل کے قریب ہوتے ہیں۔

Marfat.com

دُعا کا طالب

احقر: جاوید اقبال مظہری مجددی

بانی صدر امام ربّانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل

مؤرخہ: 11 / جنوری 2012ء

Marfat.com

مقالات

Marfat.com

Marfat.com

پاکستانی خانقاہوں میں
تعلیمات مجددیہ
کے احیاء کی ضرورت

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی

Marfat.com

Marfat.com

پاکستانی خانقاہوں میں تعلیماتِ مجددیہ علیہ الرحمۃ کے احیاء کی ضرورت

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

خانقاہ کا تصور بہت قدیم ہے کہ یہ خلوت نشینی کے طبعی رجحان کا نتیجہ ہے، انسان جب بھی سماجی ہماہمی سے بے زار ہوا یا ماحول کی ناموافقیت سے دل برداشتہ ہوا تو تنہائی کی تلاش میں ایسے زاویے قائم کرنے لگا جہاں وہ خارج سے بے نیاز ہو کر دروں بینی کی سہولت پا سکے، یہ گوشہ نشینی یا یہ عزلت پسندی انسانی معاشرے کا ہمیشہ سے حصہ رہی ہے۔ اس کی خواہش بھی عام رہی اور اس کی افادیت کا بھی عمومی اعتراف رہا، ایسے لمحات کا ذکر ہر درد آشنا کے ہاں موجود ہے۔ مثلاً شاعر کہتا ہے:

؎ اب چراغ اپنا تہہ دامن جلا لیتا ہوں میں
جب بھی تنہائی ملے محفل سجا لیتا ہوں میں

یہ محفل خالصتاً ذاتی ہوتی ہے کہ اس میں غیر کی دخل اندازی نہیں ہوتی، ایسی تنہائی کی محفلیں عرفانِ ذات کی محرّک بنتی ہیں جو بالآخر عرفانِ رب کی تمہید ہوتی ہیں، تاریخ انسانی شاہد ہے کہ ایسے لمحات اور اس قسم کے زاویے ہر دور کے انسان کی ضرورت رہے ہیں اگرچہ نام بدلتے رہے ہیں، اسلام چونکہ محاسبۂ نفس کی دعوت ہے اس لیے خانقاہ کی طرح کے مراکز ملّتِ اسلامیہ میں معروف رہے ہیں، ان مراکز کی امتیازی خصوصیت یہ رہی ہے کہ یہ معاشرے سے فرار کے ٹھکانے نہ تھے بلکہ استعداد کو ہمہ فعال کرنے کے مقامات تھے، ان کا بنیادی مقصد تحنث و تعبّد تھا مگر یہ پیش آمدہ حالات کے لیے تیاری کے دورانیے بھی تھے حتیٰ کہ بقول اقبال مرحوم غارِ حرا کی خلوت گزینی بھی تعمیر

Marfat.com

قوم وملّت کی تمہید تھی، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس خلوت کدوں کے آداب بھی متعین ہونے لگے، بعض اعمال و اشغال اختیار کیے جانے لگے، معاشرتی کردار کی استواری کے لیے بیعت کے سلسلے کا احیاء بھی ہوا، اس کا مقصد یقین کو استحکام بخشنا تھا اور متوسلین کے درمیان یک رنگی کا سماں پیدا کرنا تھا تا کہ نشرِ خیر کا مربوط نظام قائم رہے مزاج اور ضرورت کے پیش نظر اعمال واشغال میں تفاوت بھی ہوا مگر ان مساعی کی روح ایک ہی رہی، مقصود تربیتِ کردار کا اہتمام بھی تھا اور شریعت اسلامی کی پاسداری کو یقینی بنانا تھا اس لیے خانقاہیں نہ ذاتی شہرت کے ادارے بنے اور نہ ہی شخصی نظریات کے فروغ کے مراکز، بلکہ یہ بہر صورت اشاعتِ اسلام اور اتباع شریعت کے آستانے تھے، یہی وجہ تھی کہ ان آستانوں کے درمیان نہ کوئی مخاصمت تھی اور نہ کسی صورت خود پسندی۔

تزکیۂ نفس کے یہ ادارے توسیع ریاست کے ساتھ ساتھ پھیلتے گئے، یہ بھی ایک بدیہی حقیقت ہے کہ نظریات مقامی اثرات سے محفوظ نہیں رہتے کہ طبائع کا تفاوت تربیت کی بوقلمونی چاہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب تصوّف کے مختلف سلاسل برصغیر میں آئے تو تقویٰ وصالحیت کی ہم رنگی کے باوجود بعض میلانات ووظائف اور بعض اعمال و افعال میں قدرے تفاوت در آیا، معاند قوتوں سے نبرد آزمائی کا تقاضا بھی یہ تھا کہ حملہ آور کے تیور پہچانے جائیں اور حالات کا مقابلہ کیا جائے، برصغیر پاک وہند میں جب اسلام داخل ہوا تو مقابلہ ایک راسخ اور سخت گیر قوم سے تھا، یہاں ویدانت اور جدلیت کا دور دورہ تھا، نظریاتی انتشار اس قدر عام تھا کہ گھر گھر کا اِلٰہ جدا تھا، بت پرستی کی کثرت اتنی تھی کہ شہر شہر اور قریہ قریہ کے معبود الگ تھے اس کے نتیجے میں اعمال کی بھی بوقلمونی تھی، ہندو

Marfat.com

مذہب کا رویہ یہ تھا کہ ہر اصلاحی تحریک کو اپنے اندر جذب کر لیتا تھا اور شرک آشنا کر دیتا تھا، ہندومت کے ہاں بت کو ہی پوجنا تھا وہ بت کسی کا کیوں نہ ہو، جو مذہب گائے سے لے کر برگد تک کو سجدہ کر سکتا تھا بھلا انسانوں کے سامنے جھکنے سے کیسے انکاری ہو سکتا تھا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر مصلح بت کے روپ میں ڈھال لیا گیا اور ہمنوا بنا لیا گیا۔

اسلام کی آمد ایک انقلاب کا اعلان تھا جس کے اثرات بہت تیزی سے ظاہر ہونے لگے، شروع شروع میں ویدانت کے رسیا دم بخود ہو گئے مگر جونہی اس حیرت سے نکلے تو پر پُرزے نکالے، ترک دنیا کی روش برصغیر میں عام تھی، سب سے پہلا حملہ بھی اسی حوالے سے ہوا، اس شب خون کا ہدف خانقاہی نظام بنا اور بڑی چابک دستی سے اس نظامِ خیر کے حصار میں دراڑ ڈالنے کی سعی کی گئی، وہ رسوم و عادات جو مقامی آبادی میں پختہ ہو چکے تھے اسلامی تعلیمات کے لاحقے بنائے جانے لگے، خانقاہی نظام کا وہ تقدس ماند پڑنے لگا جو اکابرین نے بڑی محنت سے قائم کیا تھا ہمہ اوست کے نظریات کو مقامی رنگ دیا جانے لگا اور وحدت الوجود کے فلسفہ حیات کو مقامی رنگ دے کر جدلیت کا شاخسانہ بنا دیا گیا جس سے نظریات میں جھول اور اعمال میں بے ترتیبی عام ہونے لگی، برصغیر کا مسلمان گواہ ہے کہ کس طرح خود ساختہ نظریات کو دین الٰہی کا لبادہ اوڑھا گیا، اس نظریاتی فساد کا نتیجہ یہ نکلا کہ تصوّف کے نام پر کئی ایسے گروہ وجود میں آ گئے جو شریعتِ اسلامیہ کی مرکزیت سے ہٹنے لگے اور دین میں ہندو عزلت پسندی کو شامل کرنے لگے، عقائد میں بے ترتیبی جنم لینے لگی اور اعمال میں مشرکانہ رویے نمایاں ہونے لگے۔ یہ تھا ماحول جس میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے اصلاحی مشن کا آغاز کیا۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ دین اسلام کا وہ رُخ پیش کرنے کی سعی کر رہے تھے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے روشن تھا اور وہ غبار دھونے لگے جو مقامی گرد سے اسلام کے رُخ تاباں پر پڑ رہا تھا یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ رائج الوقت نظریات سے تصادم کی راہ تھی اور مقامی آبادی کے علاوہ غلط بین مسلم آبادی سے بھی ٹکراؤ تھا، حکومت اگرچہ مسلمان تھی مگر اقتدار کی غلام گردشوں میں ہندو تمدن رقص کرنے لگا تھا۔ اس لیے سخت مزاحمت ہوئی مگر وہ مجدد جسے تجدید حالات کے لیے منتخب کیا گیا تھا ہر خطرے سے بے نیاز رہا، قید و بند کی آزمائشوں سے بھی گذرا مگر پائے استقامت میں لغزش نہ آئی، مخالفت کا طوفان اٹھنا ہی تھا کہ تاریکیاں اُجالوں کو برداشت نہیں کرتیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ آفتاب مائل بہ طلوع ہو جائے تو اندھیرے بے توفیق ہو کر سمٹنے لگتے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تابانیاں برصغیر بلکہ عالمِ اسلام پر یوں ہویدا ہوئیں کہ اسلام کی حقانیت متحقق ہوگئی، یہ سلسلہ رُشد پھر سے نئی قوت کے ساتھ رواں دواں ہوا مگر استعمار کے جبر اور مقامی و غیر مقامی نظریاتی فساد نے پھر سے تاریکیاں مسلط کرنا شروع کر دیں، اب پھر صدیوں کے سفر کے بعد باطل نظریات کو جرأت یلغار ہوئی ہے، خانقاہی نظام کا شیرازہ پھر سے بکھرنے لگا ہے، حالات پھر اکبر کے دور کے سے ہیں بلکہ اس سے بھی بدتر ہیں۔ انا و لا غیری کا ناقوس پھر بجنے لگا ہے، انتشار ذہنی پھر محیط ہو گیا ہے، خانقاہوں کا نظام خیر پھر لرزنے لگا ہے، طالبانِ حق اور متلاشیانِ صداقت اب پھر کسی راہنما کے چشم کرم کے منتظر ہیں، دیکھیے اس دور کے حکیم اُمت پھر سے پکار رہا ہے داد خواہ اور خوشگوار حیرت ہے کہ پھر اُسی بارگاہ میں کھڑا ہے جس سے برصغیر کی تقدیر

Marfat.com

سنوری تھی، وہ دردمندانہ پکار سے قصہ درد سنا رہا ہے، حاضری کا منظر دیکھئے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلعِ انوار

اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار

صاحبِ اسرار کی ادا اور رویہ کیسا تھا سنیئے:

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

ایسے ہی خبردار کے حضور حاضر ہونا زیب دیتا ہے اور یہی درگاہ جو نگہبانی کا سلیقہ جانتی ہو حق رکھتی ہے کہ اُس کے حضور قصۂ درد سنایا جائے اس لیے علامہ پکار اُٹھے کہ

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار

بینا آنکھیں بیدار نہ ہوں تو بصارتیں دھوکہ دیتی ہیں اور ہرنا خوب، خوب نظر آنے لگتا، یہی اس دور میں ملّت کی حالت ہے۔اس لیے صاحبِ اسرار بے زار ہونے لگا ہے، علامہ کی

Marfat.com

بصیرت بیدار تھی اس لیے

آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند
ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب سے بے زار

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلہ فقر سے ہو طرۂ دستار

باقی کلۂ فقر سے تھا ولولۂ حق
طروں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار
[1]

علامہ مرحوم کے نزدیک مسندوں کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ درویش خدامست ،اقتدار کی مسندوں کا اسیر ہو گیا ہے، روحانی مراکز اب مادیت کے حصار میں ہیں جس سے اعلائے کلمۂ حق دُشوار ہو گیا ہے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اُمت مسلمہ کو یہ راہ نجات دِکھائی کہ طاقت ور سے طاقت ور حکمران ہی کیوں نہ ہو مسند نشینوں کو حق گوئی کی عادت رہنی چاہیے، قوّت یا اقتدار پر اکبر اعظم ہو یا جہانگیر کس قدر طاقت کا زعم رکھتے ہوں اور غرور نفس کے پیکر ہی کیوں نہ ہوں ، اُن کی اطاعت شریعت کے پیمانوں

۱۔ کلیات اقبال، اقبال اکیڈمی پاکستان، لاہور، اشاعت دوم ۱۹۹۴ء، ص ۴۸۹

Marfat.com

سے ہی متعین ہوگی کہ اُن کا ہر فرمان شریعت کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا۔ کسی ایسی نیاز مندی کی اجازت نہیں جو شریعتِ اسلامیہ کے نزدیک مستحسن نہ ہو، اکبر اعظم کے دربار میں سجدوں کا رواج تھا کہ ہندو معاشرت بدتری پا رہی تھی ۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے باوجودیکہ فقہاء کے ہاں سجدہ تعظیمی کا جواز موجود تھا اس کی تردید کی اور رُخصت کے بجائے عزیمت کی راہ اپنانے کا درس دیا۔ یہ اُس وقت صرف ایک فقہی مسئلہ ہی نہ تھا، اقتدار سے ٹکرانے کا معاملہ تھا مگر آپ نے اس پر مواخذہ کیا اور جواز کی سہولت کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ:

بعض فقہاء نے اگرچہ بادشاہوں کے لیے سجدہ تحیّت
یعنی سجدہ تعظیم جائز رکھا ہے لیکن بادشاہوں کے لیے
بھی مناسب ہے کہ اس اَمر میں حق تعالیٰ کی بارگاہ
میں تواضع کریں اور اس قسم کی ذلّت وانکسار حق تعالیٰ
کے سوا کسی غیر کے لیے پسند نہ کریں''۔ا

جب بعض احباب نے سجدہ تعظیمی کے حوالے سے شاہی عتاب کا ذکر کیا کہ جب جواز کا کوئی پہلو موجود ہے تو خواہ مخواہ مخالفت کیوں مول لی جائے تو اس پر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''یہ فتویٰ تو رُخصت ہے عزیمت یہ ہے کہ غیر حق کے
سامنے سجدہ نہ کیا جائے''۔ ۲

ا۔ مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی مترجم قاضی عالم الدین نقشبندی مجددی شبیر برادر، اُردو بازار، لاہور، جلد دوم، مکتوب ۹۱، ص ۲۴۷ ۲۔ سیرت مجدد الف ثانیؒ، ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ص ۱۷۶

Marfat.com

کیا عصرِ حاضر اسی عزیمت سے سبق نہیں لے سکتا؟ ذرا غور فرمایئے کس طرح مسندوں سے صاحبانِ اقتدار کے لیے زندہ باد کے نعرے گونج رہے ہیں اور کس طرح خوشنودی و ہمنوائی کی کوششیں ہو رہی ہیں، یہ کوششیں کس قدر مداہنت کا سبب بن رہی ہیں اور کیسے دِین کے تقاضے پامال ہو رہے ہیں۔ ضرورت اسی عزم کی ہے جو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی میراث ہے۔

تصوّف کی تاریخ گواہ ہے کہ اس کے دعویداروں میں بعض قباحتیں جنم لے لیتی ہیں مثلاً یہ کہ مشائخ کے آستانوں میں رُشد و ہدایت کی تعلیم کے بجائے خودنگری کی نمود ہونے لگتی ہے جس کے نتیجہ میں ایسے دعوے ہونے لگتے ہیں جو ان کے مسندوں کے لیے مناسب نہیں ہوتے، یہ دعوے دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک یہ کہ اپنی ذات کے حوالے سے ایسے اعلانات ہونے لگتے ہیں جو صوفیاء کو سزاوار نہیں ہوتے مثلاً یہ کہ اپنے رویوں کو شریعت کے مترادف سمجھ لیا جاتا ہے اور اپنے عمل کو حجت قرار دیا جاتا ہے یہ غلط فہمی کئی روپ دھارتی ہے مثلاً:

☆ کبھی کبھی یہ غلط فہمی اس قدر انا پرست بنا دیتی ہے کہ قدم قدم پر کرامات کے دعوے ہونے لگتے ہیں

☆ اور کبھی یہ اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ اپنا مرتبہ ولایت سے اُٹھا کر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بھی ماوراء گردانا جاتا ہے۔

☆ اور کبھی بعض کے ہاں نبوت کی ہمسری کا خمار آ جاتا ہے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ان سب دعوؤں کا شدت سے رد کرتے ہیں

Marfat.com

اور ایک صوفی کو اتباعِ شریعت کے لزوم کا درس دیتے ہیں۔ آپ نے اپنے بارے میں ہمیشہ عجز کا اظہار کیا اور اسی کو وجہِ افتخار جانا، فرمایا:

> فقیر اپنے آپ کو اس بڑھیا کی طرح خیال کرتا ہے جو اپنا تھوڑا سا سوت لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں شامل ہوگئی تھی۔[1]

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نزدیک صوفیانہ مشرب کا مقصود ہی یہ ہے کہ شریعت کی پاسداری میں طبعی سہولت پیدا ہو، تصوّف اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل کا ذریعہ نہیں بلکہ شریعت کے اتباع کا نام ہے۔ فرماتے ہیں:

> طریق صوفیاء پر سلوک کرنے سے مقصود یہ ہے کہ معتقدات شریعہ کا جو ایمان کی حقیقت ہیں زیادہ یقین حاصل ہو جائے اور فقہی احکام کے ادا کرنے میں آسانی ہو۔[2]

مزید تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> بزرگی سنّت کی تابعداری پر وابستہ اور زیادتی شریعت کی بجا آوری پر منحصر ہے۔[3]

مزید تاکید اور تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۱۔ مکتوبات امام ربانی جلد اوّل مکتوب ۴۷، ص ۲۰۷ ۲۔ ایضاً، مکتوب: ۲۰۷، ص: ۴۱۰ ۳۔ ایضاً، مکتوب: ۱۱۴، ص: ۳۰۳

Marfat.com

جو بات کل قیامت کے دن کام آئے گی وہ صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ و السلام کی متابعت ہے اور احوال و مواجید اور علوم و معارف اور اشارات و رموز اگر اس متابعت کے ساتھ جمع ہو جائیں تو بہتر اور زہے قسمت، ورنہ سوائے خرابی اور استدراج کے کچھ نہیں۔"[1]

شریعت کی پاسداری کی تاکید اس دور کے لیے بھی تھی اور آج بھی اسی پر تمام کامیابیوں کا انحصار ہے۔ اتباعِ شریعت کے ساتھ غرورِ نفس سے بچ کر رہنا بھی ایک صوفی کے لیے لازم ہے۔ اُسے انکسار کا مجسمہ بن کر رہنا ہے اور کرامات کے اظہار میں اس غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا ہے کہ وہ رُوحانی ارتقاء میں اس قدر بڑھ گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی سبقت لے گیا ہے۔ مجدد علیہ الرحمۃ تو اُن صوفیاء کو اس حفظِ مراتب کی تاکید کر رہے ہیں جو باصلاحیت ہیں اور رُوحانی ارتقاء میں پڑے ہوئے ہیں اور غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں، بھلا اُن کے بارے میں آپ کی تعلیمات کیا ہوں گی جو رُوحانیت کی ابجد سے بھی آگاہ نہیں ہیں مگر اُنہیں وراثت میں یہ مسند ارشاد حاصل ہو گئی ہے۔ آج کے صوفیاء کو تو اور بھی محتاط ہو جانا چاہیے اور تصوّف کو نشرِ خیر کا ذریعہ بنانا چاہیے یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب صالحین کو اپنا امام بنایا جائے، ہر عمل میں سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ، تعاملِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مشعلِ راہ بنایا جائے

۱۔ مکتوباتِ امامِ ربانی، جلد اوّل، مکتوب: ۱۸۴، ص: ۳۷۹

Marfat.com

بدقسمتی یہ ہوتی ہے کہ من پسند تاویلوں کا سہارا لیا جاتا ہے اور اپنے اقوال و اعمال کو برتر ثابت کرنے کے لیے اولیاء ماسبق سے روگردانی اختیار کی جاتی ہے حتیٰ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کردار و سیرت تک کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ایسے تمام افراد کے لیے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ارشادات راہنما بننے چاہئیں جن کے نزدیک کوئی دعویدار تصوّف تو کیا اولیاء باصفا بھی صحابیت کے رُتبہ بلند تک رسائی نہیں پا سکتے۔ فرماتے ہیں:

"کوئی ولی صحابی رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا، خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس قدر بلند مرتبہ ہونے کے چونکہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں حاضر نہیں ہوئے ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔[1]

صحابی سے برتر ہونا تو کجا اُس مرتبے تک پہنچنا بھی ممکن نہیں، یہ شرف اُنہیں صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خیر کی ہر راہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پابند ہے، تصوّف کا دعویٰ کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اتباع کی عظمت حاصل کرنے کے لیے اطاعت شعاری کی راہ پر چلیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ہاں پیر کا منصب کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ پیر وہ جو مرید کو حق سبحانہ کی طرف راہنمائی

۱۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل، مکتوب: ۲۰۷، ص: ۴۰۹

Marfat.com

کرے، یہ بات تعلیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہے کیونکہ پیر تعلیم شریعت کا اُستاد بھی ہے اور طریقت کا راہنما بھی ہے۔[9]

پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

صوفیائے وقت بھی اگر کچھ انصاف کریں اور اسلام کے ضعف اور جھوٹ کی کثرت کا ملاحظہ کریں تو چاہیے کہ سنت کے ماسوا میں اپنے پیروں کی تقلید نہ کریں اور اپنے شیوخ کا بہانہ کر کے امورِ مخترعہ پر عمل نہ کریں، اتباع سنت بے شک نجات دینے والی اور خیرات و برکات بخشنے والی ہے اور غیر سنت کی تقلید میں خطر در خطر ہے۔[10]

یہ عبارت اور یہ نصیحت آج کے دور کے مسند نشینوں کے لیے زیادہ توجہ اور مستحق ہے، من پسند تاویلوں کا گورکھ دھندا آج تصوّف کو حصار میں لے چکا ہے اس کا سدباب انھیں فرمودات کی روشنی میں ممکن ہے۔ ایک اور غلط روش عام ہوتی جارہی ہے کہ چلّے اور ریاضتیں ہی سب کچھ ہیں اس کے لیے فرائض میں کوتاہی ہو رہی ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

صوفیاء کرام ذکر و فکر ضروری سمجھ کر فرضوں اور سنتوں کو بجالانے میں سستی کرتے ہیں اور چلّہ اور ریاضتیں اختیار کر کے جمعہ و

ا۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل، مکتوب: ۲۲۱، ص: ۴۴۰ ۲۔ ایضاً، مکتوب: ۲۳، ص: ۷۵

Marfat.com

جماعت کو ترک کر دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزاروں چلّوں سے بہتر ہے۔ ۱

حتمی فتویٰ دیتے ہوئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

پس صوفیاء کا جو کلام علمائے اہل سنت و جماعت کے اقوال کے موافق ہے وہ قبول ہے اور جو ان اقوال کے مخالف ہے وہ مردود و نامقبول ہے۔ ۲

یہ ہیں وہ تعلیمات جو مسند نشینوں اور دعویداران تصوّف کے لیے راہنما ہیں، ان پر عمل ہوگا تو تصوّف کے وہی نتائج نکلیں گے جو قرونِ اولیٰ کے عصر خیر میں نکلے تھے وگرنہ یہ سب دُنیاداری ہے جو دین کے نام پر کی جارہی ہے۔ آیئے مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اس دُعا کو وظیفہ حیات بنائیں تا کہ دِین و دُنیا میں سرخروئی حاصل ہو، دُعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھے کیونکہ یہی مقصود ہے اور اسی پر سعادت اور نجات کا مدار ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے

محمد عربی کہ ابروئے ہر دوسرا است
کسے کہ خاک درش نیست، خاک برسرِ اوست ۳

مَولایَ صَلِّ وَسَلِّم دائماً اَبداً... عَلٰی حبیبک خیرِ الخلقِ کُلِّھِم

۱۔ مکتوباتِ امام ربانی، جلد اوّل، مکتوب: ۲۶۰، ص ۵۳۹ ۲۔ ایضاً، مکتوب ۲۸۹، ص: ۶۸۷

۳۔ ایضاً، مکتوب: ۲۳، ص: ۱۵۴

Marfat.com

Marfat.com

مکتوبات امام ربّانی کے
درس کی اہمیت
عصر حاضر کے تناظر میں

پروفیسر محمد اقبال مجددی

Marfat.com

Marfat.com

درس مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی ضرورت و اہمیت

پروفیسر محمد اقبال مجددی

علماء وصوفیہ کے مکتوبات کے بہت سے مجموعے دنیا میں مرتب ہو کر شائع ہوئے لیکن جو مرتبہ و مقام مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ (۹۷۱-۱۰۳۴ھ) کو ملا وہ بہت کم کسی مجموعہ کو مل سکا۔ اہل علم نے جس طرح اس کی پذیرائی کی وہ کسی دوسری کتاب کے حصے میں نہ آ سکی۔

مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی علوم اسلامیہ کا خزانہ ہے، علم کلام، فقہ، حدیث، تفسیر اور تصوف کے مختلف مسائل جس طرح اس میں زیر بحث آئے ہیں کسی دوسری کتاب میں نہیں آئے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ف ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کی شہرہ آفاق کتاب حجۃ اللہ البالغہ (Conclosive Dialogue from God) اس کا پرتو معلوم ہوتی ہے۔ تاہم دونوں کی تحریر کے وقت حالات مختلف تھے، حضرت مجدد الف ثانی کے زمانہ میں ہندوستان کی مسلم حکومت اور اس کے اتحادی علماء ہی اسلام کی بیخ کنی کے درپے ہو گئے تھے۔ اشراقی، نقطوی، نصیری، ملاحدہ، مجوسی، عیسائی سب کو حکومت وقت نے فکری پناہ دی تھی اگر دشمنی تھی تو اسلام اور راسخ العقیدہ اصحاب فکر و دانش سے تھی، اسلام کو محض رطب و یابس، اختلاف اور تقلید پرستی کا نام دیا گیا، شرع شریف کی پابندی کرنے والوں کو تاریکی اور فلسفیانہ علوم کو علم و دانش کا نام دیا گیا۔ اس دور کے سب سے بڑے عقلیت کے دعویدار علامی ابوالفضل نے اسلام کو "کیش احمدی" کہہ کر اسے شریعت اسلامیہ کہنے سے انکار کر دیا، اس طرح اسلام محض کسی احمد کا خود ساختہ لائحہ عمل

Marfat.com

قرار دے کر اس کا انکار کر دیا گیا۔

مسلمانانِ ہندومزاج، علمائے سوا وران کی جماعت شوم نے اسلامی شریعت کی عملی حیثیت کو ختم کرنے کے لیے ایک محضر نامہ کے ذریعہ اسی اکبر بادشاہ کو مجتہد مطلق کا درجہ دلوا کر شریعت کی وہ گت بنائی کہ نقطوی پیچھے رہ گئے۔

ان حالات میں علمائے حق نے نہایت خاموشی اور راز داری سے حالات کو بدلنے کے لیے کوشش کی، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے حمیت دین رکھنے والے امراء، علماء اور صوفیہ کو خطوط لکھ کر وقت کی نزاکت سے آگاہ کیا، ان کے ضمیروں کو جھنجھوڑا، ان کے اندر دین کی حمیت کو بیدار کیا۔ ان حضرات میں عبدالرحیم خان خانان، نواب مرتضٰی خان فرید بخاری، نواب قلیج خان، خان جہان، میراں صدر جہاں وغیرہ کو اپنا ہم خیال بنایا اور مکتوبات میں جابجا اس گروہ کو ''جرگہ ممدانِ دولت اسلام'' کا نام دیا، اسی پارٹی یا جرگہ نے ہندوستان کے مسلمانوں کو بیدار کرنے اور واپس دین حق کی جانب لوٹنے کی ترغیب دی جس نے ایسا فکری انقلاب برپا کیا کہ اکبر بادشاہ کا جانشین نورالدین جہانگیر جب تخت نشین ہوا تو آپ نے نواب مرتضٰی خان فرید بخاری کو لکھا کہ آج جہانگیر تخت پر نہیں بیٹھا بلکہ اسلام کی فتح ہوئی ہے۔ تم اپنے حلقہ کے امراء کو ساتھ لے کر جتنی جلدی ممکن ہو اس کا قرب حاصل کر لو ایسا نہ ہو کہ پھر ویسے لوگ آجائیں جنہوں نے اسلام دشمنی کے تمام ہتھکنڈے استعمال کر ڈالے تھے اور اسلام دشمنی کے تمام حربے اختیار کیے تھے۔

جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے ان حالات میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات کے ذریعہ پہلے تو مملکت کے دین دار امراء کو گذشتہ حالات اور ان میں

Marfat.com

حکومت کی اسلام دشمنی کے شواہد سے آگاہ کیا، پھر اس کے اثرات بیان کر کے ان سے بچنے کے طریقے بھی بتائے۔

اکبر کے عہد میں راسخ العقیدہ علماء کے لیے وہاں رہنا دشوار ہو گیا تھا اور وہ وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے، ان حالات میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مولانا جلال الدین دہلوی (جد اعلیٰ مولانا ابوالکلام آزاد) اور اکبر کے رضاعی بھائی مرزا عزیز کوکلتاش نے باقاعدہ حرمین الشریفین کی راہ لی، حضرت شیخ محدث کو حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ان کے استاد گرامی مولانا شیخ عبدالوہاب متقی نے واپس ہندوستان بھیجا، شیخ محدث کے مکتوبات اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی کے مکاتیب کا تقابل کیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے حالات سے یہ دونوں بزرگ یکساں طور پر متاثر ہوئے اور دینی و فکری انقلاب کے لیے مل کر راہیں ہموار کرنے میں لگ گئے۔

حضرت شیخ محدث نے تصنیف و تالیف کے ذریعہ شریعت اسلامیہ کی ترویج کے لیے سعی کی، حکومت کی اسلام دشمن پالیسیوں سے ہندوستان کے مسلم معاشرہ میں نبی اور نبوت کا مقام گر گیا، نبوت کے ختم ہونے سے انکار نے کئی نبیوں اور حاکم وقت کو نبی نہیں تو نبی کے برابر لا کھڑا کیا تھا۔ شیخ محدث نے ان حالات میں مدارج النبوت جیسی بلند پایہ کتاب لکھی، تکمیل الایمان کے نام سے ایک ایسا رسالہ لکھا جس نے ایمان کی صحیح بنیادوں سے عوام کو آگاہ کیا، شریعت اور طریقت کے مسائل پر رسائل لکھ کر ثابت کیا کہ شریعت کے بغیر طریقت بے معنی ہے۔

Marfat.com

اسی طرح حضرت شیخ احمد سرہندی نے اپنے خطوط کے ذریعہ فضا ہموار کرنے کی کوشش کی جس سے شریعت اسلامیہ کی ترویج میں مدد ملی، آپ نے اپنے پیش رو نقشبندی بزرگ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے طریقہ کے مطابق عملی زندگی گزار رہے تھے۔ آپ نے خواجہ احرار کا یہ قول کئی امراء اور اصحاب بصیرت کو لکھا کہ "اگر میں شیخی کروں تو دنیا میں کسی شیخ کو کوئی مرید نہ ملے لیکن میری تخلیق دوسرے مقاصد کے لیے ہوئی ہے یعنی ترویج شریعت اور بادشاہوں کو اپنا تابع کر کے شریعت اسلامیہ کے لے راہ ہموار کرنا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے اصلاحی پروگرام کا خاکہ اس طرح مرتب کیا

۱۔ سلاطین وامراء کو خطوط لکھ کر انہیں زمانۂ ماضی (عہد اکبری) میں مسلمان اور اسلام کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا گیا تھا، سے آگاہ کیا۔

۲۔ ترویج شریعت کے لیے بادشاہ کی تائید وحمایت حاصل کی اور بتایا کہ اس دور میں اس کے بغیر یہ کام دشوار ہے۔

۳۔ بادشاہ سے قرابت قریبہ رکھنے والے ارکان سلطنت کو پہلے تو اسلام کی حقیقی روح سے روشناس کروایا، پھر انہیں اس قربت سے فائدہ اُٹھانے پر زور دیا کہ بادشاہ کو ایسے مسائل دینیہ سے آگاہ کیا جائے جن پر عقائد اسلامیہ کی بنیاد ہے۔

۴۔ سب سے اہم قدم یہ اٹھایا کہ اس امر میں نہایت درجہ بے چینی کا اظہار کیا کہ جتنی جلد ممکن ہو دین دار طبقہ بادشاہ کا قرب حاصل کرے، کہیں ایسا نہ ہو کہ علمائے سو اور مسلمانانِ ہندو مزاج بادشاہ کے مزاج میں رسوخ حاصل کرنے میں پہل کریں اور ملت

Marfat.com

اسلامیہ کو پھر سے ان حالات سے گذرنا پڑے جن کا اکبری عہد میں ان کو سامنا کرنا پڑا تھا۔

ان حالات میں آپ نے خط و کتابت کا سہارا لیا اور امراء، علماء اور مشائخ کو خبردار کیا کہ اس بدلے ہوئے ماحول میں اگر انہوں نے اپنے آپ کو فکری طور پر تبدیل نہ کیا تو اسلام اور مسلمانوں کی بے بسی اور بربادی کی تمام تر ذمہ داری ان پر ہو گی۔

نواب مرتضٰی فرید بخاری جن کی حمایت سے جہانگیر تخت نشین ہوا تھا کو سب سے زیادہ خطوط لکھے اور انہیں وقت کی نزاکت سے آگاہ کر کے جہانگیر کو اسلام کی حمایت کے لیے آمادہ کر لیا۔ میراں صدر جہاں پہانوی جو کہ ملک کے مفتی اعظم تھے اکبر کے زمانہ میں ۱۰۰۴ھ / ۱۵۹۵ء کو اپنے دونوں فرزندوں سمیت اکبر کے دین الٰہی میں داخل ہوئے تھے، اب حالات کے بدل جانے پر دین کی حمیت جاگ اٹھی تھی انہیں دین داری کی طرف خطوط کے ذریعہ ہی دوبارہ اسلام کی طرف راغب کیا۔

نواب قلیچ خان جو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے تربیت یافتہ تھے اور سلوک کی تکمیل کر چکے تھے اکبری عہد میں اُس اجتہادی فضا اور کبر کی بے راہ روی کی پرواہ کئے بغیر جب کہ وہ لاہور کے گورنر تھے تو قرآن مجید اور حدیث شریف کا درس دیتے تھے اس طرح آپ نے ان امراء اور علماء کے ذریعہ شریعت کی بالادستی کی کامیاب کوشش کی۔

جیسا کہ ہم نے وضاحت کی ہے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی بنیادی طور پر علم کلام کی ایک کتاب ہے جس میں مسائل دینیہ تو سہل انداز میں بیان ہوئے ہیں لیکن دیگر امور مثلاً تصوف کے کشفی مسائل دقیق زبان اور انداز میں تحریر کیے ہیں جن کا سمجھنا خاصا دشوار ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دونوں بڑے صاحبزادوں حضرت خواجہ محمد سعید اور

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما نے مکتوبات کے سمجھنے اور سمجھانے کا خاص اہتمام کیا تھا، دونوں حضرات مکتوبات کا باقاعدہ درس دیتے تھے ان کے علاوہ اس سلسلہ کے خلفاء نے بھی اس کا خاص اہتمام کیا تھا، ان کے عربی اور ترکی زبان میں ترجمے ہوئے، ان سے ان کی اشاعت میں خاصی وسعت پیدا ہوئی اور اہل علم اور سلوک میں اسے نمایاں مقام ملا اب اس کی فکری حیثیت پر بھی بحثیں ہونے لگیں، ان تراجم نے سلسلۂ علیہ نقشبندیہ اور افکار حضرت مجدد الف ثانیؒ کا عالم اسلام میں ایسا سکہ جمایا کہ بڑے بڑے علماء اس سلسلہ میں داخل ہوئے، تفاسیر اور حدیث شریف کی ترویج میں مکتوبات کے مندرجات کی وضاحت کی جانے لگی۔

اطراف عالم میں مکتوبات کے درس کا تقاضا ہونے لگا، چونکہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی مکتوبات کا خود درس دیتے تھے اس لیے آپ کے خلفاء بھی اس لگن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے آپ کے ایک خلیفہ حاجی حبیب اللہ حصاری بخاری نے بخارا میں درس مکتوبات کا ایسا اہتمام کیا کہ جس کا عشر عشیر بھی اس وقت کے ہندوستان میں نہیں تھا۔ ترکی اور ترکستان کے مشہور شیخ طریقت اور حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ حضرت شیخ محمد مراد شامی جو کہ شام، استنبول اور مکہ مکرمہ کے اسفار پر جایا کرتے تھے، مکتوبات کی اشاعت، اس کے تراجم اور درس کا اہتمام بھی کیا۔

ڈاکٹر Copty کا ایک مقالہ سے ہمیں اندازہ ہوا ہے کہ حرمین الشریفین میں کئی علماء وصوفیہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ سے خاص شغف رکھنے لگے۔

حرمین اور عرب کے نواحی ممالک میں بھی اس کے مندرجات پر بحثیں ہونے

Marfat.com

لگی تھیں، اب مخالف اور موافق سبھی حضرات میدان میں آئے، آپ کی حمایت میں بہت سی کتب و رسائل لکھے گئے، جب ایک شخصیت کو شہرت ملتی ہے تو حسد و بغض کا پیدا ہونا بھی ایک فطری امر ہے، مخالفین نے کئی رسائل آپ کے مکتوبات کے خلاف لکھ کر پروپیگنڈا کیا لیکن اس کے منفی اثرات دیرپا ثابت نہ ہوئے۔

علامہ برزنجی اور قاشی سے لے کر علی گڑھ کے مارکسی سکول آف تھاٹ تک ہر مخالف کا منہ توڑ جواب علمائے حق نے دیا۔

درس مکتوبات کی روایت کو اب پھر سے آگے بڑھانے کی ضرورت ہے، ہمارے سلسلہ کی خانقاہیں تو علمی اعتبار سے اُجڑ چکی ہیں، کوئی سجادہ نشین بزرگ مکتوبات امام ربانی جیسی کتاب کو سمجھنا تو درکنار مکتوبات کی اصل زبان فارسی تک سے واقف نہیں ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہر شخص اس کا اردو ترجمہ ہی پڑھنے پر اکتفاء کرتا ہے، مکتوبات کے فارسی ایڈیشن اب ناپید ہو گئے ہیں۔ آج سے ایک صدی پہلے تک اس کا فارسی متن باقاعدہ نہ صرف پڑھا جاتا تھا بلکہ اس کا درس بھی فارسی میں ہوتا تھا۔ قصور میں حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری (١٢٧٠ھ) اور للّہ ضلع جہلم میں آپ کے خلیفہ مولانا غلام نبی للّہی کے ہاں سے مکتوبات کے ایسے قلمی نسخے ملے ہیں جن پر ان حضرات کے حواشی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ حضرات فارسی میں درس دیتے تھے۔ آج انہی خانقاہوں میں کوئی فارسی نہیں جانتا۔

ان حالات میں یورپین زبانوں میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ پر علمی تحقیقات ہمارے یہاں سے زیادہ ہو رہی ہیں۔ یورپ کی ہر بڑی یونیورسٹی میں اس سلسلہ پر پی

Marfat.com

ایچ ڈی کے مقالات لکھے جا چکے ہیں، حال ہی میں ارتھر ایف بویلر (Athur F.Buehler) نے اپنی زندگی کے بہت سے سال صرف کر کے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی میں سے ایسے مکتوبات کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے جو شریعت اسلامیہ کی تشریحات پر مشتمل ہیں[1] انہیں اس کام میں تاخیر اس لیے ہوئی کہ مکتوبات کا کوئی کامل انگریزی ترجمہ اب تک موجود ہی نہیں ہے اس کے ابتدائی حصہ کا ترجمہ پروفیسر شیخ وجیہہ الدین نے کیا تھا جو عرصہ دراز کے بعد بھی مکمل نہیں ہوا۔

اب ہمیں اس امر کی فکر کرنی چاہیے کہ ہمیں ان حضرات کے مکتوبات اور ان کی فارسی وعربی تحریرات کو یورپین زبانوں میں ترجمہ کروا کر شائع کریں اور ان پر توضیحی حواشی ومقدمات کا اضافہ کر کے اہل یورپ کو صحیح فکری سمت کی طرف لے جائیں۔

کاش یورپ میں موجود ہمارے سلسلہ کے مدرسہ اور مراکز بھی اس کا اہتمام کریں اور یورپین زبانوں میں مکتوبات کے درس کا آغاز کریں۔

پاکستان میں بھی اردو کے ساتھ انگریزی میں مکتوبات کا درس ہونا چاہیے اور ان دروس کو شائع بھی کیا جانا چاہیے۔ ہمارے یہاں آج تک حضرت مجدد الف ثانیؒ پر کوئی بین الاقوامی کانفرنس نہیں ہوئی، چونکہ اب تک منعقد ہونے والی مجالس قومی ہی ہوتی ہیں اس لیے ان میں پڑھے جانے والے مقالات بھی ہماری قومی زبان اردو میں پڑھے

1.Revealed Grace(Juristic Sufism of Ahmad Sirhidi, Fons Vitae, Canada, 2011)

Marfat.com

اور شائع کیے گئے، اب ان کا اردو میں چھپنا بھی محال ہو گیا ہے، ایک کانفرنس کے سربراہ نے مقالات کے اردو مجموعوں کی اشاعت کی بھی مخالفت کرتے ہوئے اسے بے کار اور فضول قرار دیا ہے، جس پر ان کی عقل و دانش کا ماتم بھی کیا گیا لیکن بے سود۔

اب عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق نہ صرف مکتوبات کے درس کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے بلکہ ان کے عام فہم تراجم کی بھی اتنی ہی ضرورت محسوس ہو رہی ہے جتنی حضرات صاحبزادگان کے زمانہ میں تھی۔

دور جدید کے بہت سے مسائل کا حل ہمیں مکتوبات میں سے مل سکتا ہے کیوں کہ دنیا میں کئی مرتبہ اکبری عہد حکومت جیسے حالات پیدا کیے گئے اور اب تک اس کی کوششیں کی جا رہی ہیں، آزاد خیالی اور اجتہاد کے نام پر حیلوں اور بہانوں کے اُسی طرح انبار لگائے جا رہے ہیں جس طرح حوزۂ اکبری کے علمائے سو لگاتے تھے، آج بھی دیندار حضرات کی کمی نہیں ہے، ہمیں ملک میں دین کے استحکام اور الحاد و زندقہ سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے حضرات صوفیہ کی کتب کو از سرِ نو زندہ کرنا اور ان کے مطالعہ کے لیے ملک کی فضا کو ہموار کرنا ہے۔

دار المورخین
۱۹۶-بی، سبزہ زار، لاہور

عاجز
محمد اقبال مجددی
۲۵ رجنوری ۲۰۱۳ء
۱۳ ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ

Marfat.com

Marfat.com

نقشبندی حضرات
اور
ترویج شرع شریف

پروفیسر مشتاق احمد قادری

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشبندی حضرات اور ترویج شریعت

پروفیسر قاری مشتاق احمد

معروف و مشہور سلاسل طریقت چار ہیں، قادری، سہروردی، چشتی اور نقشبندی، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نسبت رکھتا ہے اور ان کے واسطے سے سرور دو عالم ﷺ پر منتہی ہے اور نقشبندی کہلانے کے حوالے سے حضرت قطب الاقطاب، شیخ المشائخ عارف کامل مخدوم بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے محاسن و فضائل بے شمار ہیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ان کے نیک اعمال کی وجہ سے نہیں بلکہ دل کے حال کیوجہ سے ہے'' حالانکہ وہ پہلے مسلمان (السابقون الاولون کے پہلے) رفاقت اور معیت میں بے مثل ہیں۔ اللہ نے انہیں ثانی اثنین فرمایا ہے اور الاتقی کہہ کر ان کی فضیلت بیان کردی ہے ان کا تنہا ایمان اس امت کے تمام افراد کے مجموع ایمانوں پر غالب ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر عمر (رضی اللہ عنہ) فضائل میں نوح (علیہ السلام) کی طرح بھی ہو جائیں پھر بھی وہ ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔ آپ فنافی الرسول تھے اور جب خلیفہ ہوئے تو شریعت کا وہ التزام فرمایا اور اس کی سربلندی کے لئے لازوال کردار ادا کیا۔ آپ نے حفاظت اسلام، اقامت دین کے لیے جو مساعی فرمائیں اس کا مختصر سا تذکرہ حسب ذیل ہے:

☆ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی

Marfat.com

سرکردگی میں شام کی جانب لشکر روانہ فرمایا اسی دوران آپ ﷺ واصل باللہ ہوئے اور لشکر اپنی منزل کی طرف جانے سے عارضی طور پر رک گیا جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے تو حالات کے پیش نظر اس لشکر کو کچھ دیر کیلئے روکنے یا مؤخر کرنے کا مشورہ دیا گیا تو آپ نے فرمایا جس لشکر کو اللہ کے رسول نے روانہ کیا ابن ابی قحافہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میں اتنی سکت نہیں کہ اُسے روک دے یہ لشکر اپنی مہم پر ضرور جائے گا اور میں ارشاد نبوی کی پیروی کروں گا۔

☆ بعض قبائل عرب مرتد ہو گئے اور بعض نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے نہ صرف انکار کیا بلکہ مزاحمت پر اتر آئے دگرگوں حالات کے پیش نظر مشورہ دیا گیا کہ مانعین زکوٰۃ کے معاملہ میں کچھ ڈھیل دیدی جائے یا لچک کا مظاہر کیا جائے اور حالات کے معمول آنے پر اس مسلئے کو حل کیا جائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عبقری شخصیت کا بھی یہی مشورہ تھا حالانکہ زکوٰۃ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک ہے اور کتاب اللہ میں نماز اور زکوٰۃ کو اکثر اکٹھے ذکر کیا گیا اور ارشاد باری: وا تـوا الـزكوة ولا تكونوا من المشركين اور زکوٰۃ ادا کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جانا (پ ۲۴ حم سجدہ) اور شریعت کا یہ اساسی حکم اس قدر اہم ہے کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی الجامع الصحیح للبخاری میں روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اُمـرتُ ان اقـاتـل الناس حتی یشهدو ان لااله الا الله
ویقیموا الصلوة ویوتو الزكوٰة الخ"

Marfat.com

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو یہ نقشبندیوں کے شیخ اول کی عزیمت و استقامت تھی کہ آپ نے فرمایا ڈھیل دینے یا لچک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میں مانعین زکوٰۃ سے قتال و جہاد کروں گا اور اگر اونٹ کی نکیل بھی زکوٰۃ میں مطلوب ہوگی اسے وصول کر کے رہوں گا خواہ امہات المومنین اور ہم کو بیڑیاں پہنا دیے جائیں۔ یہ عزم شریعت کے قوانین کی حفاظت اور ترویج شریعت کی کامل راہنمائی تھی کہ حالات کچھ بھی ہوں شریعت کے احکام اور ان کے نفاذ میں کوئی کوتاہی یا سستی نہیں ہوسکتی یہی وہ حقیقت ہے جس کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے برملا اعتراف کرتے ہوئے کہا اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس مسئلہ پر استقامت کا مظاہرہ نہ کرتے اور عزیمت کی راہ پر نہ چلتے تو اسلام سرزمین عرب میں دفن ہو جاتا۔

☆ منکرین ختم نبوت کے خلاف گیارہ علم تیار کئے نبوت کے جھوٹے مدعیان کی سرکوبی کی یہاں تک کہ اس کا مکمل خاتمہ کر دیا ختم نبوت ایمانی مسئلہ ہے عظمت رسول کا معاملہ ہے ضروریات دین سے ہے اہم خصائص رسول سے ہے اور اس میں آپ کا عظیم کردار ہے اگر آپ اس طرف توجہ نہ فرماتے تو ترویج شریعت تو رہی ایک طرف خود شریعت اسلامیہ کا وجود خطرے میں پڑ جاتا آپ کا یہ اقدام ترویج شریعت اور حفاظت دین کے لیے تھا ورنہ کذابوں کا فتنہ کوئی معمولی فتنہ نہ تھا برصغیر میں ایک کذاب کی وجہ سے اب تک کس قدر فتنہ پھیلا ہے، اسکی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اس کا جو علاج شرعی تھا وہ نہ کیا گیا اور وہ فتنہ جڑ پکڑتا گیا اور آج بھی اپنی کذابانہ کاروائیوں میں پاکستان اور بیرونی ممالک اسلام و

Marfat.com

پاکستان کے خلاف سازشوں میں سرگرم عمل ہے۔اسوہ صدیقی یہی ہے کہ وہ سوراخ سب سے پہلے بند کیا جائے جو شریعت و ترویج شریعت کے لیے خطرہ ہو

☆ترویج شریعت کے حوالے سے یہ شرف حضرات نقشبندیہ کو بطور خاص حاصل ہے کہ ان کے امام و شیخ اوّل نے جمع و حفاظت قرآن کا عظیم فریضہ ادا کیا اور اللہ کی کتاب ہی شریعت کی اساس و روح ہے اور اس کی جمع و تدوین ایک عظیم خدمت ہے اور ترویج شریعت کے لیے یہ بنیادی قدم تھا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور طریقہ نقشبندیہ کے حوالے سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ملا محمد ہاشم کی طرف تحریر فرمایا:

''جان لو تم کو اللہ سیدھی راہ دکھائے ان بزرگوں کا جذبہ دو قسم کا ہے قسم اول جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہنچی ہے اور اس اعتبار سے ان مشائخ نقشبندیہ کا طریقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے اور اس کا حصول طریقہ خاص سے توجہ پر موقوف ہے اور یہ جذبہ تمام موجودات کا قائم کرنے والا ہے اور فنا و اضمحلال اس میں نصیب ہوتا ہے۔

دوسری نوع وہ ہے کہ اس طریقہ میں اس کے ظہور کا مبدأ حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ معیت ذاتیہ کے راستے سے ابھرتا ہے اور وہ جذبہ حضرت خواجہ سے ان کے خلیفہ اول خواجہ علاؤ الدین عطار کو پہنچا اور چونکہ آپ وقت کے قطب ارشاد تھے اس لیے آپ نے بھی اس قسم کے جذبہ کے حصول کے

Marfat.com

لیے ایک طریقہ وضع فرمایا اور وہ طریقہ آپ کے خانوادہ کے خلفاء میں طریقہ علائیہ سے مشہور ہے ان کی عبارت میں واقع ہے کہ تمام طریقوں سے (قریب ترین طریقہ، طریقہ علائیہ ہے اگر چہ اس جذبے کا اصل آغاز حضرت خواجہ نقشبند سے ہے لیکن اس جذبہ کے حصول کے لیے طریقہ کا وضع کرنا حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس اللہ تعالیٰ اسرارہٗ کے ساتھ مخصوص ہے بلاشبہ یہ طریقہ کثیر البرکت ہے اور اس طریقہ کا تھوڑا حصہ بھی دوسروں کے بہت طریقوں سے زیادہ نافع ہے جذبہ کی نوع اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اور اس کے حصول کا ایک علحیدہ طریقہ مقرر ہے اور وہ وقوف عددی ہے (وقوف عددی ذکر میں عدد کی رعایت سے عبارت ہے اور یہ کہ عدد وتر (طاق) کی صورت میں نفی واثبات کا ذکر کیا جائے)

اسی مکتوب میں مزید رقمطراز ہیں:

''جاننا چاہیے کہ حضرات خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم کے طریقے کا حاصل اور خلاصہ اہل سنت و جماعت کا اعتقاد، روشن سُنّت نبویہ کی اتباع اور بدعت اور نفسانی خواہشات سے پرہیز

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۹۰

Marfat.com

اور حتی الامکان احکام شرعیہ میں عزیمت پر عمل اور رخصت پر عمل کرنے سے پرہیز ہے اور جذبہ میں اولاً فنا اور اضمحلال ہے''۔[1]

اسی مکتوب میں مزید لکھتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ وہ طریقہ جو نزدیک تر، جلد پہنچانے والا، کتاب وسنت کے زیادہ موافق زیادہ مضبوط ومحفوظ، زیادہ پختہ، زیادہ راہنمائی فرمانے والا، بہت بلند مرتبہ، بزرگ ترین اور بہت کامل ہے وہ بلند طریقہ صرف طریقۂ نقشبندیہ ہے ...... یہ نقشبندی بزرگ ہی ہیں جو اصحاب نبوی کی طرح ان کے کام کی نہایت ان کے ابتدائی شان میں ہی درج ہو چکی ہے اور ان کے حضور اور آگاہی نے دوام پیدا کیا ہے اور درجۂ کمال تک پہنچنے کے بعد ان کی آگاہی دوسروں سے فوقیت لے گئی ہے۔[2]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے دوسرے اہم بزرگ ہیں اور انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نسبت ہے ان سے کسی نے پوچھا سلمان تمہارے والد کا کیا نام ہے فرمایا ''سلمان ابن اسلام'' حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے عمر بن اسلام سلمان ابن اسلام کا بھائی ہے اس سے روشن ہے کہ وہ فنافی الاسلام تھے ان کا اوڑھنا بچھونا شریعت اسلامیہ تھی اور وہ اسی دعوت کے

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۹۰ ۲۔ ایضاً

Marfat.com

داعی تھے اور ترویج شریعت ان کا مقصود قلبی تھا جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے حاکم مقرر ہوئے تو یہ علاقہ چوروں، لٹیروں اور ڈاکوؤں کی آماجگاہ تھا آپ نے لوگوں کو بتایا کہ یہ جرائم قابل حد ہیں اور شریعت میں ان کی سزا مقرر ہے لہٰذا یہ جرائم نہ ہوں اور اگر ہوئے تو پھر مرتکب سزا سے بچ نہ سکے گا آپ نے مزید یہ کاروائی کی شہر کے کتوں کو طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ایسے مجرموں کو نہ چھوڑیں چند ہی روز میں چوری چکاری بند ہوگئی اور جو چور نکلتا کتے اس کا حشر کر دیتے۔ جرائم کا انسداد ترویج شریعت کا اہم حصہ ہے احکام شریعت کا نفاذ ہے اور عظیم برکات کا مظہر ہے۔

حضرت امام جعفر صادق کی والدہ ماجدہ (ام فروا رضی اللہ عنہا) اولاد صدیق اکبر سے ہیں اسی بنا پر آپ نے دونوں جہتوں (نسبت اور آل صدیق) کے اعتبار سے فرمایا مجھے ابوبکر نے دوبار جنا ہے جبکہ حضرت کو اپنے آباء کرام سے بھی ایک الگ نسبت حاصل تھی تو آپ دونوں طریقوں کے جامع ہوئے سلوک علی رضی اللہ عنہ میں معارف حاصل ہوتے ہیں اور یہ سلوک سیر آفاقی سے طے ہوتا ہے اور سلوک صدیقی میں محبت کا غلبہ ہوتا ہے اور آپ نے محبت و معرفت سے وافر حصہ حاصل کیا۔

(مکتوب نمبر ۲۹ حصہ پنجم دفتر اوّل)

☆ حفاظت و ترویج شریعت کے حوالے سے آپ کی بڑی شان ہے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ جو آپ کے ہم عصر بھی ہیں جب آپ اور آپ کے والد گرامی حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امامین کریمین نے نام پوچھا عرض کیا ابوحنیفہ تو انہوں نے فرمایا وہی جو اپنی رائے سے شریعت میں کہتا ہے تو

Marfat.com

آپ نے فرمایا ہرگز نہیں حضور میں تو وہی کہتا ہوں جو اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا اپنی رائے سے کچھ نہیں کہتا تو دونوں بزرگوں نے فرمایا وہ کیسے تو امام ابوحنیفہ نے عرض کیا حضور یہ تو بتائیے

i۔ نماز افضل ہے یا روزہ

ii۔ پیشاب زیادہ ناپاک ہے یا منی

iii۔ عورت ضعیف ہے یا مرد

تو شہزادگان اہل بیت نے فرمایا:

i۔ نماز افضل ہے ii۔ پیشاب زیادہ ناپاک ہے iii۔ عورت ضعیف ہے

تو امام نے عرض کیا (i) پھر کیا وجہ ہے کہ عورت کو تو ایام میں نماز معاف ہے لیکن روزہ کی قضا لازم اگر دین میں رائے اور محض عقل کو دخل ہوتا تو میں کہتا عورت نماز قضا ادا کرے اور روزہ کی معافی لیکن میں تو وہی کہتا ہوں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا مزید عرض کیا اگر پیشاب زیادہ ناپاک ہے تو کیا وجہ ہے کہ منی پر غسل ہے جبکہ پیشاب کے لئے استنجا کافی ہے اگر عقل و رائے کا دخل ہوتا تو میں پیشاب پر غسل کا حکم لگاتا لیکن میں وہی کہتا ہوں جو شریعت کہتی ہے اور اگر عورت ضعیف ہے تو عقل و رائے یہ کہتی ہے کہ کمزور کو پورا حصہ ملنا چاہیے اور قوی کو آدھا مگر میں وہی کہتا ہوں جو اللہ نے فرمایا للذکر مثل حظ الانثیین (پ:۴، النساء) یعنی مردوں کے لیے عورتوں سے دوگنا اور عورت کا حصہ مرد کا آدھا تو شہزادگان اہل بیت نے آپ کا منہ چوم لیا اور فرمایا تم اس امت کے سراج ہو۔

Marfat.com

بظاہر یہ ایک عام گفتگو ہے مگر اس سے واضح ہے کہ ترویج شریعت کے حوالہ سے امام صادق رضی اللہ عنہ کی سوچ، فکر کس قدر وقیع تھی کہ شریعت سے متصادم امور کا کس طرح نوٹس لیتے تھے اور اس کی کس قدر چھان بین فرماتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق سے یہ نسبت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سپرد ہوئی اور بایزید شریعت کے اس قدر پابند اور اس کی اس شان کے نقیب تھے کہ علامہ اقبال مرحوم نے آپ کی منقبت میں لاثانی شعر کہا ہے ؎

بایزید بود اندر تقلید فرد
اجتناب از خوردن خربوزہ کرد

بایزید رحمۃ اللہ علیہ جو اتباع رسول میں یگانہ تھے تربوز کھانے سے اس لئے انکار کر دیا کہ ظاہر روایت سے واضح نہیں تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تربوز توڑ کر کھایا ہے یا کاٹ کر کھایا ہے ایک شیخ کا بہت چرچا سنا تو احباب کے اصرار پر اس کی زیارت کے لیے نکلے جب اسے قبلہ کی جانب تھوکتے دیکھا تو واپس ہو گئے لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا جس کو قبلہ کا ادب نہیں وہ شریعت کا لحاظ کیوں کر کرے گا ایک شخص برسوں خدمت میں رہا اور ایک روز اُس نے واپسی کا اعلان کیا تو آپ نے فرمایا مراجعت کیوں؟ تو وہ بولا حضرت آپ کا بہت شہرہ سنا تھا اتنے عرصہ آپ کی خدمت میں رہا مگر کوئی کرامت نہیں دیکھی تو آپ نے فرمایا کرامت شرط ولایت نہیں۔ الاستقامة فوق الکرامة شرح دین پر استقامت کرامت سے کہیں بڑھ کر ہے تم نے ہمارے ساتھ جو زمانہ گزارا اس دوران تم نے ہمارا کوئی عمل خلاف شریعت دیکھا (کتاب وسنت کے

Marfat.com

برعکس دیکھا) تو اس نے عرض کیا ایسا ہرگز نہیں دیکھا فرمایا اس سے بڑھ کر کونسی کرامت ہے یہ عظیم نقشبندی ہے جو سراسر شریعت کا پابند اور ترویج شریعت کا عبقری نقیب ہے۔

حضرت بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت، شیخ کریم شمس ولایت ابوالحسن خرقانی تک پہنچی جنہوں نے محمود غزنویؒ کو جہاد ہند (بالخصوص سومنات پر حملہ سے پہلے) اپنا جبہ عطا فرمایا اس لیے کہ محمود غزنوی اسلام کا عظیم مجاہد، اسلام کا علمبردار اور اقامت دین اور ترویج شریعت اسلامیہ کا عزم جلیل رکھتا تھا دربار خلافت بغداد سے اُسے یمین الملک، یمین الدولہ اور مجاہد دین وملت کے خطاب عطا ہوئے تھے اس کی یلغار نے نہ صرف بت کدۂ ہند میں اسلام کی شمع فروزاں کی بلکہ سومنات کے مندر کو تہس نہس کر دیا اقبالؒ نے اس کے لیے خوب کہا ہے۔

کیا نہیں اور غزنوی کار گاہ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہل حرم کے سومنات

اس عظیم فاتح کے پس پشت جو برکت وراہبری تھی نصرت وتائید تھی وہ خواجہ خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تھی جن کا مقصد غلبہ اسلام، اقامت دین اور ترویج شریعت تھا حضرت ابوالحسن سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (داتا گنج بخش لاہوری) بھی اس شیخ کے عشاق میں سے تھے اور ان کے فیوض سے حصہ پانے والے تھے برصغیر میں ان کی آمد بھی اسی عظیم مشن کا حصہ تھا اور انہوں نے یہاں اسلام کا جھنڈا گاڑا اور ترویج شریعت اسلامیہ کے لیے بھرپور کردار ادا کیا ان کی تصنیف لطیف کشف المحجوب اس پر شاہد عدل ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا شعر اس حقیقت کا غماز ہے۔

Marfat.com

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصان راپیر کامل کاملاں را رہنما

اور اقبال نے خوب قصیدہ لکھا۔

عمر فاروق از جمالش تازہ شد
حق ز حرف او بلند آوازہ شد
پاسبان عزت ام الکتاب
از نگاہش خانۂ باطل خراب

یہ سب پیر خراسان (پیشوائے نقشبنداں) کا فیضان ہے پیر خراسان سے یہ نسبت شیخ ابوعلی فارمدی ان سے حضرت ہمدانی اور ان سے خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمہم اللہ تک پہنچی جو حضرات خواجگان کے سردار اور سر حلقہ ہیں یہ سلسلہ نسبت خواجہ غجدوانی سے خواجہ محمود، خواجہ علی رامتینی خواجہ باباسماسی خواجہ میر کلاں اور خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ عنہم تک پہنچا تو یہ نسبت سلوک آفاقی کے ساتھ خوب ظاہر ہوئی اور دونوں جہتوں کی وجہ سے آپ معرفت اور محبت کے کمالات کے جامع ہوئے اور یہی دولت خواجہ عطار اور خواجہ محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہما) سے بکمال عطا ہوئی خواجہ علاؤالدین عطار قطب ارشاد کے مقام تک پہنچے اور خواجہ نقشبند نے آخری ایام میں فرمایا جسے مجھے دیکھنا ہو وہ محمد پارسا کو دیکھ لے قطب ارشاد کی نسبت اکیلی ہی دعوت کے لیے کافی ہے جو ترویج شریعت کی روح ہے۔

یہ سلسلہ آگے بڑھا خواجہ یعقوب چرخی، خواجہ عبیداللہ احرار، خواجہ زاہد محمد، خواجہ درویش، خواجہ امکنگی حضرت مخدوم باقی باللہ اور آپ سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم کو یہ

Marfat.com

نسبت کاملہ جلیلہ دونوں جہتوں سے پہنچی اور سلوک آفاقی میں مرتبہ کمال عطا ہوا۔

حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے یہ سب نامور خلفاء اس نسبت و جہت میں عظیم شان رکھتے تھے اور وہ علوم و معارف جو فنا و بقا میں میسر آتے ہیں آپ کو اسی مقام میں میسر آ گئے خواجہ کو تائید شریعت اور نصرت دین میں جو خاص مقام حاصل تھا وہ اسی نسبت کی وجہ سے تھا۔

یہ سب بزرگ علماء ربانی تھے اور شریعت و طریقت کے جامع تھے ان کی تمام کوششوں کا بنیادی مقصد، بدعات کی بیخ کنی اور اتباع شریعت کی عظیم دعوت تھی اور ان کی جدوجہد ترویج و ترقی شریعت اسلامیہ پر منتہی تھی ان میں سے اکثر صاحب تصانیف بھی تھے اور ان سب حضرات نقشبند کا بہت کچھ احاطہ تحریر میں آ چکا ہے جس کا اجمالی تذکرہ ہی کافی ہے تفصیل کی گنجائش کہاں؟ لیکن حضرات نقشبند کے سردار اور سرخیل مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس حوالے سے ایک عظیم، لافانی اور پختہ کردار ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

آپ نے دو مغل بادشاہوں کا زمانہ پایا اکبر اور جہانگیر۔ اکبر کے دین الٰہی اور اس کی بے راہ روی نے جو فتنہ پیدا کیا اس کے کفریہ عقائد سے دین حق پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے علماء سوء کی جاہ پسندی بالخصوص ابوالفضل اور فیضی کے ملحدانہ، خیالات ناپاک عزائم اور خطرناک چالوں نے اسلام کو نقصان عظیم سے دوچار کیا، بدعات، فسق و فجور کثرت سے ہو گئی ملت اسلامیہ کا جداگانہ تشخص گم ہونے لگا، اس پُر آشوب دور کے مکمل مطالعہ کیلئے ایک دفتر درکار ہے تاہم اس موضوع پر ''دین الٰہی اور اس کا پس منظر'' کے نام سے ایک عظیم تصنیف پروفیسر محمد اسلم استاذ شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی، لاہور کا مطالعہ بہت ضروری ہے یہ کتاب اس دور کی مکمل تصویر کشی ہے اور احقاق حق کی ٹھوس دستاویز ہے اس تناظر میں خود حضرت مجدد نے فرمایا مکتوبات کے حوالے سے چند

Marfat.com

اقتباسات درج ذیل ہیں۔

لالہ بیگ کی طرف رقم طراز ہیں:

''اللہ سبحانہ' وتعالیٰ تمہاری غیرت اسلامی میں اضافہ کرے قریباً ایک صدی سے اسلام کی غربت اور پستی اس حد تک کو پہنچ چکی ہے کہ بلاد اسلام میں کفار صرف احکام کفر کے اجراء پر راضی نہیں ہوتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی احکام بالکل مٹ جائیں اور مسلمانوں اور مسلمان کا کوئی اثر ونشان باقی نہ رہے ان کی جرأت و بے باکی یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اگر کوئی مسلمان شعائر اسلام کے اظہار کی دلیری کرتا ہے تو قتل کردیا جاتا ہے ذبیحہ گاؤ جو ہندوستان میں اعظم شعائر اسلام سے ہے اب یہ صورتحال ہوگئی ہے کہ کفار شاید ادائے جزیہ پر تیار ہو جائیں مگر گائے کا ذبیحہ پر کبھی راضی یا تیار نہ ہوں۔

اگر ابتدائے بادشاہت میں ہی مسلمانی رواج پذیر ہوگئی اور مسلمانوں نے کچھ حیثیت پیدا کرلی تو فبہا اور اگر عیاذاً باللہ معاملہ سستی اور توقف کی نذر ہو گیا تو مسلمانوں پر سخت برے دن آجائیں گے الغیاث الغیاث ثم الغیاث الغیاث (بارگاہ رب العزت میں فریاد فریاد پھر فریاد فریاد) دیکھیے کون صاحب قسمت اس دولت عظیم ترویج شریعت اسلامیہ سے سرفراز ہوتا ہے اور کس

Marfat.com

شہباز کا ہاتھ اس دولت تک پہنچتا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے اللہ تمہیں متابعت نبوی پر ثابت قدم رکھے۔[1]

صدر جہاں کی طرف رقمطراز ہیں:

''اب جب کہ سلطنتوں میں انقلاب آ گیا ہے اور دشمنی اور فساد نے اہل مذہب کو بگاڑ دیا ہے اسلام کے پیشواؤں یعنی بڑے وزیروں اور امیروں اور بزرگ عالموں پر لازم ہے کہ اپنی تمام ہمت کو روشن شریعت کی ترویج و ترقی میں لگائیں اور سب سے اول کے گرے ہوئے ارکان کو قائم کریں کیوں کہ تاخیر میں خیریت ظاہر نہیں ہوتی اور غریبوں کے دل اس تاخیر سے نہایت بے قرار ہیں گذشتہ زمانہ کی سختیاں ابھی تک مسلمانوں کے دلوں میں برقرار ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا تدارک نہ ہو سکے اور اسلام کی غربت اس سے بھی زیادہ ہو جائے''[2]

صدر جہاں کی طرف مزید لکھا:

''زمانہ سابق میں جو فساد پیدا ہوا تھا وہ علماء ہی کی کم بختی سے ظہور میں آیا تھا امید ہے کہ پوری پوری تتبع مدنظر رکھ کر علماء دیندار

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب:۸۱ ۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب:۱۹۵

Marfat.com

کے انتخاب کرنے میں پیش دستی کریں گے علماء سوٗ (بد دین) چور
ہیں ان کا مقصود ہمہ تن یہی ہے کہ خلق کے نزدیک مرتبہ و
ریاست و بزرگی حاصل ہو جائے العیاذ باللہ من فتنتھم اللہ ان
کے فتنہ سے بچائے[۱]

ترویج شریعت کے حوالے سے مکتوبات میں بہت مواد ہے لیکن اس کے علاوہ مجدد صاحب نے جو تحریری کام کیا ان میں اثبات نبوت، مکاشفات غیبیہ، معارف لدنیہ، مبداو معاد، آداب المریدین، ردشیعہ، رسالہ تہلیلیہ جیسی نادر تصانیف ہیں آخر میں میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے دور کے عظیم محققین میں سے تھے انکے ''مقدمہ'' پر جو انہوں نے مکتوبات مجدد ربانی پر لکھا اس سے ایک اقتباس نقل کرتا ہوں جو واضح کرے گا کہ نقشبندی حضرات کے سرخیل حضرت مجدد ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ترویج شریعت کے سلسلہ میں جو گرانمایہ خدمات انجام دیں وہ ہماری دینی و روحانی تاریخ کا اہم باب ہے حکیم اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''مکتوبات شریف کتب تصوف میں نہایت بلند درجہ رکھتے ہیں حضرت شیخ نے ان کو مجددانہ شان اور مجتہدانہ انداز میں تحریر فرمایا ہے۔ زیادہ تعداد ایسے مکاتیب کی ہے جو مسائل شریعت اور حقیقت و معرفت پر مشتمل ہیں اور بعض میں مصلحانہ اور مجددانہ انداز میں جادہ شریعت سے ہٹے ہوئے صوفیائے خام کی غلط روش اور ان کے ناپسندیدہ افعال پر

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۱۹۴

Marfat.com

تنقید کی گئی ہے علماء سوء کی جاہ پسندی سے اسلام کو جو نقصان عظیم پہنچ رہا تھا اس پر اظہار تاسف کیا گیا ہے۔ اکبر بادشاہ اور اس کے ملحد امراء کے کفریہ عقائد کی وجہ سے دین مبین پر جو مصیبتیں نازل ہو رہی تھیں ان کے دفعیہ کے لیے امراء، علماء اور صوفیہ کو متوجہ کیا گیا ہندوؤں کے میل جول سے مسلمانوں میں جو قبیح رسوم رائج ہو گئی تھیں ان سے اجتناب اور بدعت کو محو کر کے سنت کو زندہ کرنے کی ترغیب دلائی، غیر مقلد شیخ مبارک کے بیٹوں ابوالفضل اور فیضی کے ملحدانہ خیالات اور ناپاک عزائم کے اثرات بد روافض، خوارج، نواصب اور دیگر فرقہ ہائے باطلہ کے برے عقائد کے مفاسد و مضار کے استیصال کی کوشش کی گئی تفضیلیہ کو اہل سنت و جماعت سے خارج بتایا گیا عقائد اہل سنت پر پختگی سے کاربند رہتے ہوئے حضرات اہل بیت شیخین، ختنین اور جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت و احترام کا سبق دیا گیا ہے غرضیہ سینکڑوں مسائل شریعت و طریقت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ہر مکتوب کا لب لباب یہی ہے کہ اسلام کو زندگی کے ہر شعبہ پر مکمل طور پر نافذ کیا جائے شریعت کو طریقت پر مقدم رکھا جائے جو طریقہ مخالف شریعت ہے وہ الحاد و زندقہ ہے۔

یہ مقالہ ایک خاص جہت سے ترویج شریعت کے حوالے سے نقشبندی حضرات کی خدمات پر لکھا گیا ہے وگرنہ یہ عنوان نہ صرف ہمہ جہت ہے بلکہ انتہائی تفصیل طلب ہے امید ہے سامعین اسے کافی سمجھیں گے۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانیؒ

اور

عقائد اہل سنت

ڈاکٹر محمد شریف سیالوی

Marfat.com

Marfat.com

مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ اور عقائد اہل سنت و جماعت

ڈاکٹر محمد شریف سیالوی

دین اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانیت کے لیے آخری پیغام ہدایت ہے یہی اس کا پسندیدہ دین ہے اور اسی پر مدار نجات ہے۔ لہٰذا اس دین کو قیامت تک باقی رہنا ہے یوں اسے ماننے والی امت بھی قیامت تک باقی رہے گی۔ ہدایت ربّانی بصورت کتاب یعنی قرآن مجید اس امت کے پاس ہے اور ہدایت رجال یعنی انبیاء کے سلسلہ کی انتہا حضرت محمد ﷺ کی ذات پر آپ ﷺ پر ہدایت نبوت ورسالت ختم ہوئی اور آپ ﷺ کے ساتھ انسانی اقدار، فضائل اور مکارم اخلاق پایہ تکمیل کو پہنچے۔

چونکہ انسان اپنی فطرت کے لحاظ سے غور وفکر کا عادی ہے، فکر ونظر کا اختلاف اس کی طبیعت کا لازمہ ہے۔ عقلی، سماجی، سیاسی، جغرافیائی اور نہ معلوم کتنے اسباب و عوامل ہیں جو عقائد ونظریات اور نظام عمل پر اثر انداز ہوتے ہیں جو بسا اوقات اسے راہ صواب سے دور کر دیتے ہیں اس پر مستزاد یہ کہ شیطان جو بندوں کا کھلا دشمن ہے قسم کھائے بیٹھا ہے، بندوں کو گمراہ کرتا ہے، وہ خود اس کے کارندے فساد برپا کرنے کے درپے رہتے ہیں یوں انسانی معاشرہ میں خیر وشر کا یہ معرکہ ابتدائے آفرینش سے جاری ہے کسی قوم اور کسی فرد کو اس آویزش (Polarisation) سے کوئی مفر نہیں۔

وہ معاشرے جو الہامی مذاہب کی بنیاد پر تشکیل پائے مرور زمانہ کے ساتھ عقیدہ اور فکر وعمل کے خلاف پے در پے صدموں کے باعث شکست و ریخت کا شکار ہوئے اور بعض کے نام ونشان مٹ گئے۔ دین اسلام چونکہ اللہ کی طرف سے آخری دین

Marfat.com

ہے۔ ہدایت قرآن اور اسوۂ حامل قرآن قیامت تک باقی رہے گا انہی دو اصولوں پر آخرت کی کامیابی اور نجات کا دارومدار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایسی خصوصیات بخشی ہیں جو سابقہ امتوں کو حاصل نہ تھیں۔ اس امت کو خیر امت بنایا۔ اسے عقیدہ و عمل کے لحاظ سے امت وسط قرار دیا، تمام انسانیت کی بھلائی کے لیے اسے برپا کیا گیا، ضمانت دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کی امت کبھی بھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی اور یہ بھی کہ اس امت میں ایک گروہ ہمیشہ سے رہے گا جو حق پر قائم ہوگا اور حق کی حفاظت کرے گا نیز ہر صدی کے آخر میں کوئی ایسا شخص آئے گا جو دین اسلام کی تجدید اور احیاء کا عظیم کام سرانجام دے گا۔

تاریخی پس منظر میں دیکھا جائے تو متعدد اسباب وعوامل سے امت مسلمہ بھی عقیدہ وفکر کی بنیاد پر فرقوں میں بٹ گئی۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقے ہو گئے تھے ایک کے سوا سب دوزخ میں ہیں اور عنقریب میری امت کے لوگ تہتر فرقے ہو جائیں گے جن میں ایک فرقہ ناجیہ ہے اور باقی سب دوزخ میں ہیں۔ الا ماشاء اللہ! ہر چند کہ امت کا ہر وہ فرد جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا بالآخر جنت میں جائیگا لیکن نجات کا دارومدار اس ''فرقہ ناجیہ'' کی متابعت پر ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرقہ ناجیہ کی تعریف میں فرمایا ''ھم ما انا علیہ و اصحابی '' یہ لوگ اس راہ پر ہیں جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ اس گروہ کو اہل سنت و جماعت کا نام دیا گیا، نیز انہیں ''السواد الاعظم'' کے نام سے پکارا گیا۔

برصغیر کی اسلامی تاریخ میں شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہٗ دوسرے ہزاریہ کی پہلی صدی کے مجدد مانے جاتے ہیں اسی وجہ سے آپ کا لقب ''مجدد الف ثانی'' تجویز

Marfat.com

ہوا۔ یہ تاریخی حقیقت بھی قابل ذکر ہے کہ ہر دور کے مجدد کا تعلق اسی گروہ یعنی اہل سنت و جماعت سے رہا ہے۔ اس لیے مکتوبات مجدد الف ثانیؒ کی روشنی میں عقائد اہل سنت و جماعت کا جائزہ موجودہ دور میں افادیت کا حامل ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''ان اللہ یبعث فی هذه الأمة علی رأس کل مائة سنة من یجدّد لها أمر دینها'' کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

''اے میرے بیٹے! یہ وقت ہے کہ اگلی امتوں میں ایسے پرظلمت وقت میں اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوا کرتا تھا جو شریعت جدیدہ کی بنیاد قائم کرتا تھا۔ یہ امت جو خیر الامم ہے اور جس کے پیغمبر ﷺ خاتم الرسل ہیں اس کے علماء کو انبیائے بنی اسرائیل کا مرتبہ دیا گیا ہے اور انبیاء کی جگہ ایسے علماء پر اکتفا کیا گیا ہے اس لیے ہر صدی کے سرے پر اس امت کے علماء میں سے ایک کو مجدد متعین کیا جاتا ہے جو شریعت کا احیاء فرماتا ہے اور بالخصوص ہزار سال بعد کہ امم سابقہ میں تو اولوالعزم پیغمبر کی بعثت ہوا کرتی تھی اور عام پیغمبر پر ایسے زمانے میں اکتفا نہیں کیا جاتا تھا۔ اسی طرح ایسے وقت میں ایک ایسے عالم و عارف کی اس امت میں ضرورت ہے جو کامل المعرفت ہو اور جو امم سابقہ والے اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو۔'' آپ فرماتے ہیں کہ تجدید و احیاء کے ضمن میں یہ علوم مشکوٰۃ انوار نبوت سے مقتبس ہیں جو الف ثانی کی تجدید کے بعد محض تبعیت اور وراثت کے لحاظ سے تازہ ہوئے اور تازگی کے ساتھ ظہور پذیر ہوئے ان علوم و معارف کا حامل اس الف (ہزاریہ) کا مجدد ہے۔ واضح ہو کہ ہر صدی کا مجدد ہوا ہے لیکن صدی والا مجدد اور ہے اور الف والا مجدد اور ہے اور مجدد وہ ہے کہ جو کچھ اس مدت میں امتوں کو

Marfat.com

فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں اسی کے توسط سے ہوتے ہیں۔

مکتوبات امام ربانی میں ''اہل سنت و جماعت'' کے حق ہونے اور اس کی متابعت پر بہت تاکید ملتی ہے۔ آپ نے فرمایا ''لازم ہے کہ اپنے عقائد کو اہل سنت و جماعت کی بے خطا رایوں کے موافق درست کریں'' یہ اس لیے کہ فرقہ ناجیہ صرف اہل سنت و جماعت ہے۔ فرمایا

''وہ علم جس سے مقصود صرف اعتقاد اور دل کا یقین ہے جو علم کلام میں مفصل مذکور ہے اور فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کے قیاس صحیح اور عقیدے کے موافق ہے نجات ان بزرگوں کی متابعت کے بغیر محال ہے اور اگر بال برابر بھی مخالفت ہے تو کمال خطرہ ہے یہ بات کشف صحیح اور الہام صریح سے یقینی طور پر حاصل ہو چکی ہے پس خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس کو ان کی متابعت کی توفیق حاصل ہوئی اور ان کی تقلید سے مشرف ہوا اور ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جس نے ان کی مخالفت کی اور ان سے الگ ہو گیا اور ان کے اصولوں سے منہ پھیرا اور ان کے گروہ سے نکل گیا۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہوا اور اس نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

ان کے عقائد کی اتباع کے بغیر خلاصہ دشوار ہے تمام عقلی، نقلی اور کشفی دلیلیں اس بات پر شاہد ہیں بلکہ کشف و الہام کی صحت کا مصداق علمائے اہل سنت کے علوم صحیح اور حق صریح ہیں اور اس کے سوا گمراہی آپ مزید فرماتے ہیں کہ احوال و مواجید اس فرقہ ناجیہ کے عقائد کی حقیقت سے متحقق ہوئے بغیر حاصل ہوں ان کو ہم استدراج کے سوا کچھ نہیں جانتے اور خرابی کے سوا کچھ خیال نہیں کرتے، اس فرقہ ناجیہ کی تابعداری کی دولت

Marfat.com

کے ساتھ جو کچھ دے دیں ہم احسان مند ہیں۔

ایک مکتوب میں نصیحت کرتے ہیں

"عقلمندوں پر سب سے اول فرض ہے کہ اپنے عقائد کو علمائے اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیھم (فرقہ ناجیہ) کے عقائد کے موافق درست کرے۔"

آپ خود آرزو کرتے

"حق تعالیٰ ہم مفلسوں کو اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت کے سچے عقائد کی حقیقت پر ثابت قدم رکھ کر پسندیدہ اعمال کی توفیق بخشے اور احوال جو انہیں اعمال کا ثمرہ ہے کرامت فرمائے۔"

مکتوبات میں اس موضوع پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار تاکید فرمائی۔

اپنے ایک مرید کو ہدایت فرماتے ہیں:

اے سعادت و نجابت کے نشان والے! آدمی کے لیے ضروری ہے کہ اپنے عقائد کو فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت جو سواد اعظم اور جم غفیر یعنی بڑا بھاری گروہ ہیں کے عقائد کے موافق درست کرے تاکہ آخرت کی نجات اور خلاصی متصور ہو سکے، بد اعتقادی جو اہل سنت و جماعت کے مخالف ہے زہر قاتل ہے جو دائمی موت اور ہمیشہ کے لیے عذاب و عتاب تک پہنچا دیتی ہے عمل کی سستی اور غفلت پر مغفرت کی امید ہے لیکن اعتقادی

Marfat.com

ستی میں مغفرت کی گنجائش نہیں۔

ان اللہ لا یغفر أن یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء

علم الکلام یعنی علم العقائد پر درسی کتب میں عقائد نسفی کو ایک خاص مقام حاصل ہے صدیوں سے یہ علماء کے ہاں متداول رہی ہے۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد میں اس درجہ استناد اور قبولیت حاصل ہے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی کی شرح العقائد للنسفی پر علماء کا اعتماد رہا، پورے عالم اسلام میں بشمول برصغیر اس کتاب کو عقائد کے باب میں تسلیم کیا گیا۔

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ صحابہ و تابعین کو چونکہ صحبت رسول ﷺ اور زمانی قرب حاصل تھا اس برکت کی وجہ سے مستقل عقائد کی تدوین کی ضرورت نہ تھی لیکن جب مسلمانوں میں کئی فتنے درآئے، آئمہ دین کے خلاف بغاوتیں ہونے لگیں، بدعت و خواہش پرستی کا سیلان بڑھا، فتاوی کی کثرت ہوئی اور نئے نئے واقعات و حوادث ظہور پذیر ہوئے یہ وہ اسباب تھے جس کے نتیجہ میں علماء نے اجتہاد اور نظر و استدلال سے علم الکلام یعنی علم العقائد کے اصول وضوابط وضع کیے اور اس کو ایک مستقل علم کی حیثیت سے متعارف کروایا۔ کئی فرقے پیدا ہوئے مثلاً خارجی، رافضی اور معتزلہ، جنہوں نے اہل سنت اور جماعت صحابہ کے خلاف عقائد کا پرچار شروع کیا۔ واصل بن عطا نے امام حسن بصریؒ سے بعض عقائد میں اختلاف کر کے اعتزال کی راہ اختیار کی پھر امام اشعری نے اپنے استاذ ابوعلی الجبائی سے معتزلی فکر کے خلاف اتباع سنت اور متابعت

Marfat.com

صحابہ کی طرف دعوت دی اس فکر کے تسلسل میں امام غزالی، امام ابو منصور ماتریدی، عضد الدین الایجی، علامہ نسفی، علامہ سعد الدین تفتازانی کی تالیفات سے عقائد اہلسنت و جماعت پر مربوط کام سامنے آیا۔

عقائد نسفی میں عقائد اہل سنت و جماعت کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

والمحدث للعالم هو اللّٰہ تعالیٰ الواحد الحی ...... له صفات ازلية قائمة بذاته وهی لاهو و لا غيره . والقرآن كلام اللّٰہ تعالیٰ غير مخلوق ......واللّٰہ تعالیٰ خالق لأفعال العباد من الكفرو الايمان و الطاعة والعصيان ،والحسن منها برضاء اللّٰہ تعالیٰ و القبيح منها ليس برضا و الاستطاعة مع الفعل ......عذاب القبر للكافرين و بعض عصاة المومنين و تنعيم اهل الطاعة فی القبر بما تعلمه اللّٰہ تعالیٰ ......وسؤال منكر و نكير بالدلائل السمعية ، البعث حق و السوال حق و الحوض حق و الصراط حق و الجنة حق والنار حق، الكبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الايمان ، والشفاعة ثابتة للرسل و الأخيار فی حق أهل الكبائر ......واول الانبياء آدم و اخرهم محمد عليه السلام و افضل الانبياء محمد عليه السلام و

Marfat.com

الملائكة عباد الله تعالى عاملون بامره و المعراج لرسول الله في اليقظة بشخصه الى السماء حق و كرامات الاولياء حق ، و افضل البشر بعد نبينا ابو بكر الصّديق ثم الفاروق ثم عثمان ذو النورين ثم علي ويكفّ عن ذكر الصحابة الّا بخير

علم عقائد کے حوالے سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا منہاج تحقیق بھی منفرد تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اپنے وقت میں آپ مسائل کلامیہ میں درجہ اجتہاد پر فائز تھے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

مجھے توسط حال ایک رات پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم علم کلام کے ایک مجتہد ہو۔ اس وقت سے (لے کر) مسائل کلامیہ میں میری رائے خاص اور میرا علم مخصوص، اکثر مسائل خلافیہ جن میں ماتریدیہ اور اشاعرہ کا خلاف ہے شروع مسئلہ مجھے اشاعرہ حق بجانب معلوم ہوتے ہیں لیکن نور فراست سے دیکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ ماتریدیہ حق بجانب ہیں۔ علم کلام کے متعلق تمام مسائل خلافیہ میں میری رائے علمائے ماتریدیہ کی رائے کے موافق ہے"

آپ ماتریدی طرز استدلال پر علمائے اہل سنت کی تحسین کرتے اور فرماتے کہ علمائے اہلسنت میں شیخ الاسلام ابو منصور ماتریدی کے اصحاب کا طریقہ کیا ہی عمدہ ہے

Marfat.com

جنہوں نے مقاصد پر اکتفا کیا ہے اور فلسفیانہ بد باریکیوں اور نکتہ چینیوں سے بالکل روگردانی کر لی ہے۔ فلسفیوں کی طرح نظر استدلال کا طریقہ علمائے اہل سنت و جماعت میں شیخ ابوالحسن اشعری سے شروع ہوا۔ آپ تصریح فرماتے ہیں کہ مجھے علم کلام کے متعلقہ معتقدات کا یقین اہل سنت و جماعت کی رائے کے موافق عطا ہوا۔

علم الکلام اور عقائد کی کتب بالخصوص شرح عقائد نسفی کے تناظر میں مکتوبات امام ربانی کا مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ حضرت مجددؒ نے انہی عقائد کو اپنی تبلیغ کا موضوع بنایا وہ اللہ رب العزت کو واجب الوجود مانتے ہیں، صفات کو ازلی اور قدیمی قرار دیتے ہیں البتہ ذات وصفات کے حوالے سے آپ نے علماء وصوفیائے متقدمین بالخصوص شیخ محی الدین ابن عربی کے نظریہ وحدۃ الوجود کے مقابل وحدت الشہود پر زور دیا جو ایک احوط رائے ہے جس میں حلول واتحاد کا شائبہ نہیں ہے۔ آپ رویت باری کو ممکن جانتے ہیں اور یہ کہ جنت میں حق تعالیٰ کی رویت بے جہت بے مقابلہ اور بے احاطہ دیکھنا حق ہے۔ اللہ بندوں کا خالق ہے اور ان کے افعال کا بھی خالق ہے۔ علمائے حق کی رائے میں بندہ کی قدرت کو اس کے فعل میں دخل ہے اور اس کا کسب بندہ میں ثابت ہے کیونکہ حرکت مرتعش یعنی بے اختیاری حرکت اور حرکت مختار میں فرق واضح ہے۔ حرکت ارتعاش یعنی بے اختیاری میں داخل ہے اسی قدر فرق مؤاخذہ کا باعث ہو جاتا ہے اور ثواب وعتاب کو ثابت کرتا ہے۔ انبیاء کرام اللہ کے فرستادہ ہیں، علامات قیامت اور احوال آخرت مثلاً میزان، پل صراط، جنت ودوزخ حق ہیں، امت کے گناہ کبیرہ کے مرتکب کے لئے شفاعت حق ہے۔ کبیرہ گناہ سے مومن خارج از ایمان نہیں ہوتا۔ فرشتے

Marfat.com

حق تعالیٰ کے بزرگ بندے ہیں وہ کھانے پینے، زن و مرد اور توالد و تناسل سے پاک ہیں، قبر کا عذاب اور تنگی وغیرہ حق ہے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فضیلت صحابہ اور محبت اہل بیت ہر دو کو تقاضائے ایمان جانتے ہیں اور صراحت فرماتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت افراط و تفریط کے درمیان سیدھا راستہ ہے اور یہی بچاؤ والا مضبوط راستہ ہے۔

اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے جو اس پر سوار ہوا بچ گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کو ستاروں کی مانند فرمایا ''و بالنجم هم يهتدون'' اہل بیت کا کشتی نوحؑ سے تشبیہ دینا اشارہ ہے کہ کشتی کے سوار کے لیے ستاروں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تا کہ ہلاک ہونے سے بچ جائے اور یہ کہ ستاروں کی رعایت کے بغیر نجات محال ہے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے نزدیک صحبت کی فضیلت میں تمام صحابہ مشترک ہیں، صحبت کی فضیلت تمام فضیلتوں سے بڑھ کر ہے۔ صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے اور نہ ہی ہو گی کیونکہ ان کا ایمان صحبت اور نزول وحی کی برکت سے شہودی ہو گیا تھا اور صحابہ کے بعد کسی کو اس درجہ کا ایمان نصیب نہیں ہوا۔ صحابہؓ کے باہمی اختلافات اور جھگڑوں کو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

> نیک گمانوں پر محمول کرنا چاہیے اور غلطی کو خطائے اجتہادی سمجھنا چاہیے۔ انبیاء کرام کے بعد افضل البشر حضرت ابوبکر صدیق ہیں اور خلفاء راشدین میں افضلیت کی ترتیب خلافت کی ترتیب کے

Marfat.com

مطابق ہے۔

آپ کے نزدیک شیخین کی افضلیت اور ختنین کی محبت اہل سنت و جماعت کی علامتوں میں سے ہے یعنی شیخین کی فضیلت جب ختنین کی محبت کے ساتھ جمع ہو جائے تو یہ امر اہل سنت و جماعت کے خاصوں میں سے ہے۔

افضلیت بالترتیب زمانہ خلافت کے ساتھ حضرت علیؓ کی فضیلت پر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ خوب تاکید فرماتے ہیں آپ کا قول ہے کہ حضرت امیر یعنی علیؓ کی محبت اہل سنت و جماعت کے لیے شرط ہے اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا وہ اہل سنت سے خارج ہے آپ نے حضور رسالت مآب ﷺ کی حدیث نقل فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

> اے علی! تجھ میں حضرت عیسیٰ کی مثال ہے جس کو یہودیوں نے یہاں تک دشمن سمجھا کہ اس کی ماں پر بہتان لگایا اور نصاریٰ نے اس قدر دوست رکھا کہ اس کو اس مرتبہ تک لے گئے جس کے وہ لائق نہیں تھا یعنی ابن اللہ کہا"

حضرت علیؓ سے مروی ہے فرمایا کہ:

> دو شخص میرے حق میں ہلاک ہوں گے ایک وہ جو میری محبت میں افراط کرے گا اور جو کچھ مجھ میں نہیں میرے لیے ثابت کرے گا دوسرا وہ شخص جو میرے ساتھ دشمنی کرے گا اور عداوت سے مجھ پر بہتان لگائے گا"

اپنے وقت میں ائمہ اہل بیت اور اسی تسلسل میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو مرکز

Marfat.com

ولایت قرار دیتے ہیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ولایت کے اس مقام پر بارہ اماموں اور حضرت شیخ قدس سرہٗ کے سوا کوئی اور شخص مشہود نہیں ہوتا۔ اس راستہ میں تمام اقطاب و نجباء کو فیوض و برکات کا پہنچنا شیخ قدس سرہٗ ہی کے وسیلہ شریف سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز شیخ قدس سرہٗ کے سوا کسی اور کو میسر نہیں ہوا اسی واسطے شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابدا علی افق العلیٰ لاتغرب

شمس سے مراد ہدایت و ارشاد کے فیضان کا آفتاب ہے اور اس کے غروب سے مراد فیضان مذکورہ کا نہ ہونا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے عقائد اہل سنت و جماعت کی مؤثر تبلیغ فرمائی۔ فقہ و تصوف اور کلامی مسائل میں مجتہدانہ کردار ادا کیا، اصلاح عقائد و اعمال کی شاندار تحریک سے بدعت و الحاد کے فتنوں کو کچل دیا اور امت مسلمہ کے لیے شریعت اور حقائق تصوف کی اعلی روایت قائم فرمائی بالخصوص برصغیر میں اسلامی روایات اور عقائد کی بقاء و حفاظت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مساعی جمیلہ کا حاصل ہے

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
کی فکر کا مطالعہ
عصر حاضر کے تقاضوں
کے تناظر میں

علامہ
رضا الدین صدیقی

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی فکر کا مطالعہ عصر حاضر کے تقاضوں کے تناظر میں

رضاء الدین صدیقی
چیئرمین زاویہ فاؤنڈیشن انٹرنیشنل

آج کی اس محفل مبارکہ کا موضوع نہایت ہی سنجیدگی اور غور و فکر کا متقاضی ہے اور یہ عنوان حضرت مجدد الف ثانیؒ کی فکر کا مطالعہ عصر حاضر کے تقاضوں میں کیا جائے اپنے ذیل میں بڑی تحقیق اور اس کے ساتھ ساتھ کسی ثقہ اور علمی شخصیت کا بھی متقاضی ہے۔ یہ اتفاق ہے کہ میں علم کے اعتبار سے بھی اور تحلیل و تجزیہ کے اعتبار سے بھی بڑا مبتدی ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ اس عنوان کا حق میرے جیسا شخص ادا کر سکتا ہے۔ یہ منتظمین کا حسن ظن ہے کہ جنہوں نے مجھے اس موضوع پر دعوت سخن دی ہے۔ تو آیئے مل جل کر ہم ایک اپنی سی کوشش کرتے ہیں کہ اس موضوع کو سمجھیں اور جہاں تک ممکن ہو اس کے تقاضوں کو ذہن نشین کرنے کی کوشش بھی کریں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ تاریخ اسلام کی بڑی منفرد اور یگانہ روزگار شخصیات میں سے ایک ہیں اور تاریخ اسلام کے بڑے اہم لوگوں میں اور ان لوگوں میں جن پر اسلامی فکر کی عمارت استوار ہے آپؒ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ حضرات کا حلقہ ایسا نہیں ہے کہ اس میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شخصیت کا ابتداء سے تعارف کرانا پڑے۔ ان کے حالات زندگی، شخصی محاسن ان کے کمالات اور کرامات کا ذکر کرنا پڑے (بفضلہٖ تعالیٰ)۔ حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددیؒ کی مساعی سے اور پھر ان کی تیار کردہ جماعت کی مساعی

Marfat.com

سے، ان سارے موضوعات سے بلکہ ان سے کہیں ارفع تر موضوعات سے آپ بہت اچھی طرح سے واقف بھی ہیں، آشنا بھی ہیں اور موضوعات پر گفتگو کرنے اور کلام سننے کا ایک ذوق اور جذبہ بھی رکھتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی مساعی بلیغ کے بعد خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دین کی اس دعوت کو آگے بڑھایا اور صحابہ کرامؓ کے بعد جس جماعت نے دین کو اس کے سارے پہلوؤں کے ساتھ پیش کیا اور دین کی روح کو زندہ رکھا وہ بلاشبہ صوفیاء کرام کی جماعت ہے۔ تصوف کا ادارہ کیسے معرض وجود میں آیا اسلام میں اس کی تشکیل کیسے ہوئی۔ اس کے عناصر ترکیبی کیا کیا ہیں۔ یہ ایک علیحدہ موضوع ہے اور صدیوں میں اس پر گفتگو ہوتی ہی رہی ہے۔ اگر کسی کو بے جا تعصب کی عادت نہ ہو تو یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ نئے سرے سے کوئی دلیل دینے کی ضرورت ہے۔

تصوف کے جواز اور عدم جواز پر بڑی گفتگو ہوئی۔ تاریخ کی حقیقت یہ ہے کہ روح اسلام زندہ رکھنے کا فریضہ اس کے ہر دور میں صوفیہ کرام نے انجام دیا۔ حضرت ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہری نے ایک بڑی خوبصورت بات ارشاد فرمائی کہ اللہ کے درویش وقت کے نباض ہوتے ہیں، اور انہوں نے ہمیشہ وقت کی نبض پر ہاتھ رکھا ہے صوفیا کرام کے مختلف ادوار کو اگر آپ ایک سرسری نظر سے دیکھیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ صوفیاء اپنے دور کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھ کر، ماحول کو سمجھ کر، ایسی حکمتِ عملی اختیار کرتے ہیں کہ روحِ اسلام زندہ رہے، اور دین کی دعوت کی آبیاری ہوتی رہے۔ صوفیہ کرام نے واقعتاً ہر دور میں یہ فریضہ انجام دیا۔ صرف ایک سرسری سا اشارہ

Marfat.com

کرنا مقصود ہے تاکہ ہم براہ راست اصل موضوع پر بات کریں، لیکن کسی بھی موضوع کے ذیل میں اکثر اوقات یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ اس کے پس منظر کے ساتھ اس کا ربط ضروری ہو، کیونکہ کوئی بھی چیز سیاق وسباق سے کٹ کر اپنی معنویت کا بھرپور اظہار نہیں کرسکتی۔

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دور میں اسلام پھیلنا شروع ہوگیا اور سلطنت میں وسعت آتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے ماحول کو فراخی عطا کرنی شروع کی، صحابہ کرامؓ کی تربیت نبی کریم ﷺ نے بطریق احسن فرما دی تھی۔ کثرتِ دنیا ان کے خلوص اور حسن نیت کو متاثر نہ کرسکی، صحابہ کرامؓ کی تربیت کردہ جماعت کے پیش نظر یہ چیلنج تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس مقدس جماعت کے بعد کی دنیا اپنے آزار اور اپنی پوری ہولناکیوں کے ساتھ مسلم معاشرے پر غالب نہ آجائے تو آپ دیکھئیے کہ صدر اوّل کے صوفیہء کرام میں اور ان کی تعلیمات میں خشیت الٰہی اور دنیا سے بے رغبتی کا پہلو نمایاں اور غالب نظر آتا ہے ۔حضرت حسن بصری کو دیکھئیے ،حضرت عبدالواحد بن زید کو دیکھئیے ،حضرت فضیل بن عیاض کو دیکھے ،حضرت کمیل بن زیاد کو دیکھئیے ،تابعین کی زندگی کا جائزہ لیں ، تبع تابعین کی زندگی کو دیکھیں، عبادت ، زہد ،توکل علی اللہ ، دنیا سے بے رغبتی کا ایک اظہار صدر اوّل کے صوفیا کا غالب شعار ہے ،وہ اس لئے اس پہلو کو اجاگر کرتے ہیں کہ دنیا کی کثرت ،فراوانی اور فتوحات کی وجہ سے کہیں دنیا کی طمع ،حرص ، لالچ مسلم معاشرے پر غالب نہ آجائے۔ جب فتوحات کا دائرہ پھیلا اور دیگر تہذیبوں سے ،علوم سے افکار سے مسلمانوں کا مکالمہ شروع ہوا اور دوسری قوموں کا لٹریچر بھی مسلمانوں میں ترجمہ

Marfat.com

ہو کر آنے لگا، خاص طور پر فلسفہ یونان کا تعارف جب اسلام میں شروع ہوا بہت سے لوگ اپنی طبعیت کی افتاد کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہوئے اور اس پر غور و فکر کرنے لگے اور فلسفے اور علم الکلام کا چلن مسلم معاشرے میں شروع ہوا تو بہت سے پہلو جو اعتقاد کے تھے ان کو عقل کے زاویوں سے دیکھا جانے لگا اور یہ بحث چھڑ گئی کہ توحید کی حقیقت کیا ہے۔ ذات وصفات کا معاملہ کیا ہے۔ تقدیر کیا ہے، جبر کیا ہے، اختیار کیا ہے۔ آپ دیکھئے دور ثانی میں بنو امیہ کے آخری دور میں اور پھر عباسیوں کے دورِ عروج میں ہمیں یہ بحثیں مسلم معاشرے میں نظر آتی ہیں کہ قرآن مخلوق ہے کہ کلام ہے؟ فلسفہ یونان کی یلغار کے بعد مسلم معاشرے میں یہ مباحث اٹھنے لگے تو اس دور کے صوفیہ کرام کو آپ دیکھئے کہ انہوں نے بڑی شدت کے ساتھ محبت الٰہی کی بات کرنی شروع کی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ سے انسان کا جو تعلق ہے کہیں یہ فلسفے کا گورکھ دھندا نہ بن کر رہ جائے۔ اللہ رب العزت ہمارا معبود ہے اور اس معبود کی ہمیں بندگی کرنی ہے اور اس سے جو تعلق استوار رکھنا ہے وہ محبت کا تعلق ہے۔

اس دور کے صوفیہ کرام محبت کی بات کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے وابستگی کی بات کرتے ہیں، ایک قلبی کیفیت کو اللہ سے ہمیشہ استوار رکھنے کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سے آگے چلیں جب مختلف ادارے جڑ پکڑنے لگے اور مختلف قسم کے مزاج تشکیل پا گئے، ان کی اپنی اپنی ایک صورت بن گئی تو تیسری صدی کے بعد پانچویں صدی تک ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ کچھ لوگ تو بڑی شدت سے فکر اور فلسفے کی طرف مائل ہوتے ہیں، کچھ لوگوں نے شریعت کے ظاہر (فقہ) کو بڑی سختی اور مضبوطی سے تھاما اور کچھ لوگوں نے ان

Marfat.com

کی خشک بحثوں سے تنگ آ کر باطن کی منزلوں اور کیفیت کی طرف توجہ مبذول کی۔ حضرت جنید بغدادیؒ، حارث محاسبیؒ اور ان کے دور میں یہ مختلف حلقے بنتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ کوئی شریعت پر مستحکم ہے، کوئی روحانیت میں مستغرق ہے تو کوئی فکر اور فلسفہ میں منہمک ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ سے ایک دور شروع ہوتا ہے جس میں صوفیہ کرام نے یہ کوشش کی کہ دین کو مختلف دھاروں میں بٹنے سے روکا جائے اور دین کا مطالعہ الگ الگ اجزاء میں کرنے کی بجائے ایک کل کی صورت میں ہو۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کی کشف المحجوب، حضرت ابو القاسم قشیری کا رسالہ قشیریہ، حضرت ابو نصر سراجؒ کی کتاب کتاب اللمع اسی کوشش کا ایک عکس ہے اور پھر علمی اعتبار سے جس شخصیت نے اس کام کو بامِ عروج تک پہنچا دیا اور ان کے کام کے بعد یہ موضوع علمی اعتبار سے طے ہو گیا وہ ہیں حضرت امام غزالیؒ۔ آپ نے دین کے توازن کا ایک حتمی تصور قائم کر دیا کہ دین کو اب بھی اسی زاویہ نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اسی تشریح اور تعبیر کو نمائندہ سمجھا جاتا ہے جو حقیقت میں امام غزالیؒ نے کر دی ہے۔ تصوف کا علمی مزاج صدیاں گزر جانے کے بعد آج بھی وہی ہے جس کی صورت گری امام محمد غزالیؒ نے کی اور جس تعبیر کو آپ نے نمایاں کیا..... یہ نہیں کہ انہوں نے کوئی خود ساختہ تعبیر واضح کی اور لوگوں نے اسے اپنا لیا...... نہیں بلکہ قرآن اور حدیث کی جو حقیقی تعبیر ہے اسے امام غزالی نے اسے ہی نمایاں کیا۔

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانیؒ ایک ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی عملی مساعی اور اپنے روشن کردار کے ذریعے سے امام محمد غزالیؒ کی تعلیمات کو تصوف کا عملی مزاج بنا دیا،

Marfat.com

آپ بلاشبہ حضرت غوث اعظم ہیں، آپؒ کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور اس کی ایک علمی تعبیر یہ بھی ہے کہ جس مزاج کو آپؒ نے اپنی تعلیمات، دروس، اپنے مواعظ، اور اپنی تربیت کے ذریعے سے رائج اور راسخ کر دیا۔ آج بھی اسلامی تصوف میں وہی مزاج ہے ۔سید شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے بعد توازن کا ایک تصور اسلامی معاشرے میں پوری حقیقت کے ساتھ واضح ہوا، اس کے بعد آپ دیکھیے کہ سقوط بغداد کے بعد سیاسی اعتبار سے ضعف اور اضمحلال کا ایک دور شروع ہوتا ہے۔ صلیبی جنگیں ہوئیں، جس کے پہلے دور میں اور یلغار سے نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی نے امت کو نجات دلادی، لیکن یورپ کا یہ استعمار پر تولتا رہا اور جب بھی انہیں موقع ملا تو وہ مسلمان سلطنتوں میں شکست وریخت کا سبب بنتے رہے اور مسلمان سیاسی ضعف کا شکار ہونے لگے۔

ایک ہزار سال گزرنے کے بعد امتِ مسلمہ کو ایک اور چیلنج درپیش ہوا، توحید اور اسلام کے توازن کے تصور پر مسلمانوں کو یقینِ واثق ہو چکا تھا۔ اور اس بارے میں علمی بحث اپنی حتمی صورت میں مکمل ہو چکی تھی، استعمار اور کفر نے یہ محسوس کیا کہ اب ہم ان حوالوں سے مسلم معاشرے میں رخنہ نہیں ڈال سکتے ۔ جو ایک حوالہ مسلم معاشرے میں مباحث شروع کرنے کا ہے۔ جناب رسالت مآب ﷺ سے وابستگی اور اس کے ایمانی تصور میں دراڑ ڈالنے کا، دوسرے ہزار سال میں جو فکری یورشیں شروع ہوئیں، وہ نبی کریم ﷺ کی رسالت کے حوالے سے ہیں۔ آپ ایران کی تاریخ دیکھ لیں، برصغیر کی تاریخ دیکھ لیں وہاں مباحث اس حوالے سے شروع ہوتے ہیں کہ جناب رسالت مآب ﷺ کی رسالت کے ساتھ مسلمانوں کی جو وابستگی ہے اس کو کمزور کیا جائے۔ برصغیر پاک و

Marfat.com

ہند کی طرف آیئے، یہاں کی تاریخ میں محمد بن قاسم اور ان کے مجاہدین کے ذریعے سے اسلام کے قدم پہنچے۔ سلطنت اسلامی کی وسعت برصغیر میں شروع ہوئی تو دوسرے خطوں کی طرح یہاں بھی مسلم تہذیب، اس کی تربیت، اس کا ماحول اس کا مزاج بنانے والے صوفیہ کرام ہیں۔ اگر اسلامی تصوف کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بڑی خوبصورت حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ درویش جو بظاہر تن تنہا آتے ہیں، کسی لشکر کے بغیر ہوتے ہیں اپنے ساتھ کوئی پروپیگنڈہ اور تشہیر کا سامان بھی نہیں رکھتے، باطنی بصیرت کے اعتبار سے ایک کل سے منسلک ہوتے ہیں، جیسا کہ میں نے آپ کے سامنے ایک سرسری سا مطالعہ پیش کیا ہے، یہ درویش حالات کے مطابق قدم اٹھاتے ہیں۔ مسلم تصوف میں مختلف سلاسل ہیں۔ قادری ہیں، چشتی ہیں، نقشبندی ہیں، سہروردی ہیں۔ ان چار سلسلوں کو ہم برصغیر میں زیادہ جانتے ہیں سلسلے اور بھی ہیں، جس طرح کہ شاذلی سلسلہ ہے، رفاعی سلسلہ ہے، مولوی سلسلہ ہے، ادریسی سلسلہ ہے، غرب میں اور افریقہ میں اور شرقِ اوسط میں، ہمارے چار سلاسل کے علاوہ اور بھی سلاسل متعارف ہیں۔ ہر سلسلے کا اپنا مزاج ہے، ہر سلسلے کا اپنا تربیت کا ایک نظام ہے، اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جس خطے میں اور تاریخ کے جس دور میں جس سلسلے کے ظہور کی ضرورت ہوتی ہے، اس سلسلے کا ظہور وہاں پر ایک غیر مرئی اور لاشعوری طور پر اور خود بخود بڑی خاموشی کے ساتھ ہو جاتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہوتی ہے کہ اس کے پیچھے اسلام کا ایک روحانی نظام کارفرما ہوتا ہے اور یہ سلسلے اس انداز میں اس ماحول میں اپنی شناخت کروانے لگتے ہیں۔

Marfat.com

برصغیر پاک و ہند میں جو پہلی بڑی شخصیت ہے وہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہے۔ داتا گنج بخش کا تعلق حضرت جنید بغدادیؒ کے مکتبہ فکر سے ہے آپ کے شیخ حضرت ابوالفضل الختلیؒ ہیں، جو حضرت حصری کے مرید ہیں، حصری ابوبکر شبلی اور ابوبکر شبلی حضرت جنید بغدادی کے مرید ہیں۔ داتا صاحبؒ نے اپنے سلسلہ طریقت کو برصغیر میں رائج نہیں کیا، لیکن آپؒ کی شخصیت، آپؒ کی تعلیمات، دین کا ایک متوازن تعارف جو آپ نے پیش کیا، وہ ایسا ہے کہ بعد میں آنے والے ہر درویش نے حضرت داتا گنج بخشؒ سے محبت کی اور ان کے کام کو آگے بڑھایا، پھر باقاعدہ طور پر جب سلاسل کا آغاز ہوا تو شروع میں سلسلہ چشتیہ کا ظہور ہمیں برصغیر میں زیادہ نظر آتا ہے، ان کے کچھ عرصے کے بعد سہروردی سلسلے کے صوفیہ ہمیں برصغیر میں دکھائی دیتے ہیں۔ چشتی سلسلے کا غالب مزاج محبت کا مزاج ہے اور اس کے علاوہ حکمت و دانائی کا مزاج ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کا مزاج کیا ہے؟ اس کی بڑی خوبصورت تعبیر حضرت فرید الدین گنج شکرؒ نے فرمائی جب آپؒ نے حضرت نظام الدین اولیاء کو خلافت عطا کی اور ارشاد فرمایا کہ ''نظام الدین ہم نے تمہیں علم، عشق اور بصیرت عطا فرمائی۔ علم، عشق اور بصیرت کا امتزاج۔ یہ وہ چیزیں تھیں جس کی برصغیر کی تہذیب کو ضرورت تھی کیونکہ یہاں پر طبقاتی تفریق تھی، ذات پات تھی، یہاں چھوت چھات کا نظام تھا تو ایسے میں وہ درویش جو کہ وہ محبت کا پیغام لے کر آئے، لامحالہ طور پر اس ماحول اور معاشرے نے ان کو بڑی توجہ سے دیکھا، اسلام پھیلا اور اس کی تہذیبی قدریں مضبوط و منضبط ہوئیں۔

سلسلہ عالیہ سہروردیہ کا مزاج شریعت کے ساتھ محکم اور استوار رہنے کا ہے اور اس

Marfat.com

کے ساتھ آپ دیکھیں کہ سہروردی صوفیاء مخلوق کے جو عملی مسائل ہیں، رفاہی مسائل ہیں، ان کے معاشی مسائل ہیں ان پر بڑی توجہ دیتے ہیں اور برصغیر کی تاریخ آپ دیکھئے کہ سہروردی سلسلہ کے صوفیاء نے لوگوں کے روزمرہ کے معمولات زندگی کے عملی اور روزمرہ کے چھوٹے بڑے مسائل حل کرنے میں بڑی دلچسپی لی۔ رفاہی کام کیے اور اس سلسلے کی بھی برصغیر کو اپنے وقت میں ضرورت تھی کہ لوگ جب کثرت سے اسلام میں آئے تو ان کی فلاح کے لیے سوچنا، ان کی بہبود کے لیے سوچنا اور سب کے لیے سوچنا ضروری تھا۔ اور یوں سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے حوالے سے برصغیر کے مسلمانوں کو فیضان حاصل ہوا۔ جب ایک علمی اور معاشرتی روایت پختہ ہوئی تو پھر یہ ضرورت پیش آئی کہ لوگ مجاہدانہ کردار ادا کریں اور جو ایک ماحول اور معاشرہ بن گیا ہے اس کی نظریاتی سرحدوں کو اور اس کی علاقائی سرحدوں کو مضبوط کریں، تو ہم یہاں پر دیکھتے ہیں تو اس موقع پر سلسلہ عالیہ قادریہ کا ظہور ہوتا ہے۔ قادری وہ ہیں جنہوں نے تاتاریوں کو مسلمان کیا۔ قادری وہ ہیں جنہوں نے نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی جیسے مجاہدوں کی تربیت کی، اور اس کے درمیان میں ایک سلسلہ جو بعد میں سلسلہ عالیہ قادریہ میں ضم ہو گیا اس سلسلے کا بھی برصغیر میں ظہور ہوا اور وہ ہے شطاری سلسلہ، جو حضرت بایزید بسطامیؒ سے منسلک ہے اور شطاری سلسلہ کا جو غالب مزاج ہے وہ ہے زہد کا، چلوں کا، مجاہدات کا ہے۔ برصغیر میں سادھوؤں اور سنتوں کا راج تھا یہ لوگ تپسیا کرتے تھے مافوق الفطرت قسم مظاہروں سے لوگوں کو مرغوب کیا کرتے تھے، شطاری سلسلے کے صوفیاء کرام وہ تھے جنہوں نے مجاہدات کے ذریعے سے ریاضات کے ذریعے سے ہندوؤں کے سادھوؤں

Marfat.com

اور سنتوں کا طلسم توڑ دیا اور بعد میں جب قادری سلسلہ کا فروغ ہوا تو یہ شطاری اس میں ضم ہو گئے۔ تو یہ دیکھیئے برصغیر کے ماحول کو جس چیز کی اور جس فکر کی ضرورت ہوئی تو صوفیاء کرام نے اسی چیز کا اظہار کیا۔

برصغیر کے مزاج اور ماحول کو اگر آپ دیکھیں نا تو یہاں ہندو اپنے ذیل میں کچھ خصوصیات رکھتے ہیں۔ ہندو مذہب برصغیر کا قدیم مذہب ہے اور یہاں پر انہوں نے ذات پات کی تقسیم کے ذریعے سے اپنا غلبہ حاصل کیا اور معاشرہ برہمنوں کے ہاتھ میں اسی طرح تھا جیسے کٹھ پتلیاں اپنے نچانے والوں کے ہاتھ میں ہوتی ہیں، اگر آپ ہندو مذہب کا مطالعہ کریں تو ایک بات بڑی دلچسپ صورت میں سامنے آتی ہے۔ جب بھی کسی غالب قوّت نے یہاں آ کر اپنے قدم جمانے کی کوشش کی یا پھر یہاں برہمنوں کے ردعمل میں کوئی تحریک ابھری، تو انہوں نے بڑی مزاحمت کی اور شروع میں بڑی کوشش کی کہ طاقت کے ذریعے سے ان کا مقابلہ کریں اسے یہاں پر جڑ نہ پکڑنے دیں، لیکن اگر وہ نظریہ کچھ توانا نظر آیا اور اس نے اپنا ایک ماحول اور مزاج بنا لیا تو ہندوؤں اپنا ایک دوسرا پینترا بدلتے ہیں اور دوسرا پینترا کیا ہے کہ یہ ایک دم بڑے نرم ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بھی اسی گنگا جمنی تہذیب کی پیداوار ہیں اور تم بھی اسی خطے کے رہنے والے ہو ہمارا کلچر ایک ہے، ہماری تہذیب ایک ہے، ہمارا تمدن ایک ہے تو ہمیں بھائیوں کی طرح رہنا چاہیے۔ ایسی لچک پیدا کر لیتے ہیں کہ اس لچک کے دامِ فریب میں آ کر بہت مشکل ہے کہ کوئی بیرونی یلغار یا کوئی مزاحمتی ردعمل بچ سکا ہو۔ برہمنوں کے ردِّعمل میں ہندوستان میں بدھ مت پیدا ہوا، بدھ مت ایک بڑی توانا تحریک تھی جس نے ذات

Marfat.com

پات اور وحشت کے اس نظام کے خلاف بڑی مؤثر بغاوت کی اور کروڑوں لوگ بدھ مت سے وابستہ ہو گئے۔ برہمنوں نے حسب معمول اسے روکنے کی کوششیں کیں، لیکن روک نہ پائے اور بدھ مت نے برصغیر میں بہت بڑی سلطنت قائم کر لی۔ یہ ٹیکسلا اشوک راجا کا دارالخلافہ تھا اور آج ہندوستان والے کہتے ہیں کہ ہم اکھنڈ بھارت بنانا چاہتے ہیں۔ اکھنڈ بھارت تو ہندوؤں کے پاس کبھی رہا ہی نہیں۔ برصغیر کا غالب حصہ اگر منضبط رہا ہے تو اشوک راجا کے دور میں رہا ہے یا اورنگزیب عالمگیر کے دور میں رہا ہے یا مسلمانوں نے ہندوستان کے اکثر حصوں کو مربوط کیا ہے یا پھر بدھوں نے کیا ہے۔ ہندو مت کے ذریعے سے برصغیر پاک وہند میں اس خطے کا اتحاد تاریخ میں کبھی ہوا ہی نہیں۔ اکھنڈ بھارت ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی تاریخ کے کسی دور میں تصدیق نہیں ہوتی۔ جب ہندوؤں نے دیکھا کہ بدھ مت جڑ پکڑ چکا ہے اور برہمن ازم کہیں ختم نہ ہو جائے تو انہوں نے پینترا بدلا، یہ کروڑوں دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں، ایک روایت کے مطابق تین کروڑ سے زیادہ دیوتا ہندوستان میں پائے جاتے ہیں تو جو لوگ تین کروڑ دیوتاؤں کے آگے سر جھکاتے ہیں، تین کروڑ میں ایک اور آ جائے تو ان کی صحت پر کیا فرق پڑتا ہے۔ انہوں نے بدھ کا بھی بت بنا لیا اور اسے بھی پوجنا شروع کر دیا اور اس لچک کے ساتھ انہوں نے اس تحریک کے ساتھ ایسا سلوک کرنا شروع کیا کہ آہستہ آہستہ بدھ مت کا اصل تشخص ہی غائب ہو گیا اور آج آپ دیکھئے کہ برما میں بدھ مت ہے، سری لنکا میں بدھ مت ہے، چین کے بہت سے علاقوں میں بدھ مت ہے اور ہندوستان میں جہاں سے، بدھ مت کا آغاز ہوا تھا وہاں پر بدھ مت کا نام ونشان بھی نظر نہیں آتا۔ یہ کیا ہے؟

Marfat.com

یہ چانکیا کی پالیسی ہے کہ جب وہ نرم ہوتا ہے تو وہ بڑی بڑی غالب تہذیبوں کو، توانا تہذیبوں کو اپنے اندر Digest کر لیتا ہے۔

اسی طرح جین مت ایک مذہب ہے جس کے اپنے اصول ہیں اور وہ بڑا توانا مذہب تھا لیکن ہندوستان کے جو طلسم ہیں انہوں نے جین مت کے تشخص کو بھی ختم کر دیا۔ جب مسلمان یہاں آئے تو مسلمانوں کا ایک تشخص بن گیا۔ ہندوؤں نے بڑی کوششیں کیں، لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ہم حربی اعتبار سے اس لشکر کو، اس اسلام کو روک نہیں سکے اور ان کے پاس ایک توانا نظام ہے، ایک توانا شریعت ہے، ایک توانا سرچشمۂ حقیقت ہے تو اب انہوں نے یہ پینترا بدلنا شروع کیا کہ محبت سے رہنا چاہیے، اکٹھا رہنا چاہیے۔

محبت میں رہنے سے، اکٹھا رہنے سے، جنگ و جدل سے پرہیز کرنے سے کس کو اعتراض ہے۔ لیکن اصل معاملہ کیا ہے کہ اس محبت اور صلح کی وجہ سے وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کا تشخص ختم ہو جائے اور یہ نعرے الاپنے شروع کیے "رام اور رحیم ایک ہیں"۔ ان میں تو کوئی فرق نہیں ہے۔ جسے تم رحیم کہتے ہو اسے ہم رام کہتے ہیں تو جب معبود حقیقت میں ایک ہے تو کیا ضرورت ہے ہم آپس میں تفرقے میں پڑیں اور آپس میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ نفرت کریں۔ بادی النظر میں بعض باتیں بڑی بھلی دکھائی دیتی ہیں، لیکن یہ اہل نظر جانتے ہیں ان کے پیچھے حکمت کیا ہے، ان کے پیچھے سازش کیا ہے، ان کے پیچھے معاملہ کیا ہے تو یہ ایک وہ ماحول تھا کہ جب ہندومت نے یہ دیکھا کہ ہم ان کو شکست نہیں دے سکتے تو انہوں نے کہا کہ نظریاتی طور پر مسلمانوں کو ہضم کریں اور وہ چیزیں جو مسلمانوں

Marfat.com

کے لیے فروغ کا باعث تھیں مثلاً تصوف میں ہر ایک سے محبت کرتے ہیں، تصوف کا یہ نقطۂ نظر وہ ہر ایک کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں اور وہ باتیں جو حال کی باتیں ہیں اور وہ باتیں جن کا تعلق دنیا کے نظام اور ظاہر کے فکر اور فلسفہ سے نہیں تھا بلکہ درویش کی حالت سے تھا، ہندوؤں نے ان چیزوں کا اظہار کرنا شروع کیا، انہوں نے کہا دیکھو! تمہارے بزرگ بھی محبت کی بات کرتے ہیں، واردات کی بات کرتے ہیں، ہم بھی اسی روحانی واردات کی بات کرتے ہیں تو ہمارے جو مذہب کے عناصر ہیں وہ بھی وہی ہیں جو تمہارے مذہب کے عناصر ہیں، ہم بھی تو محبت کی بات کرتے ہیں، ہمیں آپس میں تفریق کی ضرورت نہیں ہے۔

صلح کے اعتبار سے جیسا کہ میں نے کہا، کوئی بھی مسلمان یہ نہیں کہتا کہ ایک دوسرے سے لڑو، لیکن آپ جو دعوت صلح دے رہے ہیں اس کے پیچھے مقصد کیا ہے، دیکھئے کہ کفار مکہ کو، ایک دن جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان ہم سے رک نہیں رہے تو ان کو بڑی عجیب و غریب سازش سوجھی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر کہا آؤ صلح کر لیتے ہیں اور صلح کی شرط یہ ہے کہ ایک سال ہم آپ کے معبود کی پرستش کرتے ہیں ایک سال آپ ہمارے بتوں کی پوجا کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پیش کش کے جواب میں مسلمانوں کو کیا Moto دیا۔

قل یاایھاالکافرون. لا اعبد ما تعبدون. اور آخر میں فرمایا لکم دینکم و لی دین .... یہ جو اعلان ہے یہ کیا ہے یہ اس سازش کا جواب ہے یہ کفر کی سازش ہے جو کفارِ مکہ کو بھی سوجھی لیکن، کیوں کہ وہاں پر وحی الٰہی آ رہی ہے اور رسول اللہ ﷺ خود موجود تھے۔ ایک تجویز سے زیادہ اس سازش کا کوئی بھی اثر نہیں ہو سکا۔ وہ ایک تجویز ہی رہی۔ لکم

Marfat.com

دینکم ولی دین کہہ کر نبی کریم ﷺ نے اس کی حتمی تنسیخ فرما دی۔ اور اس کو اٹھنے سے پہلے ہی نابود کر دیا، لیکن برصغیر کے ماحول میں ہندوؤں کو جب بھی یہ موقع ملا ہے وہ اس حربے کے ذریعے سے تہذیبوں اور مذاہب کو اپنے اندر ضم کرتے رہے تو جب یہ ماحول بننا شروع ہوا اور پھر اتفاق یہ ہوا کہ برصغیر پاک و ہند میں اکبر جیسا ایک شخص مملکت میں آ گیا اب یہاں ایک تو یہ افکار غالب آ رہے تھے۔ ایک تہذیب میں شروع میں مضبوط لوگ ہوتے ہیں آہستہ آہستہ تنظیم میں دڑار پڑنی شروع ہو جاتی ہے اور کمزور لوگ آ جاتے ہیں، شروع میں آنے والے لوگ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو ان چیزوں کو سمجھتے تھے بعد میں آنے والے دور میں بھی بڑے مضبوط صوفیاء تھے، لیکن ہر شخص جو تصوف سے وابستہ ہو جاتا ہے یا علم سے وابستہ ہوتا ہے یا شریعت سے وابستہ ہو جاتا ہے وہ ضروری تو نہیں کہ وہ نظام الدین اولیاؒ اور امام غزالیؒ ہو ہر شخص کی اپنی ایک سطح ہوتی ہے اور ایک تہذیب جب مغلوب ہو جاتی ہے تو اس کے بعد وہ اپنی قوتوں کو مجتمع کرتی ہے وہ بھی جوابی کاروائی کا کوئی نہ کوئی راستہ ڈھونڈتی ہے۔ ہندو کو یہ موقع ملا کہ اکبر کے زمانے میں انہیں ماحول سازگار لگا، خارج سے بھی ملا، خارج سے سازگار ماحول انہیں اس لیے ملا کہ اکبر کا والد ہمایوں شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر ایران چلا گیا اور جب اس کی ایران واپسی ہوئی۔ اکبر اس زمانے میں نوعمر تھا، وہ بہت سے ایرانی اثرات بھی اپنے ساتھ لے کر آیا۔ بہت سے ایرانی امراء بھی اس کے لشکر کے ساتھ آئے، برصغیر پاک و ہند میں اتفاق سے اس خطے میں ایک برکت یہ حاصل ہوئی کہ جو مسلمان صوفی یہاں پر تشریف

Marfat.com

لائے وہ مسلمان صوفی ایک تو سنی تھے اور تصوف میں سنت کے علاوہ تو کوئی تصور نہیں ہے۔ آپ اکابر صوفیاء کی کتابیں دیکھئے انہوں نے اس بات کو طے کر دیا ہے کہ تصوف کو اہل سنت و جماعت سے ہی وابستہ رہنا ہے۔ حارث محاسبی کی الرعایت فی حقوق اللہ دیکھیے، حضرت جنید بغدادیؒ کی تشریحات دیکھیے۔ داتا گنج بخشؒ کی کتاب دیکھیے، ابو طالب مکیؒ کی قوت القلوب دیکھیے، ''تعرف'' (امام ابو بکر کلاباذی) دیکھیے، تصوف کا کوئی بھی مزاج اہل سنت و جماعت سے ہٹ کر نہیں ہے۔ تصوف کا کوئی بھی مشرب اہل سنت و جماعت سے ہٹ کر نہیں ہے اور صوفیاء کے سلاسل اہل سنت و جماعت کے علاوہ کہیں اور ہوتے بھی نہیں۔ ایک تو سارے صوفیاء سُنی اور پھر اللہ کا ایک تکوینی نظام ہے کہ صوفیاء کرام جو برصغیر میں تشریف لائے، حضرت داتا گنج بخشؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اور بہاء الدین ذکریاؒ یہ تمام کے تمام حنفی تھے۔ اکبر کے دور تک اسلام کا جو مزاج برصغیر میں متعارف ہوا وہ ایک تو تصوف کے حوالے سے تھا اور دوسرا حنفیت کے حوالے سے، اس لئے کوئی دراڑ برصغیر میں پڑی ہی نہیں۔ سلاطین دہلی کے سارے زمانے میں کوئی اور مکتبہ فکر برصغیر میں تھا ہی نہیں اگر کوئی صوفی نقطہ نظر سے ہٹ کر آیا تو صوفیوں کا جو رویہ ہوتا ہے، اور جو صوفیوں کا نقطہ نظر ہے وہ دوسروں سے بالکل ہی مختلف ہوتا ہے۔

میں ساتویں ہجری میں آنے والے ایک درویش حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک بڑا معنی خیز واقعہ آپ کے سامنے بیان کروں گا جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ صوفی کتنے عقلمند اور کتنے دانا لوگ ہیں۔ حضرت شاہ ہمدانؒ وسطی ایشیاء (Central Asia) سے آئے اور خاص طور پر کشمیر میں انہوں نے تبلیغ اسلام کی ضرورت کو محسوس کیا

Marfat.com

اور تبلیغ اسلام کا ایک سلسلہ انہوں نے کشمیر میں منضبط کرنا چاہا۔ حضرت شاہ ہمدانؒ اکیلے نہیں آئے بلکہ ان کے ساتھ 100 جلیل القدر علماء، مبلغ اور صوفی تھے۔ اتفاق کیا تھا کہ شاہ ہمدانؒ کے ساتھ آنے والے شافعی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت شاہ ہمدانؒ جب کشمیر آئے اور حالات کا جائزہ لیا۔ کشمیر میں غالب اکثریت مسلمان نہیں تھی لیکن اسلام کا ابتدائی تعارف کشمیر میں ہو چکا تھا اور وہ حضرت عبدالرحمٰن سہروردیؒ کے ذریعے سے ہوا، جنہیں کشمیری پیار سے ''بلبل شاہ'' کہتے ہیں۔ ان کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے اور سہروردی سلسلے کے حنفی صوفی ہیں۔ شاہ ہمدانؒ نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔ وہ دین کے معاملات پر راسخ ہیں انہیں دین کا ایک ابتدائی تعارف بھی ہے اور وہ حنفی لوگ ہیں اور آپ دیکھئے کہ شاہ ہمدانؒ نے کتنا دانشمندانہ قدم اُٹھایا، انہوں نے اپنے مبلغین کو بلایا اور کہا کہ دیکھو ایک بات یاد رکھو کہ ہم کشمیر میں اسلام پھیلانے کے لیے آئے ہیں شافعیت پھیلانے کے لیے نہیں آئے۔ ہم یہاں شافعی مسلک کی ترویج کے لیے یا شافعی فقہ کو رائج کرنے کے لیے نہیں آئے، یہاں پر ہم اسلام کو پھیلانے کے لیے آئے ہیں۔ برصغیر میں اسلام کا تعارف ہو چکا ہے اور وہ حنفی صوفیوں کے ذریعے سے ہوا ہے اگر اب تم لوگوں کو شافعی طریقہ سکھاؤ گے تو لوگوں میں اضطراب پیدا ہو جائے گا۔ ذہنوں میں Confusion پیدا ہوگی۔ بلبل شاہؒ کے مرید کہیں گے کہ ہم ٹھیک ہیں، تمھارے پیروکار کہیں گے کہ ہم ٹھیک ہیں۔ ایک بحث شروع ہو جائے گی، جس کا کوئی جواز نہیں، چنانچہ تم یہاں اسلام کا تعارف کرواؤ گے۔ شافعیت کا تعارف نہیں کرواؤ گے۔ جو بھی تمھاری تبلیغ سے مسلمان ہوگا اسے تم نے عمل کا جو طریقہ سکھانا ہے، شافعی مکتبۂ فکر سے نہیں سکھانا، بلکہ

Marfat.com

اسے حنفی مکتبۂ فکر سے سکھانا ہے۔

تو یہ دیکھئے آج تو اس پر لوگوں نے بحثیں شروع کیں ہوئی ہیں بے مقصد قسم کی، جس شخص کو اصولوں کا بھی پتا نہیں ہوتا وہ بحث کرنے لگتا ہے کہ رفع یدین کیوں نہیں کر رہے، آمین اونچی نہیں کہہ رہے، ایک رخنا ڈالا ہوا ہے لوگوں میں تبلیغ کے نام پر۔ اصولوں کا کوئی پتہ نہیں، حدیثوں کا کوئی پتہ نہیں، صحیح اور غریب کا کوئی فرق پتہ نہیں اور سلسلہء اسناد کا کوئی پتہ نہیں، فقہ کی بنیادی باتوں کا پتہ نہیں اور بحث کر رہے ہیں۔ آپ ملاحظہ فرمایئے کہ شاہ ہمدانؒ کس قدر ذہین انسان ہیں۔ ساتویں ہجری میں اگر وہ اپنے مبلغین کو نصیحت نہ کرتے، تو جو یہاں پر بحثیں تیرہویں صدی میں شروع ہوئی ہیں، وہ ساتویں صدی ہجری سے شروع ہوگئی ہوتیں۔ لیکن صوفی کا شعور دوسروں سے بالکل مختلف ہوا کرتا ہے، تو شاہ ہمدانؒ نے کہا کہ شافعی مسلک کی بات نہیں کرنی اسلام میں لوگوں کو داخل کرنا ہے اور طریقہ عبادات کا سکھانا ہے حنفی طریقے کے مطابق، تو برصغیر کی تاریخ کو شروع میں جو ایک بہت بڑا اعتماد ہوگیا اور اس تاریخ پر اللہ کی طرف سے ایک رحمت نازل ہوئی کہ یہاں مختلف طرح کے لوگ نہیں آئے، حنفی آئے۔ لیکن جب ہمایوں ایران سے واپس آیا تو بہت سے ایرانی امراء اس کے ساتھ آئے اور برصغیر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ مباحث بھی شروع ہوئے کہ اسلام کے اندر مختلف قسم کے مکتبۂ فکر ہیں۔ ان کے مباحث ہیں ان کے مؤقف ہیں اور ان لوگوں کو جہاں جہاں موقع ملا۔ انہوں نے اپنے اثر و رسوخ کو دربار کے ذریعے سے نافذ کرنے کی کوشش بھی کی۔ مختلف امراء اور مختلف ریاستوں کی تاریخ میں ایک آمیزش اندر سے شروع ہوئی اور پھر اتفاق سے اکبر بالکل ہی جاہل تھا۔ اس نے اپنی لگام بہت سے فتنہ

Marfat.com

پرور لوگوں کے ہاتھ میں دے دی تھی، پھر اسے شوق بھی بہت تھا، تجسس بھی بہت تھا کہ مختلف مکتبۂ فکر کیا ہیں۔ اس نے کہیں سے عیسائیوں کو بلایا ان سے بھی سنا، ہندوؤں کو اس نے اپنے دربار میں بلایا۔ شروع میں میں نے کہا کہ روایت آگے بڑھتی ہے تو اس میں بہت سے حریص و موقع پرست لوگ بھی آجاتے ہیں۔ شروع کے جو مبلغ تھے وہ تو خلوص سے آئے تھے، اور بعد میں آنے والوں میں بہت سے وہ تھے جنہیں یہ احساس تھا کہ پڑھنے لکھنے سے منصب مل جاتا ہے، رسائی حاصل ہوتی ہے، علم کے ذریعے سے معاشرہ میں دھاک بٹھائی جاسکتی ہے تو ایسے لوگ بھی دربار میں آگئے اور ایک معجون مرکب اکبر کے دربار میں بن گئی اور وہ شخص ان پڑھ تھا لیکن خود کو عقلمند سمجھتا تھا۔

وہ ایک زمانہ جس میں ہندومت دوبارہ طاقت پکڑ رہا تھا اور اس سازش میں آمادہ تھا کسی طرح ہم مسلمانوں کو ہندوؤں میں ضم کر لے۔ مسلمانوں کے اندر مختلف قسم کے مکاتب فکر وجود میں آگئے اور دکن میں ایک تحریک مسلمانوں میں اٹھی، جسے مہدوی تحریک کہتے ہیں، سید محمد مہدی جونپوری کی شخصیت منصۂ شہود پر آئی جس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور اسی طرح ایران میں مختلف قسم کے افکار کی تشکیل ہوئی۔ ایران میں اس زمانے میں ''الفی تحریک'' ابھری، اس کا تصور یہ تھا کہ اسلام کو ہزار سال ہو گئے ہیں اب ہزار سال کے بعد اسلام کی تعبیر جدید کی ضرورت ہے۔ یہ باتیں جب اکبر کے دربار میں آئیں تو اس کو جاہ پسندوں اور موقع شناسوں نے باور کرایا کہ اسلام کو ایک ہزار سال ہو چکے ہیں، اب اس کی نشاۃ ثانیہ کی ضرورت ہے، اب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی ضرورت نہیں رہی، ان کی معنویت معدوم ہو چکی ہے، وہ کمزور ہو چکی ہے۔ کسی نئی شخصیت کی ضرورت ہے جو

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکامات کو ایک نئے انداز میں لوگوں تک پہنچائے اور وہ شخص جسے اللہ نے سلطنت دی ہے جسے اللہ نے اقتدار دیا ہے اور وہ بڑا دانا و بینا شخص بھی ہے اس سے بڑھ کر کون اس مقام کا مستحق ہے کہ جو اس کے خیال میں بات آئے وہی شریعت ہو اور وہی قانون ہو تو انہوں نے اکبر کو یہ باور کرایا کہ جو آپ کہہ دیں وہی حکم الٰہی ہے۔ بادشاہ اس کائنات میں ظل الٰہی ہے اور آپ اکبر ہیں اور خلیفۃ اللہ ہیں اور آپ اب اس زمین پر اللہ کی منشا اور اللہ کے احکام کو نافذ کرنے والے ہیں، یہ ایک فتنہ ہزار سال کے ختم ہونے کے بعد برصغیر میں رونماء ہوا، اس کے پیچھے بھی ایک ذہنیت ہندوؤں کی قائم تھی جو کام کر رہی تھی تا کہ پہلے مرحلے میں مسلمانوں میں رسول اللہ ﷺ کی وابستگی کو کمزور کیا جائے اور ان کے بعد انہیں علم تھا، کہ اکبر نظریاتی اعتبار سے، عملی اعتبار سے اتنا مضبوط انسان نہیں ہے اگر آج مسلمانوں کی، دین الٰہی کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ سے نسبت کمزور ہو گئی تو کل کو پھر آہستہ آہستہ ہم انہیں تصور توحید سے بھی ہٹا لیں گے اور اسلام کی دیگر جو اچھی چیزیں ہیں ان سے بھی ہٹا لیں گے اور جس طرح بدھ مت ہندوستان میں ختم ہو گیا اسی طرح ہم مسلمانوں کو بھی ہندوستان سے ختم کر دیں گے۔ تو یہ ایک ماحول تھا جسے اختصار سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہ پورا پس منظر یہاں بیان کرنا ضروری ہے تا کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کام کی معنویت کو ہم آشکار کر سکیں اور یاد رکھیں وہ مجدد الف ثانی ہیں، ہزار سال کے مجدد ہیں اور وہ فتنے جو اس زمانے میں اور اس دوسرے ہزار سال میں شروع ہوئے تھے وہ آج بھی مختلف انداز میں وہ فتنے مسلمانوں میں ڈالے جا رہے ہیں اور ہمارے ماحول اور معاشرے

Marfat.com

میں دیکھے جا رہے ہیں۔ ان فتنوں کی معنویت جہاں پر مسلم معاشرے میں اپنا سر اٹھاتی ہے تو جس انداز سے، جس فکر سے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے دور میں ان کی سرکوبی کی ان کی بیخ کنی کی، وہی اسلوب اختیار کرنا چاہیے۔ فکر مجدد پرانی نہیں ہوگئی ہے بلکہ یہ جو ہزار سال ہم گزار رہے ہیں اس کے روحانی مقتداء اور روحانی پیشوا تو مجدد الف ثانیؒ ہیں۔ لہٰذا اس پورے دور میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی فکر ہی ہماری رہنما ہوگی اور ہماری مقتدا ہوگی اور اسی کے ذریعے سے ہم اس فتنے کی بیخ کنی کر سکتے ہیں۔

تو یہ وہ حالات تھے اور اس میں ایک بڑی دلچسپ بات دیکھیے کہ میں نے عرض کیا تھا کہ جس طرح کا دور ہوتا اس قسم کے سلاسل کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک درویش جس کا اسم گرامی ہے شیخ عبدالاحد سرہندیؒ، انہوں نے ایک دن اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا کہ "برصغیر کا ماحول اور ہندوستان کی یہ مذہبی صورت حال اب اس امر کا تقاضا کر رہی ہے کہ اس خطے میں نقشبندی صوفیاء کا فیض آنا چاہیے"۔ یہ دعا کرنے والے کون ہیں حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس درویش کے خلوص کو قبول فرمایا ایک بڑی جلیل القدر عبقری شخصیت اور نقشبندی صوفیاء میں ایک ممتاز نام حضرت باقی باللہؒ کابل سے دہلی تشریف لے آئے اور دیکھئے کہ حضرت شیخ عبدالاحد سرہندیؒ کا خلوص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس طرح قبول ہوا کہ شیخ عبدالاحدؒ سرہندی کے بیٹے، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ، حضرت باقی باللہ کے مرید ہوئے اور ان کے خلیفہ ہوئے اور نقشبندی سلسلے کے فیض کا فروغ جو شیخ عبدالاحد سرہندی برصغیر میں چاہتے تھے اس کا باعث خود ان کے بیٹے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ ثابت ہوئے

Marfat.com

، ملاحظہ فرمایئے کہ درویش کی نظرِ بصیرت دیکھتی ہے، کہ نقشبندی سلسلے کی ضرورت تھی، اس لیے کہ جو مسلمانوں کا ایک تصور تھا محبت کا اور وحدت کا، جو تصور تھا وہ وحدت ادیان کا تصور نہیں تھا، وہ تصور ایک خلوص ومحبت تھا، اس خلوص ومحبت سے اب ایک ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی جارہی تھی کہ ہندو مسلم آپس میں ضم ہو جائیں، یہ تعینات ختم ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کا تشخص غائب ہو جائے۔

نقشبندی سلسلے کا مزاج یہ ہے کہ وہ سب سے زیادہ اہمیت ظاہری شریعت کو دیتے ہیں، اور مسلم تشخصات پر کہیں بھی اور کسی صورت میں Compromise نہیں کرتے، یہ نقشبندی سلسلے کا تشخص ہے۔ برصغیر کے اس ماحول کو ضرورت ان درویشوں کی تھی کہ جو نبی کریم ﷺ کی سنت اور اس کی اہمیت کو پوری طرح اجاگر کریں۔ اسلام کی اہمیت کو پوری طرح آشکار کریں اور یہ چیز حضرت بہاء الدین نقشبندؒ کے سلسلے میں بدرجہ اتم موجود تھی یہ ان کا نشانِ امتیاز تھی۔ اس لئے شیخ عبد الاحد سرہندیؒ نے اللہ کے حضور میں دعا کی کہ برصغیر پاک وہند کو نقشبندی سلسلے کے فیضان کی ضرورت ہے۔ صوفیوں میں کوئی تعصب نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ عبد الاحد سرہندیؒ حضرت عبد القدوس گنگوہیؒ کے مرید ہیں اور حضرت عبد القدوس گنگوہیؒ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی طرح ان کے بڑے گہرے تعلقات کیتھل شریف کے خانوادہ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ ان کے صاحبزادے حضرت شاہ سکندر کیتھلی سے بھی تھا، لیکن صوفیوں میں کوئی تعصب نہیں ہوتا، صوفیوں میں جو سلاسل ہوتے ہیں وہ اپنا اپنا کردار ادا کرنے کے لیے ہوتے ہیں، یہ کوئی فرقے نہیں ہوتے۔ صوفی اس چیز کو سمجھتے ہیں۔ قادری کوئی فرقہ نہیں ہے، چشتی کوئی فرقہ نہیں ہے، نقشبندی کوئی

Marfat.com

فرقہ نہیں ہے، سہروردی کوئی فرقہ نہیں ہے، شاذلیہ کوئی فرقہ نہیں ہے، مولویہ کوئی فرقہ نہیں ہے، رفاعیہ کوئی فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ اللہ سے قربت کے مزاج ہیں اور یہ اسلام دین فطرت ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو علیحدہ علیحدہ ذوق دیا ہے۔ اقبال نے کیا خوبصورت بات کہی ہے۔

کبھی حیرت کبھی مستی کبھی آہ سحر گاہی
بدلتا ہے ہزاروں رنگ میرا درد مہجوری

انسان کی اللہ سے وابستگی کی کیفیت مختلف ہوتی ہے، رسول اللہ کے صحابہ کو دیکھئے نا، ہر شخص کا اپنا مزاج ہے، ہر صحابی کا اپنا مزاج ہے اور رسول اللہ ﷺ کا چشمہ صافی وہ ہے کہ ہر ایک کو اپنے مزاج کا آب شیریں وہاں سے میسر آجاتا ہے، یہ رسول اللہ کی جامعیت ہے، دیکھو نا کسی کو میٹھا پسند ہے، کسی کو تلخی پسند ہے، کسی کو ترشی پسند ہے، کسی کو کھٹا میٹھا پسند ہے، تو ہر شخص کا ایک مختلف ذوق ہوتا ہے نا اور مختلف Taste ہوتا ہے۔ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے سرکس کی تنی ہوئی رسی نہیں بنا کر بھیجا کہ ساروں نے ایک ہی انداز سے چلنا ہے، اسلام کو دین فطرت بنا کر بھیجا، اسلام کی طبعیت میں تنوع ہے، اسلام ایک ایسا سرچشمہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے ذوق کا پانی ملتا ہے، تو یہی تصوف کے سلسلے ہیں، تصوف کے سارے سلسلوں میں صحابہ کرام کی طبعیتوں کے راز پنہاں ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کے معرفتوں کے راز پوشیدہ ہیں اور یہ اسلام کا نشانِ امتیاز ہے، تصوف کے سلاسل کیا ہیں، اسلام کے دین فطرت ہونے کا اعلان ہے، یہ کوئی فرقے نہیں ہیں، یہ کوئی جھگڑے کی بنیاد نہیں ہیں بلکہ یہ اس امر کا اظہار ہے کہ جس کا جس طرح کا بھی ذوق ہو اسے اس ذوق کے مطابق اللہ تک پہنچنے کا راستہ مل جاتا

Marfat.com

ہے۔

تو ایک ہے، کسی شخص کا انفرادی ذوق، بعض اوقات ماحول اور معاشرے کا ایک رویہ بن جاتا ہے، اس وقت ماحول اور معاشرے کا جو رویہ تھا، اسلام کے خلاف جو سازشیں ہورہی تھیں، اس ماحول اور رویے میں جس سلسلے کی ضرورت تھی، وہ تھا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی لوگ اپنے سلسلے چھوڑ دیں گے یا باقی سلسلے اس میں ضم ہو جائیں گے نہیں۔ بلکہ جب ایک غالب شخصیت، ایک توانا شخصیت جب اپنی فکر کا اظہار کرتی ہے تو سارے لوگ ضرورت کے مطابق اس سے اپنا اپنا حصہ وصول کرتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اسی طرح ایک بڑی شخصیت جب پیدا ہوتی ہے، ایک توانا فکر جب آتی ہے تو فکر کے جتنے بھی دائرے ہیں وہ اس کے مرکزی مزاج سے فیضان حاصل کرتے ہیں اور اپنے اپنے ضعف کو اس سے حرارت اور توانائی لے کر دور کر لیتے ہیں۔ اس دور میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجدد الف ثانیؒ جیسی بھرپور اور توانا شخصیت کو برصغیر میں پیدا کیا اور یہ اتنی توانا شخصیت ہے کہ جو صرف سو (۱۰۰) سال کے مجدد نہیں ہیں، بلکہ ایک ہزار سال کے مجدد ہیں۔ ۱۰۰ سال کے مجدد اور ہزار سال کے مجدد میں وہی فرق ہونا چاہیے جو (۱۰۰) اور ہزار (۱۰۰۰) میں ہوتا ہے۔ سادہ سی بات یہی سمجھیئے۔ سو اور ہزار میں جتنا فرق ہے اتنا ہی فرق سو اور ہزار سال کے مجدد میں ہے اور ہونا چاہیے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اس دور میں ظہور پذیر ہوئے۔

آپؒ کی شخصیت اتنی وسیع ہے، کہ ایک نشست میں اُس پر کوئی بھی روشنی نہیں ڈال سکتا۔ آپؒ نے جب یہ محسوس کیا کہ یہ الفی تحریکیں رسول اللہ ﷺ سے وابستگی کو کمزور کرنا چاہتی

Marfat.com

ہیں، تو ''اثبات النبوۃ'' کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا اور مکتوبات میں آپ نے جا بجا اس تصور کو راسخ کیا کہ جناب رسالت مآب کی محبت اور جناب رسالت مآب کی اطاعت سے ہٹ کر اور کوئی راستہ اسلام کا راستہ نہیں ہے، آپ دیکھیے بعد میں یہ فتنے، قادیانی فتنہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت دلوں سے کمزور ہو جائے، اہلسنت کے متوازی فرقے برصغیر میں ڈیڑھ، دو سو سال میں پیدا ہوئے ہیں، ہر ایک کا بنیادی جو معاملہ ہے وہ کیا ہے کہ جناب رسالت مآب کی قدر دل سے کم ہو جائے اور حضور کی یہ عظمت نہیں ہے، کوئی کہتا ہے حضور کو چھوٹا بھائی سمجھو، کوئی کہہ رہا ہے حضور کو یہ نہیں پتا، حضور کو وہ نہیں پتا، حضور کو یہ اختیار نہیں ہے، حضور کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہے وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں، عقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے تو اس تناظر میں آپ دیکھیے کہ استعمار نے اور مسلم مخالف تحریکوں نے یہ اندازہ لگایا کہ اب توحید پر مسلمان صوفیوں نے مسلمان دانشمندوں نے اتنا کام کر لیا ہے کہ اس حوالے سے ہم مسلمان کو بھٹکا نہیں سکتے، راہِ راست سے ہٹا نہیں سکتے لہٰذا اب جناب رسالت مآب ﷺ کی شخصیت کو ہدف تنقید بنانے کی کوشش کی گئی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کتنی قد آور شخصیت ہیں، لیکن آپؒ نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کیا بلکہ چھوٹے چھوٹے سے معاملات میں بھی سنت رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ کی پاسداری کا اتنا گہرا درس دیا کہ لوگوں کو، پورے مسلم معاشرے کو بنیادی طور پر آپ ﷺ کی طرف متوجہ کیا۔ ایک واقعہ بظاہر چھوٹا سا لگے گا، ایک مرتبہ آپؒ کے داڑھ میں درد تھا، آپؒ نے ایک درویش کو کہا کہ لونگ لے آؤ، وہ آپؒ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے لونگ پیش کیا، آپ نے دیکھا کہ آٹھ دانے تھے تو آپؒ نے فرمایا کہ ہمارے اس درویش میں

Marfat.com

اتنا بھی ادراک نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو طاق عدد پسند ہے۔ یہ سات دانے لے کر آتا یا نو دانے لے کر آتا۔ یہ صوفی ہیں یہ درویش ہیں۔ صاحب علم ہیں یہ آٹھ دانے کیوں لے کر آئے۔ آپ یہ دیکھئے کتنی لطافت اور کتنی باریکی ہے کہ لونگ کے دانے ہمارے ہاتھ پر کوئی رکھ دے تو ہم اسے داڑھ میں رکھ لیں گے۔ ہم نے کبھی گننے کی کوشش کی کہ کتنے ہیں؟ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی وابستگی رسولؐ میں کتنی گہرائی ہے کہ انہوں نے لونگ کے دانوں کو بھی شمار کیا۔ سنت عدد کے مطابق آئے ہیں یا نہیں آئے۔ بہت سی مثالیں ہیں آپ کے اس ماحول میں بیان ہوتی رہتی ہیں، تو اس سے آپ اندازہ لگائیں جو کہ ایک باریک ترین اور چھوٹی سی مثال ہے اور یہ حقیقت میں چھوٹی بات نہیں ہے کہ جو رسالت مآبؐ کی سنت کو اس حد تک پیش نظر رکھتے ہیں کہ انہیں لونگ کے دانے بھی جفت عدد میں پسند نہیں آئے، اندازہ لگایئے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت کا ابلاغ اور اظہار انہوں نے کس وابستگی سے کیا ہوگا۔ آج دیکھے کہ یہی ایک جذباتی نقطۂ نظر ہے۔ اس وقت تو وہ کہہ رہا تھا ضرورت نہیں رہی اب ایک نئے ہزار سال کے بعد شخصیت کی ضرورت ہے، تو آج بھی دیکھئے، شخصیت تو کوئی بھی اس طرح کی ہو نہیں ہو سکتی نا، کوئی ضروری نہیں کہ کوئی جلال الدین اکبر جیسا شخص ہر شخص کو مل جائے اور وہ ان کی باتوں میں آجائے تو آج کیا حربہ استعمال کیا گیا ہے کہ توحید کے تصور کو راسخ کرو......رسول اللہ ﷺ کو اتنا نہ بڑھا دو کہ توحید کا تصور مسخ ہو جائے۔ یہ کیا بات ہے، یہ صرف ایک propaganda ہے، یہ صرف ایک سازش ہے، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والا کوئی شخص بھی توحید کے تصور کو ثانوی حیثیت دے ہی نہیں سکتا۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت ہی وہی کرے گا جس کا ایمان ہوگا......

Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ...... رسول اللہ ﷺ کی محبت کس طرح توحید کے تصور کو پس منظر میں دھکیل سکتی ہے جب کہ خود رسول اللہ ﷺ واضح طور پر ارشاد فرما گئے ہیں کہ مجھے اپنی امت سے شرک کا کوئی اندیشہ نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کام کی بڑی نمایاں خصوصیت کہ انہوں نے ماحول اور معاشرے کو جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ کیا اور آج بھی آپ اگر دیکھیں گے اپنے دور میں دیکھیں گے جتنے فتنے ہیں اس حوالے سے پنپ رہے ہیں۔ اسی حوالے سے مسلمانوں کو مغالطے کا شکار کیا جا رہا ہے۔ بقول اقبال۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

آج کوشش ہی استعمار کی یہی ہے کہ مسلمانوں کے بدن سے روح محمدؐ نکال دی جائے تو درویش وقت کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہیں، صدر اوّل کے صوفیہ نے جس طرح خشیت الٰہی اور محبت الٰہی کو اپنا نشان امتیاز بنایا، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنا امتیاز نشان محبت رسول اور اطاعت رسول کو بنایا۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ ''میں اللہ کی عبادت اس لیے کرتا ہوں کہ وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا رب ہے''۔ یہ ایک جذباتی بات نہیں تھی، یہ ایک بڑی شعوری بات ہے کیوں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں اس وقت سازش یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی شخصیت کو پس منظر میں دھکیلا جائے، وہ اس چیز کو سمجھتے تھے۔ اس لیے انہوں نے اپنی توحید کا اعلان بھی اسی حوالے سے کیا کہ میں اللہ کو اپنا معبود اس لیے مانتا ہوں کیونکہ وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا پروردگار ہے۔ وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا پیدا کرنے والا ہے۔ آپؒ نے اس قول کی اپنے مکتوبات میں

Marfat.com

بڑی وضاحت فرمائی ہے۔ یہی اس دور کا تقاضا ہے، قرون اولی کے صوفی اللہ کی محبت میں مستغرق ہوتے تھے اور اس کا علان کرتے تھے۔ آج کا صوفی بھی اللہ سے محبت کا انکار تو نہیں کرتا لیکن پہلے دور کے صوفیہ کے Concepts کلیئر تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اللہ اور رسولؐ کی محبت الگ الگ نہیں ہے۔ آج کے دور میں یہ تفریق کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ اللہ کی محبت الگ ہے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت الگ ہے۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کام کا نقطہ اوّل یہی ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ سے وابستگی رکھو۔ حضور ﷺ کے طفیل ہی دین ہے، حضور کے طفیل ہی دنیا ہے، تمام کیفیات روحانیہ اس شریعت کی برکت سے ہیں، جو رسالت مآب لے کر آئے ہیں۔ جناب رسالت مآب ﷺ کی شریعت پر اگر تم محکم نہیں رہو گے تو تمہاری کوئی بھی روحانی و باطنی کیفیت اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ یہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیم ہے اور یہی آج کے دور کا تقاضا بھی ہے۔ اس بات کو شعوری سطح پر اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

دوسری اہم بات جو آج کے دور میں نظر آرہی ہے وہ ہے وحدت ادیان کا تصور آپ دیکھیں گے کہ آئندہ پندرہ بیس سالوں میں اس تصور پر مسلمانوں کو بہت شدت سے لانے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر آج آپ اپنے میڈیا کے رنگ ڈھنگ ملاحظہ کریں، یہ کوشش بڑی شدت سے شروع ہو چکی ہے یہ کوشش کیا ہے؟ یہ وحدت ادیان کی کوشش ہے، حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دور میں یہی کوششیں دوسرے ہزار سال میں شروع ہوئیں۔ آج بھی یہ کوششیں مختلف رنگ بدل بدل کر آتی ہیں، جیسا کہ میں نے وہ قول سنایا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دور میں کہا گیا ''رام اور رحیم میں کوئی فرق نہیں ہے'' مجدد الف ثانیؒ نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا کہ فرق کیوں نہیں ہے، رحیم اللہ رب العزت کا نام ہے اور رام تمہارے نقطہ نظر سے ایک شخص ہے جو بھگوان کا اوتار ہے، ہندو مذہب میں اوتاروں کا ایک تصور ہے، وہ کہتے ہیں کہ بھگوان مختلف انسانوں کی شکل میں وقتاً فوقتاً دنیا میں آتا رہتا ہے، وہ رام اور کرشن کو وشنو کا اوتار سمجھتے ہیں کہ وہ انسانی روپ میں آیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کہا رام و رحیم میں فرق ہے، رحیم وہ ہے جو اللہ رب العزت ہے۔ رام وہ ہے جو انسانی شکل وصورت میں انسانی معاشرے میں رہا، جس نے شادیاں کی ہیں، بچے پیدا کیے ہیں، ان کی داستانیں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ رب العزت کسی انسان کی مثل ہو جائے، اس میں فرق ہے۔ آج بھی آپ دیکھیے آپ میڈیا کا کوئی چینل کھول کر دیکھ لیں ایک شور مچایا جا رہا ہے کہ ہماری گنگا جمنا تہذیب ہے، ہماری تہذیب ایک ہے، ہماری ثقافت ایک ہے۔ وہ اپنے تعارف کو مانجوداڑو سے شروع کرنا چاہتے ہیں کہ ہم لوگ تو بالکل ایک ہیں، یہی وہ سازش ہے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دور میں ہو رہی تھیں اور آپؒ نے مسلم تشخص کو اجاگر کیا۔ یہی وہ پینترا ہے جو مختلف حوالوں سے بدل بدل کر آج رہا ہے اگر یہی بات تھی تو پاکستان بنانے کی ضرورت کس لیے پیش آئی، آج آپ دیکھیے عجیب وغریب باتیں ہو رہی ہیں۔ وہ لوگ جن کا کوئی علمی قد کاٹھ نہیں، جن کی کوئی نظریاتی قدر و قیمت نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کرائے پر تبصرے کرنے والے ہیں، کوئی قائداعظم پر گفتگو کر رہا ہے، کوئی اقبال کے نظریات کے بارے میں گفتگو کر رہا ہے، تحریک پاکستان کے زمانے میں کیا ہو رہا تھا، اس وقت بھی بعض لوگ ممبروں پر بیٹھ کر کہتے تھے کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں، اور اس وقت بھی اقبال جیسے لوگ جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اپنا پیشوا قرار دے رہے تھے وہ کہہ رہے تھے نہیں

Marfat.com

ہندو الگ قوم ہے مسلمان الگ قوم ہے، قائداعظم کانگریس میں رہے اور کانگریس میں رہنے کے بعد ان پر ہندو ذہنیت کا راز اچھی طرح آشکار ہو گیا، وہ سمجھ گئے کہ یہ جوان ہندو مسلم بھائی بھائی کا ڈھکوسلہ ہے، یہ صرف فراڈ ہے اور اس دانا اور بینا شخص کو اللہ نے فہم عطا فرمایا کہ اس نے تحریک پاکستان کی قیادت سنبھالی اور مسلمانوں کو الگ وطن بنا کر دیا۔ اگر ہم اس میں مجدد الف ثانیؒ کے نظریات کو رائج نہ کریں تو یہ ہماری نالائقی ہے۔ اللہ نے تو ہمیں یہ دے دیا ہے۔ اگر ہم نے یہاں پر ان لوگوں کو غالب کر دیا، جو اس کے نظریاتی طور پر قائل ہی نہ تھے تو یہ ہماری نااہلی ہے۔ اللہ نے ہمیں یہ نعمت دی اور یہ نعمت یہ دو قومی نظریہ سب سے پہلے شد و مد کے ساتھ جس شخصیت کے ہاں نظر آتا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی ہیں، قائداعظم نے تو کہا تھا، پاکستان اسی وقت بن گیا تھا جب محمد بن قاسمؒ نے برصغیر میں قدم رکھا تھا، یہ بالکل بجا بات ہے لیکن جس شخصیت نے علمی اعتبار سے اور نظریاتی اعتبار سے اس حقیقت کو بڑا واضح کیا وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی یہ فکر آپ آج پوری دنیا میں دیکھئے، ابھی میرے دوست کہہ رہے تھے کہ مغرب میں تصوف پر بڑا کام ہو رہا ہے۔ میں انہیں کہہ رہا تھا بعض ادارے تصوف کی خود ساختہ تعبیر رائج کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ آپ کے خیر خواہ نہیں ہیں وہ تصوف کے ذریعے سے وہی کام لینا چاہ رہے ہیں جو اکبر کے دور میں ہندوؤں نے لینے کی کوشش کی اور وہ کیا تھا کہ سب ایک ہیں، اپنا اپنا علیحدہ تشخص ختم کر دو، آج meditation ہے، روحانیت کی طرف، Mysticism (سرّیت) کی طرف لوگوں کو بلایا جا رہا ہے اور اس سے مراد کیا ہے کہ بس کچھ ذکر فکر کرو، کچھ محبت کی باتیں کرو، علیحدہ نماز پڑھنے کی علیحدہ چرچ میں جانے کی علیحدہ مندر میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں، اس سے کیا

Marfat.com

ہوگا، اکبر کا دین الٰہی جب رائج ہوا، سارا نزلہ مسلمانوں پر گرا، صرف ایک ہندو اکبر کے دین الٰہی میں داخل ہوا اور وہ بھی کون اس کا درباری مسخرا ''بیر بل''۔ جو ایک مزاحیہ کردار تھا، مسخرے کا کیا مذہب ہے کیا مسلک ہے۔ بیر بل کے علاوہ کوئی ہندو اکبر کے دین الٰہی میں داخل نہیں ہوا، جبکہ اکبر سے فائدہ اٹھانے والے سارے ہندو تھے، تو آج وحدت ادیان کی بات ہوگی نہ دوسرے لوگ اس طرح متعصب رہیں گے۔ کوشش کیا ہوگی کہ مسلمان، مسلمان نہ رہے۔ یہ وحدت ادیان کے نام پر کہ بھائی سارے انسان ہیں ان سے محبت کرو، سب انسانوں سے محبت کرنی چاہیے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ کا ذکر چھوڑ کر اور اپنا دین ترک کر کے دوسرے انسانوں سے محبت کرو۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے سارے انسانوں سے محبت نہیں کی، کیا صحابہ کرام نے کسی پر جبر کیا، کیا مسلمان صوفیوں نے کسی پر زبردستی کی۔ سب انسانوں سے محبت کی، مسلمان صوفیوں کے پاس ہندو بھی آتے تھے، سکھ بھی آتے تھے، عیسائی بھی آتے تھے، وہ سب سے محبت کرتے تھے لیکن محبت کرنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ اسلام کو چھوڑ دو کہ تب ہی محبت ہوگی نہیں اپنے اصولوں پر مستحکم رہو اور سب سے محبت کرو، مسلمانوں صوفیوں کا یہی طریقہ کار ہے۔ جسے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اجاگر کیا اور عصر حاضر میں بھی یہ فتنہ ختم نہیں ہوگیا، مجدد الف ثانیؒ وہ مبارک شخصیت ہیں جو ہمیں ایک نشان راہ دے گئے ہیں وہ ہمیں اس مشن کے تشخصات دے گئے ہیں آج بھی یہ فتنہ رنگ بدل بدل کر آرہا ہے، حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اس فکر کو بھی اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

آج ہم علمی اور نظریاتی اعتبار سے ایک اور المیہ کا شکار بھی نظر آتے ہیں۔ اہل سنت وجماعت میں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کی محبت کے حوالے سے کبھی بھی کوئی ابہام یا

Marfat.com

پیچیدگی نہیں رہی۔ خلفائے ثلاثہ کی فضیلت اور اہمیت کو ہمیشہ تسلیم کیا گیا اور اسے کبھی بھی محبت اہل بیت کے منافی نہیں سمجھا گیا۔ آج تصوف کے حلقوں میں اس حوالے سے بڑی ناگوار باتیں سننے میں آرہی ہیں۔ کچھ حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت راشدہ کو روحانی اور سیاسی حوالوں سے تقسیم کرنا شروع کردیا ہے۔ صوفیائے متقدمین کی تعلیمات میں اس قسم کی باتیں نظر نہیں آتیں۔ حضرت مجددؒ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں ان تمام معاملات کو انتہائی توازن سے پیش کیا گیا۔ بلکہ آپ نے شیخین کریمین، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہم کے فیضان باطنی اور اسرار روحانیت کی جس انداز سے تفہیم کروائی ہے شاید ہی کسی اور نے اس احسن انداز میں اسے بیان کیا ہو میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ کی تشریحات کے بعد اس موضوع پر بحث کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

آپ محبت اہل بیت کو خاتمہ بالایمان کے لیے نہایت ضروری قرار دیتے ہیں۔ اپنے والد گرامی مرتبت کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ہمیں محبت اہل بیت کی بڑی تلقین فرماتے اور اسے سلامتی ایمان کے لیے بنیادی بات قرار دیتے تھے۔ جب ان کا آخری وقت قریب آگیا اور دنیاوی معاملات سے ان کا احساس معطل ہونے لگا اور برزخی کیفیات شروع ہوگئیں تو میں نے اس عالم میں ان سے سوال کیا کہ جس محبت اہل بیت کی آپ بات کیا کرتے تھے۔ دنیا سے جاتے ہوئے آپ اس کا احساس رکھتے ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ الحمد اللہ میں محبت اہل بیت کا فیضان اپنی روح میں محسوس کررہا ہوں۔

آپ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے بعد امت میں فیضان روحانیت تقسیم کرنے کی ڈیوٹی حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ہے اور حضرت خاتون

Marfat.com

جنت رضی اللہ عنہا اور حسنین کریمین اس فریضہ میں آپ کے شریک ومعاون ہیں اور ان حضرات کے بعد غوثیت کبریٰ کا منصب ان کی اولاد پاک کے لیے مختص ہے۔ ائمہ اہل بیت کے بعد حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی اس منصب پر فائز و متمکن ہیں اور حضرت امام مہدی کے ظہور تک آپ کی غوثیت کبریٰ کا زمانہ ہے۔ امام مہدی غوثیت کبریٰ کے مقام کے وارث ہوں گے۔ اسی طرح روحانیت کا بالاتر مقام ہمیشہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک کے پاس رہے گا۔

فرماتے ہیں کہ میں محبت اہل بیت کی وجہ سے ختم شریف کا اہتمام کیا کرتا تھا۔ ایک بار مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی میں نے آپ کی خدمت میں ہدیہ نیاز پیش کیا، لیکن آپ نے التفات نہیں فرمایا مجھے تشویش ہوئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں توجہ نہیں فرمارہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر کھانا تناول فرماتا ہوں۔ جس نے مجھے راضی کرنا ہو وہ اپنا کھانا وہاں بھیجے میں سمجھ گیا کہ میں ختم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ کا اسم گرامی نہیں لیتا یہ بات نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو پسند نہیں ہے اس تربیت نبوی کے بعد میں نے ختم شریف میں امہات المومنین کا نام لینا شروع کردیا۔

حضرت مجدّد الف ثانی کی تعلیمات کا ایک اور اہم نظریہ جسے آج بھی پوری طرح شعور میں لانے کی ضرورت ہے۔ وہ ہے شریعت اور طریقت میں مطابقت، شریعت اور طریقت میں کوئی اختلاف نہیں اور نہ ہی شریعت مبارکہ سے روگردانی کرنے سے کوئی منزل روحانیت حاصل ہوتی ہے۔ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ تمام مجاہدہ، مکاشفہ ہیں اس لئے کہ شریعت مطہرہ کی حقانیت کا باطنی مشاہدہ ہوجائے اور اس کو اس کی حقانیت کی باطنی دلیل مل جائے

Marfat.com

۔آج محض کیفیات کو الگ کر کے پیش کیے جانے کا چلن پھر بڑھنے لگا ہے۔ایسے میں حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کا شعور اور ادراک بے حد ضروری ہے۔تصوف دین گریزی اور دین سے بالاتر ہو کر ایک باطنی سرمستی میں محو ہو جانے کا نام نہیں ہے بلکہ دین پر پورے ذہنی اور روحانی شعور اور ادراک سے کاربند ہو جانے کا نام ہے۔

سنت اور بدعت کے حوالے سے آج بڑی بحث وتکرار ہے اور مخاصمت کی فضا نظر آتی ہے اس معاملے میں حضرت مجدد الف ثانی کا موقف بڑا لطیف اور خوب صورت ہے۔آپ بدعت کے ساتھ "حسنہ" کی صفت کو پسند ہی نہیں فرماتے بلکہ ہر اچھے کام کو جس کی اصل نصوص سے ثابت ہو۔اسے سنتِ حسنہ کا تسلسل قرار دیتے ہیں۔یہ حدیث کے بہت ہی گہرے ادراک پر مبنی بات ہے یہ ایک بہت ہی صاحب مقام روحانی شخصیت ہی ایسی بات کر سکتی ہے، جسے نور نبوت کا فیضان اور تسلسل مختلف امور میں کارفرما اور جلوہ گر نظر آتا ہو۔

Marfat.com

Marfat.com

مقام اہل بیت:

حضرت مجدد کے افکار کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

Marfat.com

Marfat.com

مقام اہل بیت:

حضرت مجددؒ کے افکار کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

نبی کریم ﷺ سے نسبت رکھنے والی چیزوں سے عقیدت و محبت تقاضائے ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نے آپ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز میں جمال مصطفےٰ ﷺ کے جلوے دیکھ کر اس سے عقیدت کا اظہار کیا ہے عقیدت کا یہ اظہار صرف عقیدت ہی نہیں عقیدہ کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ آپ ﷺ کی ذات گرامی سے براہ راست فیض حاصل کرنے والے صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار سے عالم اسلام میں ہمیشہ سے احترام و تکریم کے جذبات پائے جاتے ہیں یہ نسبت رسول ﷺ کا احترام بھی ہے اور رسول ﷺ کی اتباع و اطاعت بھی ہے۔

اہل بیت تین طرح کے ہیں

(ا) اہل بیت نسب: ہاشمی خاندان (ب) اہل بیت سکنی: ازواج مطہرات

(ج) اہل بیت ولادت: آپ ﷺ کی اولاد

عمومی طور پر جب اہل بیت کہا جاتا ہے تو اس میں اہل بیت سکنی اور اہل بیت ولادت مراد ہوتی ہے اہل سنت کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کے فضائل و اعزاز کے ساتھ اہل بیت کے مناقب و کمالات پر بھی

ا۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۱۵

Marfat.com

روشنی ڈالی ہے۔ آپؒ نے ایک جگہ پر جملہ ''پس بہ محبت و مودت احق باشند'' لکھ کر قرآن کریم کی آیت قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ نقل کی ہے۔

اعتقادات کی جہاں بھی وضاحت کی وہاں صحابہ اور اہل بیت کا تذکرہ ضرور کیا۔ اہل سنت کے اعتقادات کی تائید اور دیگر کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

......اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور فضیلت اور صحابہ کی فضیلت ان سے پوشیدہ رہی اور رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کی محبت اور حضرت فاطمہ الزہرا کی اولاد کی دوستی سے محروم رہے، غرض وہ اس بڑی نیکی سے محروم کر دیئے گئے جو اہل سنت و جماعت نے حاصل کی۔'' [1]

اسی مکتوب میں مزید دونوں سے محبت و عقیدت رکھنے کی علت کو ان الفاظ میں، حدیث کی شرح کرتے ہوئے، بیان کیا ہے:

بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کرام کو ستاروں کی مانند قرار دیا ہے اور لوگ ستاروں سے رستہ معلوم کرتے ہیں اور اہل بیت عظام کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے تشبیہ دی ہے اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ کشتی کے سوار کے لیے ستاروں کی رعایت ضروری ہے۔

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۵۹

Marfat.com

تا کہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جائیں اور ستاروں کو مدنظر رکھے

بغیر نجات قطعی ناممکن ہے[1]

دفتر دوم کے مکتوب ۱۴۴ میں آپ نے حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حوالہ سے بہت سے اہم مباحث پر تحقیق فرمائی مگر ''خاتمہ'' کے عنوان سے اہل بیت کے فضائل بیان کیے ہیں جو اس طرف اشارہ ہے کہ اہل سنت کے اعتقادات کن بنیادوں پر استوار ہیں ۔ یہاں پر خاتمہ ملاحظہ فرمائیں ابن عبد اللہ المعروف بہ ابن عبد البرؒ سے روایت ہے کہ آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من احب علیا فقد احبنی و من ابغض علیا فقد ابغضنی و من اذی علیا فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ (الاستیعاب) ترجمہ:

جس نے حضرت علیؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے حضرت علیؓ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے علیؓ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے حق تعالیٰ کو ناراض کیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۵۹

Marfat.com

النظر الی علی عبادۃ (ترجمہ:)

حضرت علیؓ کی طرف (نظر محبت سے) دیکھنا عبادت ہے۔

(طبرانی وحاکم باد ستار حسن)

حضرت براءؓ ابن عاذبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ حضرت حسنؓ آپ ﷺ کے شانوں پر تھے اور اسی حال میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے تھے:

اللھم انی احبۂ فاحبۂ (ترجمہ:)

اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ

(بخاری ومسلم)

حضرت ابوبکرہ ثقفیؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور حضرت حسن کی طرف دیکھا فرمایا:

ان ابنی ھذا سیدو لَعَلَّ اللہان یصلح بِہٖ بین فئتین من المسلمین

(ترجمہ:)

بے شک یہ میرا بیٹا سردار ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے گا۔ (بخاری)

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ حضرت حسنؓ وحسینؓ آپ کی دونوں رانوں پر تھے تو آپؐ نے فرمایا:

Marfat.com

هذان ابنای و ابنا بنتی اللهم انی احبهما فا حبهما و احب من یحبهما

ترجمہ:

یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت فرما اور اس شخص سے بھی محبت کر جو ان دونوں سے محبت رکھے (ترمذی)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اہل بیت میں سے آپ ﷺ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ تو آپ نے فرمایا حسنؓ و حسینؓ سے (ترمذی)

مسعود بن مخرمہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول ﷺ نے فرمایا:

الفاطمة بضعةٌ منی فمن اغضبها اغضبنی و فی روایة یُریبُنی ما اَرَابَها و یوذینی ما اذاها

ترجمہ:

حضرت فاطمہ میرا ٹکرا ہے پس جس کسی نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور دوسری روایت میں ہے کہ جو چیز فاطمہؓ کو بری معلوم ہوتی ہے وہ مجھے بھی بری لگتی ہے اور جو چیز اس کو تکلیف دیتی ہے وہ مجھے بھی تکلیف دیتی ہے اور بری لگتی ہے۔

(بخاری و مسلم)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

فاطمة احب الی منک و انت اعزُّ علی منها (ترجمہ:)
فاطمہ مجھے تجھ سے زیادہ عزیز ہے اور تو اس سے زیادہ مجھے عزیز ہے (حاکم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بے شک عائشہؓ کی باری کے دن لوگ ہدیے اور تحفے بھیجا کرتے تھے جس سے ان کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رضا جوئی ہوتا تھا۔ نیز (حضرت عائشہ) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ازواج مطہرات دو گروہوں میں منقسم تھیں ایک گروہ وہ تھا جس میں حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت صفیہؓ اور حضرت سودہؓ تھیں اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہؓ اور باقی ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم تھیں۔ پس حضرت ام سلمہؓ کے گروہ نے حضرت ام سلمہؓ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کریں کہ آپ لوگوں سے فرمائیں کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ ہدیہ وہاں بھیج دیا کرے جہاں حضور تشریف فرما ہوں۔ چنانچہ ام سلمہؓ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کر دی۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا:

لاتوذینی فان الوحی لم یاتنی و انا فی ثوب امراۃ الا عائشة (ترجمہ:)
(اے ام سلمہؓ! اس بارے میں مجھے تکلیف نہ دے کیونکہ مجھ پر

Marfat.com

حضرت عائشہ کے سوا کسی بیوی کے بستر پر وحی نازل نہیں ہوئی)

حضرت ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ سبحانہٗ کی بارگاہ میں آپ کو تکلیف دینے سے توبہ کرتی ہوں......اس کے بعد ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہؓ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آپؑ نے جواب میں فرمایا:

یا بنیةُ الا تحبین ما اُحبُّ قالت بلیٰ قال فاحبی هذهٖ

اے میری بیٹی! کیا تو اس کو محبوب نہیں رکھتی جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ (حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو بھی اس (عائشہ) سے محبت رکھ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی پر رشک نہیں آیا البتہ حضرت خدیجہؓ پر رشک آتا ہے حالانکہ میں نے ان کو دیکھا نہیں، لیکن آنحضرتؐ اکثر ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور بسا اوقات آپ بکری ذبح کرتے اور اس کے ٹکرے ٹکرے کر کے حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو بھیجتے تھے تو آپ سے بہت دفعہ کہتی کہ شاید دنیا میں خدیجہؓ سے بڑھ کر کوئی عورت نہیں ہوئی؟ تو آپؐ فرماتے کہ خدیجہؓ میں یہ یہ خوبیاں تھیں نیز اس سے میرے اولاد ہوئی (بخاری ومسلم)

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

العباس منی و انا منه (ترجمہ:)

عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے (ترمذی)

حضرت ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ:

اشتد غضب الله علی من اذانی فی عترتی (ترجمہ:)

اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت غضبناک ہو جو میری عترت (اہل بیت)

کے بارے میں میری تکلیف کا باعث ہو۔ (دیلمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خیر کم خیر کم لاھلی من بعدی (ترجمہ:)

تم میں سے اچھا وہ شخص ہے جو میرے بعد میرے اہل بیت کے

ساتھ بھلائی سے پیش آئے (حاکم)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

من صنع الی اهل بیتی برّا کافاتُهُ علیها یوم القیٰمةِ

جس شخص نے میرے اہل بیت کے ساتھ احسان کیا میں اس کو

قیامت کے دن اس کا بدلہ دوں گا (ابن عساکر)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ

Marfat.com

آلہ وسلم نے فرمایا:

اثبتکم علی الصراط اشد کم حُبّاً لاھل بیتی و لا صحابی

تم میں سے پل صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جس کو
میرے اہل بیت اور میرے صحابہ کے ساتھ محبت ہوگی

(ابن عدی و دیلمی)

اس مکتوب سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ حضرت مجدد کی فکر میں اہل بیت میں ازواج مطہرات اور اولاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دونوں شامل ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اہل بیت کے ان ظاہری فضائل وکمالات کے ساتھ ساتھ اپنے مکاشفات کی بنیاد پر ان کے روحانی کمالات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ان مقامات کا بیان یقیناً حضرت مجدد کی اپنی تحقیقات اور تفردات سے ہے جس میں دیگر اہل علم کا حصہ نہیں ہے۔البتہ آپ کی ان تحقیقات کو مابعد کے اہل علم نے بطور حوالہ ضرور استعمال کیا ہے ایک ایسا ہی اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

اے بھائی! چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بار ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ و السلام و التحیہ کے حامل ہیں اس لیے اقطاب، ابدال اور اوتاد کے مقام کی تربیت جو اولیائے عزلت میں سے ہیں اور کمالات ولایت کی جانب ان میں غالب ہے ان کی تربیت

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۱۲۴، ۱۲۷ ایضاً، دفتر دوم، مکتوب: ۳۶

Marfat.com

حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی اعانت وامداد کے سپرد ہے، قطب مدار انہی کی حمایت اور رعایت سے اپنی مہم سرانجام دیتا ہے اور ہدایت سے عہدہ برا ہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ اور امامین بھی اس مقام میں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شریک ہیں۔[1]

اسی طرح کی عبارت آپ نے دفتر سوم کے مکتوب ۱۱۰ میں تحریر فرمائی۔ سادات سے محبت حضرت مجدد الف ثانی کو ورثہ میں ملی تھی آپؒ کے والد گرامی قدر شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے اس نقطہ نظر کی وضاحت آپ نے فرمائی کہ:

موت کے وقت اہل بیت کی محبت خاص طور پر کام آتی ہے۔[2]

اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معتقدین میں بھی اس محبت کے شعور کو بیدار کیا ہے۔ شیخ عبدالوہاب کو لکھا گیا خط، جس میں ایک سید کی امداد کی تلقین کی گئی ہے، اس کا ثبوت ہے۔[1] یہی نہیں اس سلسلہ پر سادات کے اثرات کی تفصیل کو بیان کر کے اس امر کو واضح کر دیا کہ سلسلہ مجددیہ فیوضات سے خالی نہیں ہے (ایضاً، دفتر اول، مکتوب ۴۵)

مکتوبات امام ربانی سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ آپ نے سادات کو ان کے مقام و مرتبہ کے ساتھ ساتھ ان کی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کیا ہے۔ درج ذیل مکاتیب مختلف سادات (دربار سے وابستہ اور علماء) کے نام ہیں ان سے اندازہ ہوگا کہ سادات سے آپ کو کیا توقعات وابستہ تھیں

ا۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۵۱ ۲۔ ایضاً، دفتر دوم، مکتوب: ۳۶

Marfat.com

شیخ فرید بخاری: آپ کے نام کل بائیس مکتوب ہیں

دفتر اول: مکتوب ۴۳-۵۴، ۶۳-۶۴، ۱۵۲، ۱۶۳، ۱۶۵، ۱۹۳، ۲۱۳، ۲۳۳، ۲۶۹

سید نعمان بدخشی: آپ کے نام ۳۳ مکاتیب ہیں

دفتر اول: مکتوب ۱۱۹-۱۲۱، ۱۷۳، ۲۰۴، ۲۰۹، ۲۲۴، ۲۳۱، ۲۳۸، ۲۴۲، ۲۴۶، ۲۵۷، ۲۶۱، ۲۸۱

دفتر دوم: مکتوب ۴، ۹۲، ۹۹

دفتر سوم: ۱، ۴، ۵، ۹، ۱۰، ۱۲، ۱۵، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۶، ۳۰، ۳۶، ۴۹، ۱۰۲،

شیخ عبدالوہاب بخاری: آپ کے نام دو مکتوب ہیں۔

دفتر اول: مکتوب ۵۵، ۵۶

شیخ محمد یوسف: آپ کے نام ایک مکتوب ہے

دفتر اول: مکتوب ۵۷

سید محمود: آپ کے نام پانچ مکتوب ہیں

دفتر اول: مکتوب ۵۸-۶۱

دفتر دوم: مکتوب ۸۳

سید احمد قادری: آپ کے نام صرف ایک مکتوب ہے

دفتر اول: مکتوب ۸۴

میاں سید احمد بجواڑی: آپ کے نام دو مکتوب ہیں

دفتر اول: مکتوب: ۹۵، ۱۰۸

Marfat.com

ملا صحرا احمد رومی: آپ کے نام دو مکتوب ہیں

دفتر اول: مکتوب: ۱۲۷

دفتر سوم: مکتوب: ۶۵

سید نظام: آپ کے نام صرف ایک مکتوب ہے

دفتر اول: مکتوب: ۱۲۹

ملا شمس: آپ کے نام دو مکتوب ہیں

دفتر اول: مکتوب: ۱۳۴

دفتر سوم: مکتوب: ۳۳

میر شمس الدین علی خلخانی: آپ کے نام چار مکتوب ہیں

دفتر دوم: مکتوب: ۲، ۵

دفتر سوم: مکتوب: ۱۱، ۱۴

سید عبدالباقی سارنگپوری: آپ کے نام دو مکتوب ہیں

دفتر اول: مکتوب: ۲۶۴

دفتر دوم: مکتوب: ۳۹

سید شاہ محمد: آپ کے نام ایک مکتوب ہے

دفتر دوم: مکتوب: ۵۴

سید حسن مانک پوری: آپ کے نام صرف ایک مکتوب ہے

دفتر سوم: مکتوب: ۲۲۱

Marfat.com

سید ابنیا سارنگپوری: آپ کے نام دو مکتوب ہیں

دفتر اول: ۲۸۸،۲۴۵

سید محب اللہ مانکپوری: آپ کے نام دس مکاتیب ہیں

دفتر اول: مکتوب: ۲۷۲،۲۸۵،۲۹۸،۳۰۵

دفتر دوم: مکتوب: ۸۹،۱۹

دفتر سوم: مکتوب: ۳،۷،۱۳،۲۹

اگر تلاش کی جائے تو ممکن ہے کہ مزید خطوط سادات کے نام نکل آئیں۔ ان ۹۱ مکاتیب میں آپ نے سادات کو ان کی نسبی فضیلت اور روحانی عظمت، یاد دلا کر علم و عمل کی شاہراہ پر گامزن ہونے کی تلقین کی ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اصول کو اپنانے کی نصیحت کی ہے، چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

شیخ فرید بخاری کو لکھتے ہیں:

> آپ کا بزرگ و بلند رحمت نامہ عزیز ترین زمانہ میں شرف صدور ہوا اور اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا اللہ تعالیٰ کا حمد و احسان ہے کہ آپ نے فقر محمدی علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کی کچھ میراث حاصل کی ہے، فقرا سے محبت کرنا اور ان سے میل جول رکھنا اس کا نتیجہ ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بے سروسامان فقیر اس کے جواب میں کیا لکھے سوائے چند فقرات عربی عبارت کے جو آپ کے جد بزرگوار خیر العرب ﷺ کے فضائل میں ماثور ہیں

Marfat.com

لکھ دے اور اس سعادت نامہ کو اپنی آخرت کی نجات کا وسیلہ بنائے اور اس سے مقصود یہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے مقدس تذکرہ کو آراستہ و مزین کرے۔[1]

ایسے تاثرات شیخ عبدالوہاب کو لکھے گئے ایک مکتوب میں ان الفاظ سے کیا ہے:

سادات کثیر البرکات کی پاک بارگاہ آنحضرت سردار دو عالم ﷺ کی ذریت یعنی اولاد ہونے کے باعث اس سے بلند تر ہے کہ یہ فقیر اپنی ناقص زبان سے ان کی تعریف و توصیف کر سکے مگر یہ کہ اس کو اپنی سعادت کا وسیلہ جانتے ہوئے اس بارے میں جرأت کرتا ہے بلکہ اس تعریف کے وسیلہ سے خود اپنی ستائش کرتا ہے اور ان کی محبت کو جس کے لیے ہمیں امر کیا گیا ہے ظاہر کرتا ہے۔

اللهم اجعلنا من محبيهم بحرمة سيد المرسلين عليه و على آله الصلوٰة و السلام۔[2]

شیخ فرید بخاری کو ایک خط میں ان کی ذمہ داریوں کا احساس اس طرح دلایا:

آج بیچارے اہل اسلام کے لیے اس طرح کی گمراہی کے بھنور میں نجات کی امید بھی، حضرت خیر البشر علیه او علی آله من الصلوة انمها و من التحیات و التسلیمات اکملها کے اہل بیت کی کشتی ہے۔

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۴۴

۲۔ ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۵۶

Marfat.com

آپ اپنی ہمت کو پوری طرح سے اس بات (ترویج واشاعت) پر لگا
دیں تا کہ یہ بہت بڑی سعادت حاصل ہو جائے۔[۱]

ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت کے اعتقادات کے مطابق اہل بیت کی محبت کو لازم ٹھہرایا آپ ازواج مطہرات اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو اہل بیت میں شمار کرتے ہیں۔ان فضائل و مقامات کا اعتراف کھلے دل سے کرتے ہیں کیوں کہ یہ ایمان کا تقاضا ہے۔ساتھ ہی اس خانوادہ کی ذمہ داریوں سے بھی جابجا آگاہ کیا کہ وہ نفاذ شریعت اور احیاء شریعت کے لیے اپنی کوششوں کو جاری رکھیں۔

لو کان رفضا حب آل محمد ﷺ

فلیشهد الثقلان انی رافضی

الٰہی بحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

۱۔مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب:۵۱ ۲۔ایضاً، دفتر دوم، مکتوب:۳۶

Marfat.com

Marfat.com

مبدأ و معاد:
موضوعاتی جائزہ

ڈاکٹر
حافظ افتخار احمد خان

Marfat.com

Marfat.com

مبدأو معاد کا موضوعاتی جائزہ

ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان

مبدأو معاد امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے متفرق مضامین کا مجموعہ مستطاب ہے جس میں آپؒ نے میدان تصوف کے اسرار و رموز کے وہ لطیف و دقیق اشارات بیان فرمائے ہیں جن کی فہم و سمجھ عوام تو عوام اخص الخواص کے لیے بھی مشکل و محال ہے اور دوسرا یہ کہ یہ مضامین دو امھات اللغات فارسی و عربی نصوص پر مشتمل ہیں جو آپؒ کے تبحر علمی، دقیق نظری اور میدان تصوف کے امام بے نظیر ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشآء کے مصداق یہ آپؒ کا خاصہ ہے جو بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوا ہے۔ تصوف کے اسرار و رموز پر مشتمل متفرق مضامین کا یہ مجموعہ آپؒ نے حضرت خواجہ خواجگان باقی باللہ قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں ۱۰۰۸ھ میں حاضر ہو کر طریقہ نقشبندیہ کے حصول کے بعد کشف و حقائق کے وصول کے اظہار میں وقتاً فوقتاً تحریر یا بیان فرمایا تھا جس کو علامہ محمد صدیق کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے رمضان المبارک ۱۰۱۹ھ میں مرتب فرمایا[۱] یہ کتاب ۶۱ (اکسٹھ) ''منہا'' پر مشتمل ہے جن کی موضوعات کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

منہا نمبر 1:۔ جذبہ سلوک کا حصول

۱۔ مجدد الف ثانی کے احوال کے لیے ملاحظہ فرمایئے نزہۃ الخواطر از علامہ عبدالحی ۱۷۹/۲--۱۸۶، رقم الترجمۃ ۷۰ جبکہ کتاب مبدأو معاد اور اس کے مختلف نسخوں سے تعارف کے دیکھیے مقدمہ کتاب ص ۵--۱۸ از زوار حسین مترجم کتاب ھذا

Marfat.com

بیان عروج وتایید حضرات خلفاء ومشائخ

علم لدنی کا حصول

بیان نزول وتائید مشائخ سلاسل مختلفہ

اکابر سہروردیہ کے مقام کی خصوصیات

نزول بمقام جذبہ

2۔ قطب ارشاد اور اس کا فیضان عام

قطب ارشاد کا انکار

قطب ارشاد سے اخلاص

3۔ مقام تکمیل

4۔ نسبتِ نقشبندیہ

5۔ اظہار نعمت

6۔ سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، وسیر عن اللہ باللہ

7۔ کمالات ولایت کے درجات

8۔ نزول کا انتہائی کمال

9۔ نزول کا انتہائی کمال

10۔ سلوک کی ابتداء استخارہ وتوبہ سے

منازل سلوک

11۔ نفیِ کل

Marfat.com

12۔ شش جہات سے خواجہ نقشبند کی مراد

درجات قلب اور قلب بسیط

13۔ روح کا مقام، نزول اور عروج

عقل معاد اور معترضین کے اعتراضات کے جواب

فرق بعد الجمع

دعوت کا کامل ترین مقام

14۔ پیغمبر اسلام کا امتیاز خاص

15۔ احوال پیش آ کر غائب ہونے کا ذکر

16۔ آیت قرآنی ''کلوا من طیبات'' کی تشریح

17۔ معرفت کے بعد لغزش کے نقصان دہ ہونے کا ذکر

18-22 وجود باری تعالیٰ کی خصوصی معرفت و وضاحت

وحدت الشہود کا ذکر و وضاحت

23۔ فرشتوں پر فضیلت انسان کا ذکر

24۔ اولیاء اللہ کا مافوق البشر نہ ہونا

25۔ علوم امکانی اور معارف وجوبی کا ایک جگہ جمع نہ ہونے کا ذکر اور اس حوالہ سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب

26۔ علم الاشیاء کی واپسی نقص کا باعث نہیں ہوتی

27۔ اطمینان نفس کے بعد مقامِ رضا کا حصول اور اس پر ممکنہ سوال کا جواب

Marfat.com

28۔ قرائت خلف الامام کی وضاحت

ماتریدیہ کی تائید

عظمت امام اعظم

29۔ حصول اجازت کمال پر موقوف نہیں

30۔ مدارج یادداشت

31۔ نہایت النہایت تک رسائی دس مشہور مقامات کو طے کر لینے پر منحصر

32۔34 اولیاء اللہ کے ظاہر و باطن کا فرق، پوشیدگی کا سبب اور بدعت اعتقادی کا نقصان

35۔ متشابہات کی تاویل

36۔ نماز وتر کی ادائیگی کا وقت اور اتباع رسول ﷺ

37۔ محبت ذاتی اور محبت صفاتی کا فرق

38۔ علم ظاہر پر علم باطن کی برتری اور آداب پیر و استاد

39۔ لطائف ستہ کے مراتب موت سے پہلے کا مطلب

40۔ کلام الٰہی کی وضاحت

دائرہ امکان سے باہر ازل اور ابد متحد

معراج نبوی ﷺ اور عروج اولیاء میں فرق

41۔ تکوین واجب الوجود کی حقیقی صفات میں سے

42۔ رؤیت باری تعالیٰ

Marfat.com

کشف اور فراست میں فرق

ماتریدیہ کی فضیلت

43۔ درجاتِ یقین کا حصول

44۔ فناءِ ارادہ

45۔ کارِ سلوک میں راہنما کلام اللہ اور پیر قرآن مجید

46۔ شیخ خواجہ باقی باللہ سے عقیدت

محبت شیخ میں غلو سے احتراز واجتناب

47۔ ذکر نفی واثبات

48۔ حقیقت قرآنی، حقیقت کعبہ اور حقیقت محمدی ﷺ

49۔ کلمہ طیبہ کی فضیلت

50۔ معوذتین سے متعلق کشف

51۔ تقلید واتباع کی فضیلت

52۔ تجلی ذات کے اعتبار سے انبیاء کے درجات کا تفاوت

53۔ سیر اجمالی کا درجہ سیر تفصیلی سے بلند

وصول نہایت کے بعد رجوع لازم ہے

54۔ مقام رضا کی برتری

55۔ ترغیبِ اتباعِ سنت واحترازِ بدعت

56۔ جنّات کے حالات

Marfat.com

58-57 ولی کو نبی پر جزئی فضیلت

ولی کی ولایت، نبی کی ولایت ہی کا حصہ

59- صفات باری تعالیٰ کی اقسام

60- خدا کا مثل نہیں مثال ہوسکتی ہے

61- احوال، وجدانات اور علوم و معارف میں تناقض یا اختلاف کی وضاحت

مذکورہ "61" منھا کے "77" مختلف عناوین کا موضوعاتی اعتبار سے جائزہ لیں تو ان کو درج ذیل چھ بنیادی نکات میں تقسیم کر سکتے ہیں

۱- جذبہ سلوک کا حصول، اسکے مختلف مراحل و منازل اور متعلقات کا ذکر

۲- وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی توضیح و تشریح

۳- اتباع رسول ﷺ ہی تمام غایتوں کی غایت اور اصول کی اصل

۴- روح اور عقل معاد

۵- امام اعظم ابوحنیفہ اور فقہ حنفی کی فضیلت و اہمیت

۶- کلمہ طیبہ کی فضیلت، بعض قرآنی آیات کی وضاحت اور متشابہات کی تاویل قابل ذکر ہیں

تصوف کے ان خوش آئند اشارات اور دقیق رموز و اسرار کے حوالہ سے گفتگو کا آغاز جذبہ سلوک کے حصول سے کیا اور وضاحت کی کہ جب آپ کو اس راہِ سلوک کا شوق پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ کی عنایت و فضل سے اس کا حصول راہ تصوف کے عظیم شہسوار و بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ہاتھوں اور ان کی صحبت اختیار کرنے سے ممکن ہوا اور آخری عروج میں جو کہ مقامات اصل کا عروج ہے حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی

Marfat.com

کی روحانیت کی امداد حاصل رہی اور ان کی قوتِ تصرف نے ان تمام مقامات سے گذار کر اصل الاصل کے مقام تک واصل فرمادیا۔۔۔جبکہ علوم لدنیہ کی توفیق حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے حاصل ہوئی لیکن یہ صورتِ حال اس وقت تک رہی جب تک آپؒ مقام اقطاب سے نہیں گذر گئے مگر اس مقام سے گذر جانے اور بلند تر مقامات میں ترقیاں حاصل کر لینے کے بعد علوم کا حصول خود اپنی حقیقت سے ہونے لگا [1] اسی طرح راہ سلوک کی ابتداء کی وضاحت اس انداز سے فرمائی:

> جب کوئی طالب کسی شیخ کے سامنے حاضر ہو تو شیخ کو چاہیے کہ سب سے پہلے اس سے استخارہ کرائے۔تین سے سات بار تک استخارہ کی تکرار کرائے، استخاروں کے بعد اگر طالب میں کوئی تذبذب پیدا نہ ہو تو اس کی تربیت کا کام شروع کر دینا چاہیے، سب سے پہلے اسے توبہ کے طریقہ کی تعلیم دے اور دو رکعتیں نماز توبہ ادا کرنے کے لیے کہے کیونکہ توبہ حاصل کیے بغیر اس راہ میں قدم رکھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے......اور یہ بھی بتادے کہ وہ تمام کشف اور وہ تمام احوال جو پیش آئیں اگر وہ بال برابر بھی کتاب وسنت کے خلاف ہوں تو ان کا اعتبار نہ کرے بلکہ ان

۱۔جذبہ سلوک کا حصول کے لیے ملاحظہ فرمائیں کتاب مبدأو معاد ص ۹۳--۹۷ مترجم سید زوار حسین، طبع احمد برادرس، کراتشی ۱۹۸۴ء

Marfat.com

سے استغفار اور توبہ کرے اور ساتھ ہی اسے نصیحت فرمائے کہ فرقہ ناجیہ اہل السنّت والجماعت کی آراء کے مطابق اپنے عقائد کو درست کرے اور ضروری فقہی احکام کا علم حاصل کرے اور اس علم کے مطابق عمل کرنے کی تاکید کرے اور یہ بھی تاکید کردے کہ (غذا کے معاملے میں حرام اور مشتبہ لقمہ سے پوری طرح احتیاط رکھے جو کچھ مل جائے اور جہاں کہیں سے بھی حاصل ہو جائے کھائے پیئے نہیں جب تک کہ روشن شریعت کا فتویٰ اس سلسلہ میں اسے درست قرار نہ دے دے مختصر یہ کہ تمام معاملات میں آیت کریمہ :ما اتاکم الرسول فخذوہ ومانھا کم عنه فانتھوا" جو کچھ تمھیں خدا کا رسول دے اسے قبول کرو اور جس بات سے وہ منع کردے اس سے رک جاؤ'' کو اپنا نصب العین بنالے[1]

اسی طرح منازل سلوک کی توضیح آپؒ نے اس انداز میں فرمائی:

''جاننا چاہیے کہ سلوک کی منزلیں قطع کرنے سے مراد دس مقامات کو طے کرنا ہوتا ہے اور ان دس مقامات کو طے کرنا، ان تین تجلیات پر موقوف ہے تجلی افعال، تجلی صفات، مقام رضا کے علاوہ یہ سب مقامات تجلی افعال اور تجلی صفات سے وابستہ ہیں۔ صرف مقام

۱۔ مصدر سابق ص ۱۱۰۔۔۱۱۲

Marfat.com

رضا تجلی ذات حق تعالیٰ اور محبت ذاتیہ سے وابستہ ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ خواہ محبوب کی طرف سے تکلیف پہنچے یا انعام حاصل ہو، محبّ کے حق میں دونوں صورتیں یکساں ہو جاتی ہیں اس کے بعد لامحالہ رضا حاصل ہو جاتی ہے اور ناپسندیدگی کا ختم ہو جانا تجلی ذات کے حصول کے وقت ہی ممکن ہے......لیکن باقی نو مقامات کا حصول صرف تجلی افعال اور تجلی صفات ہی میں ہو جاتا ہے......''[1]

اور جہاں تک وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا تعلق ہے تو آپؒ نے بڑے ہی جامع اور مدلل انداز میں اس کی توضیح و تشریح فرمائی ہے وجود باری تعالیٰ کے سلسلہ میں خصوصی معرفت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حق سبحانہٗ و تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے نہ کہ وجود کے ساتھ، برخلاف باقی تمام موجودات کے کہ وہ سب وجود کے ساتھ موجود ہیں۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کو موجود ہونے کے لیے وجود کی احتیاج لازم ہی نہیں آتی جو اس سے بچنے کے لیے لوگوں کو یہ کہنا پڑے کہ حق تعالیٰ کا وجود عین ذات ہے، زائد نہیں ہے تاکہ غیر کی احتیاج لازم نہ رہے......''

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے مصدر سابق ص ۱۱۳-۱۱۴

Marfat.com

واجب الوجود باری تعالیٰ کی خصوصیات میں سے یہ بات ہے کہ وہ اپنی ذات کے ساتھ موجود اور اپنے موجود ہونے میں قطعاً وجود کا محتاج نہ ہو خواہ ہم وجود کو عین مانیں یا ذات پر زائد کہیں، ان دونوں صورتوں یعنی عینیت اور زیادتی میں وہی بات لازم آتی ہے جس سے بچنے کی کوشش کی گئی تھی......''[1]

پھر اس توضیح پر دو سوالات و اعتراضات اٹھائے اور ان کا جواب دیا اس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تبحر علمی اور وسعت نظر کا اندازہ ہوتا ہے اور واقعی آپ نہ صرف ایک صوفی بلکہ حقیقی مجدد الف ثانی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

پہلا اعتراض: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حکماء اور اشعریہ اور بعض خود ساختہ صوفیہ جو ذات باری تعالیٰ کے وجود کے عین ہونے کے قائل ہیں وہ بھی تو یہی بات کہتے ہیں جو تم نے گذشتہ معرفت میں کہی ہے کہ ذات حق تعالیٰ بذات خود موجود ہے نہ کہ وجود کے ساتھ؟ پس اس بات کا معنی یہ ہے کہ وہ ذات ایک ایسے وجود کے ساتھ موجود ہے جو اس کی ذات کا عین ہے

جواب: اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ اس مفروضہ کی بنا پر تو اس مسئلہ میں اہل سنت کا ان حضرات کے ساتھ کوئی اختلاف ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس صورت میں تو اہل حق کو ان کے مقابلے میں یوں کہنا چاہیے تھا کہ حق تعالیٰ وجود کے ساتھ موجود ہے بذات خود موجود نہیں

۱۔ انظر مصدر سابق ص ۱۴۹--۱۵۳

Marfat.com

ہے (تا کہ اختلاف کی کوئی شکل تو نکلتی) اس مفروضہ کی بنا پر وجود کی زیادتی کا ثابت کرنا غلط ہے لہٰذا وجود کے زائد ہونے کا اثبات خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ فریقین کا اختلاف خود وجود کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس کے وصف کے بارے میں ہے کہ وہ اس کی ذات کا عین ہے یا ذات کا زائد ہے یعنی دونوں فریق اس بات کے تو قائل ہیں کہ حق تعالیٰ وجود کے ساتھ موجود ہے اور اس بات میں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف ہے تو اس بات میں ہے کہ پھر یہ وجود اس ذات کا عین ہے یا اس کی ذات پر زائد ہے۔

دوسرا اعتراض: اگر وہ لوگ یہ کہیں کہ جب واجب الوجود (ذات باری تعالیٰ) بذات خود موجود ہے تو واجب تعالیٰ (ذات باری تعالیٰ) کو موجود کہنے کا معنی کیا ہوگا؟ کیونکہ موجود اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ وجود قائم ہو اور یہاں (آپ نے یہ فرض کر رکھا ہے کہ وجود مطلقاً ہے ہی نہیں۔ اس کا جواب بہت ہی ایجاز سے دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ہاں ایسا کوئی وجود جس کے ساتھ ذات باری تعالیٰ موجود ہو اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہیں پایا جاتا لیکن ایسا وجود جسے عرف عام کے طور پر ذات حق تعالیٰ پر بولا جائے اور وہ بطور اشتقاق کے اس پر محمول ہو تو اگر اس وجود کے قیام کے اعتبار سے واجب تعالیٰ کو موجود کہہ دیں تو اس میں گنجائش نکل سکتی ہے اور اس میں کوئی محذور (یعنی جس سے بچنے کی کوشش کی جارہی ہے) لازم نہیں آتا"[1]

۱۔ سوالات اوران کے جوابات کے لیے دیکھیے ص ۱۵۱---۱۵۳

Marfat.com

اس مدلل و جامع جواب کے بعد اس موضوع پر گفتگو کا اختتام منھا نمبر 60 میں بڑے ہی قوی اور پختہ اسلوب میں اس انداز سے فرماتے ہیں:

> ہم ایسے خدا کی ہرگز پرستش نہیں کرتے جو شہود کے احاطہ میں آسکے، جو دیکھا جا سکے، جو معلوم ہو سکے اور جو وھم و خیال میں سما سکے کیونکہ مشہود، مرئی، معلوم، موھوم اور خیال میں آجانے والی چیز، مشاہدہ کرنے والے، جاننے والے، وھم کرنے والے اور خیال کرنے والے کی طرح مخلوق اور پیدا شدہ ہے۔[1]

اس طرح شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے روح اور عقل معاد پر سیر حاصل بحث کی ہے[2] طوالت کے پیش نظر ان تمام معلومات و معارف کا ذکر ممکن نہیں جن کو آپ نے کئی اُبیات، اُحادیث اور اقوال سے مزین فرمایا ہے جو صرف اور صرف اُخص الخواص کا ہی خاصہ ہے لیکن میں یہاں پر ایک سوال جو آپؒ نے روح پرور گفتگو کے درمیان اٹھایا اور اس کا جواب ضرور ذکر کرنا چاہوں گا جس سے پتا چلتا ہے کہ آپؒ نہ صرف ایک عالم صُوفی ہیں بلکہ آپ ایک حقیقی باحث و محقق بھی ہیں جس کا کام نہ صرف احقاق الحق بلکہ اثبات الحق بھی ہے ملاحظہ فرمایئے سوال اور پھر اس کا جواب:

اگر تم کہو کہ علمائے اہل حق نے روح کے سلسلے میں اس انداز کی کوئی گفتگو نہیں فرمائی بلکہ قریب انھوں نے اس انداز کی بحث کو بھی جائز نہیں رکھا اور تم ہر قلیل و کثیر میں ان کی

۱۔ منھا نمبر ۲۰ ص ۱۵۳--- ۱۵۴ ۲۔ روح اور عقل معاد کے لیے دیکھیے ص ۱۲۴--- ۱۳۹

Marfat.com

موافقت ضروری جانتے ہوتو پھراس کی وجہ کیا ہے (کہ روح کے سلسلہ میں اس انداز کی گفتگو کر رہے ہو؟)

میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ ان میں سے اوّل تو بہت ہی کم لوگ ہیں جنہیں روح کی حقیقت کا علم حاصل ہوسکا ہے پھر انھوں نے اپنے کم ہونے کے باوجود روحانی کمالات کے اظہار کے متعلق کوئی تفصیلی گفتگو نہیں فرمائی اور محض اجمالی اشارات پر اکتفا فرمایا ہے کیونکہ وہ عوام کی کج فہمی اور ان کے گمراہی میں مبتلا ہونے کے اندیشہ سے اس بات سے بچتے رہے۔ کیونکہ روحانی کمالات (ایک حد تک) صورۃً کمالات وجوبیت (واجب الوجود ہونا) سے مشابہ واقع ہوئے ہیں ان دونوں کے درمیان بہت ہی باریک فرق ہے جس پر سوائے راسخ القدم علماء کے سب لوگ مطلع نہیں ہوسکتے انھوں نے اجمال ہی میں مصلحت سمجھی بلکہ اس کو بیان کرنے اور اس کی حقیقت کو واضح کرنے والے کا انکار کردینا ہی بہتر سمجھا لہٰذا وہ حضرات ان کمالات کے منکر نہیں ہیں جن کا تذکرہ آچکا ہے اور اس کے بعض خواص کی توضیح اپنے علم صحیح اور کشف صریح پر اعتماد ہونے کی وجہ سے محض حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی مدد اور توفیق سے اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے کردی اور ساتھ ہی اس شبہ کا بھی ازالہ کردیا ہے جو اس کی وضاحت سے مانع تھا لہٰذا اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو۔[1]

شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات اور دیگر نگارشات کا مطالعہ کرنے سے

---

[1] روح پر اٹھائے گئے اعتراضات اور ان کے جوابات کے لیے مصدر سابق ص ۱۳۲--۱۳۳

Marfat.com

یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ کی اسلامی و ادبی علوم و معارف کے مصادر پر نہ صرف گہری نظر ہے بلکہ بہت حد تک چیزیں مستحضر بھی ہیں یہی وجہ ہے کہ آپؒ اپنے کلام کو بے شمار آیات، احادیث، اقوال اور ابیات سے استشہاد کرتے ہیں اور اپنے معتقدین کو قرآن اور احادیث نبویہ پر عمل پیرا ہونے کا نہ صرف درس دیتے ہیں بلکہ مہمیز بھی لگاتے ہیں اور تحریک بھی پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آئمہ و اسلاف کی عزت و توقیر پر بھی ابھارتے ہیں خاص طور پر ان کے علمی مقام و مرتبہ کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں اور جا بجا اپنی تحریروں میں ان کا تذکرہ بھی کرتے رہتے ہیں اس حوالہ سے امام ابوحنیفہ کا ذکر خیر متعدد مقامات پر ان کے علمی اور روحانی مرتبے کے اعتراف کے ساتھ کیا ہے اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب اور رسائل گواہ ہیں مثال کے طور پر مبدأ و معاد میں آپ کا ذکر اس انداز میں فرماتے ہیں:

> ''ان بزرگوں کے بزرگ ترین امام، امام اُجل، پیشوائے اکمل ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بلندیٔ شان کے متعلق میں کیا لکھوں کہ وہ تمام مجتہدین میں خواہ امام شافعیؒ ہوں یا امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ ہوں سب سے زیادہ عالم اور تقویٰ اور ورع میں سب سے بڑھے ہوئے تھے......

پھر خواجہ محمد پارسا کا اقتباس و قول نقل کیا آپؒ فرماتے ہیں:

> ان (امام ابوحنیفہؒ) کے لیے یہی بزرگی کافی ہے کہ ایک اولوالعزم پیغمبر ان کے مذہب پر عمل کرے گا دوسری سینکڑوں بزرگیاں

Marfat.com

اس ایک بزرگی کے برابر نہیں ہو سکتیں......۱

اس طرح فقہ حنفی میں موجود مضمر حکمت کی تلاش اور غور و خوض میں مسلسل مصروف عمل رہتے مثال کے طور پر قراءۃ خلف الامام ایک ایسا مسئلہ ہے جو وضاحت طلب ہے اس حوالہ سے شیخ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

> مجھے مدتوں اس بات کی آرزو و تمنا رہی ہے کہ مذہب حنفی میں کوئی معقول وجہ ایسی نکل آئے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کی قراءت کی جا سکے جبکہ نماز میں قراءت کرنا فرض ہے تو قراءت حقیقی کو چھوڑ کر قراءت حکمی کو اس کی جگہ دے دینا معقول معلوم نہیں ہوتا ......اور آنحضرت ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:
>
> **لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب** فاتحہ الکتاب (یعنی سورۂ فاتحہ) کے بغیر کوئی نماز، نماز ہی نہیں لیکن بپاس مذہب (حنفی) مجبوراً ترکِ قراءت کرتا تھا اور ترک کو ریاضت اور مجاہدہ کی قسم شمار کرتا تھا کیونکہ ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب میں جانا بھی الحاد ہی ہے آخر کار اللہ تعالیٰ نے مذہب حنفی کی اس رعایت کی برکت سے مقتدی کے قراءت کو چھوڑ دینے کے بارے میں مذہب حنفی کی حقیقت کو واضح فرما دیا اور

۱۔ امام ابوحنیفہ کی عظمت کے لیے ملاحظہ فرمائیں ص ۱۲۶---۱۲۷

Marfat.com

پھر بصیرت کی نگاہ میں قراءت حکمی ہی قراءت حقیقی کی بجائے زیبا تر نظر آئی کیونکہ امام اور مقتدی سب کے سب متفقہ طور پر مقام مناجات میں کھڑے ہوتے ہیں لان المصلّی یناجی ربہ (کیونکہ نماز پڑھنے والا اپنے پروردگار سے مناجات ہی تو کرتا ہے) اور انہوں نے امام کو اس سلسلہ میں اپنا پیشوا و ترجمان بنایا ہے لہٰذا امام جو کچھ پڑھتا ہے گویا پوری قوم کی زبان سے پڑھتا ہے، بالکل اسی طرح جیسا کہ لوگوں کی کوئی جماعت کسی ضرورت کے سلسلہ میں کسی عظیم الشان بادشاہ کے سامنے پیش ہوتی ہے اور ایک آدمی کو اپنا پیشوا بنا لیتی ہے تا کہ وہ ان تمام لوگوں کی زبان سے بادشاہ کے سامنے عرضِ حاجت کرے اس صورت میں اگر دوسرے لوگ اپنے پیشوا کے بولنے کے باوجود خود بھی بولنا شروع کر دیں تو یہ بے ادبی اور گستاخی میں داخل ہو گا اور بادشاہ کی ناراضگی کا باعث بن جائے گا...... بالکل یہی حال امام کی قراءت کے باوجود قوم کے قراءت کرنے کا ہے کہ یہ شور و شغب میں داخل اور ادب سے دور اور تتر بتر ہونے کا باعث ہے جو اجتماع کے منافی ہے۔

اس پر مزید تعلیق لگاتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

حنفی اور شافعی فقہ کے اکثر اختلافی مسائل اس قسم کے ہیں اور ان

Marfat.com

کا ظاہر اور ان کی صورت امام شافعیؒ کی جانب کو ترجیح دینے والی معلوم ہوتی ہے لیکن ان کا باطن اور ان کی حقیقت مذہب حنفی ہی کی موید ہے۔[۱]

۱۔ قراءت خلف الامام کے لیے دیکھیے ص ۱۶۳۔۔۔۱۶۵، منھا نمبر ۲۸

Marfat.com

Marfat.com

نقشبندی سلسلہ کے اصل مآخذ
کی اشاعت
اوراس کی ضرورت

محمد ناظم بشیر مجددی نقشبندی

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشبندی سلسلہ کے اصل مآخذ کی اشاعت اور اس کی ضرورت

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

صوفیہ کے بہت سے سلاسل میں سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ ایسا طریقہ ہے جس کا تحریری سرمایہ دوسرے سلسلوں سے زیادہ ہے، اس مبارک سلسلے کا آغاز وسطی ایشیا سے ہوا، خواجگان نے اس کی بنیاد کتاب وسنت پر ''عمل'' کرنے پر رکھی جس کے باعث عالم اسلام کے علماء میں اس سلسلہ کی پذیرائی ہوئی ورنہ علمائے ظاہر روحانیت کی طرف کم ہی مائل ہوتے تھے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری نے فرمایا تھا کہ ہمارا طریقہ حضور نبی کریم ﷺ کی متابعت پر ہے اور صحابۂ کرام کی اقتداء ہمارا نصب العین ہے اس کے ثمرات میں ''دوام حضور وآگہی'' ہے۔

دورِ آخر میں اس سلسلہ کی طرف علماء ظاہر کے رجحان کا یہ عالم تھا کہ حضرت شاہ ولی اللہ غلام علی دہلوی کے معروف خلیفہ حضرت مولانا خالد کردی رومی نے حضرت شاہ صاحب کو شام سے ایک خط لکھا کہ اس وقت ایک سو متبحر اور صاحب تصانیف علماء مجھ سے اجازت و خلافت حاصل کر چکے ہیں اور پانچ سو علماء مجھ سے بیعت ہوئے ہیں (درلمعارف ص:۷۰)

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے ملفوظات کے کئی مجموعے مرتب ہوئے، جنہوں نے اہل علم وتقویٰ کو اپنی طرف متوجہ کیا، آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد پارسا

Marfat.com

بخاری نے کئی اہم کتابیں لکھیں جن میں سے فصل الخطاب کا عربی زبان میں ترجمہ نویں صدی ہجری میں ہی ہو گیا تھا۔

حضراتِ نقشبندیہ نے اپنے قول و فعل سے یہ ثابت کر دیا کہ شریعت کی عملی صورت کا نام ہی تصوف ہے، تصنیف و تالیف اس سلسلہ کے وابستہ اصحاب کا طریقۂ خاص رہا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے عریضہ بنام حضرت خواجہ باقی باللہ میں لکھا ہے کہ متقدمین صوفیہ کی وہ کتب جو ''سخنان توحید (وحدت الوجود) و تنزلات مراتب'' پر لکھی گئی ہیں کا مطالعہ مجھے مرغوب نہیں ہے بلکہ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی کے افکار سے مجھے اپنی فکری مناسبت معلوم ہوتی ہے (مکتوبات 11/1)

یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہوا کہ اس سلسلہ کا فکری سرمایہ تحریری صورت میں موجود چلا آ رہا تھا۔ اسی طرح حضرت خواجہ عبید اللہ احرار (ف ۸۹۵ھ) کے رسائل نے بھی اہل علم و تقویٰ کو ادھر متوجہ کیا، آج ہم یوم حضرت مجدد الف ثانی منا رہے ہیں جس کے اسباب میں سے ایک سبب آپ کے بیش بہاء علمی و روحانی مکتوبات اور رسائل کے مجموعے ہیں جو آپ کی تعلیمات کی مکمل عکاسی کرتے ہیں، اگر تحریری اور مرتب صورت میں نہ ہوتے تو ہمیں کچھ نہ ملتا۔ دیکھئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے مکتوبات اپنے ذی علم خلفاء سے جمع و مرتب کروائے جو آج روحانیت کا سرچشمہ بنے ہوئے ہیں گویا افکار کی تحریر و ترتیب ہمارے بزرگوں کی سنت ہے جس پر عمل نہ کرنا سلسلہ سے انحراف کے برابر ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری سے لے کر آج تک اس سلسلہ مبارکہ سے وابستہ اصحاب نے ہر موضوع پر بہت سی کتابیں لکھیں ہیں جن میں اسلامی علوم کے علاوہ فنی کتب بھی شامل ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سلسلہ کی کتابوں کی ایک جامع فہرست جدید اصولوں کے مطابق مرتب کی جائے تا کہ محققین کو اس بات کا علم ہو سکے کہ کون کون سے علوم وفنون پر کتنی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

جب فہرست تیار ہو جائے تو اس میں سے ایسی بنیادی اہم کتب کا انتخاب کیا جائے جو تا حال شایع نہ ہوئی ہوں اور ان سے اس سلسلہ کی تاریخ، تعلیمات اور افکار پر روشنی پڑتی ہو، ان کتابوں کو جدید اصولِ تحقیق وتدوین کے مطابق ایڈٹ کر کے شائع کیا جائے۔

ایک اور اہم ترین قدم یہ ہے کہ ان میں سے منحصر بفرد (Unique) نسخے تلاش کر کے ان کے عکس شائع کے جائیں تا کہ دنیا کے اہل علم کی آج کے علمی دور میں ان کے مزید نسخوں کی تلاش کی طرف توجہ ہو اور وہ ان شائع شدہ عکسوں سے ان کا تقابل کر کے انتقادی متون تیار کر سکیں۔

اس سلسلہ کی کتابوں میں سے جن کے زیادہ قلمی نسخے موجود ہوں ان کے تقابل نُسخ کا کام فوری طور پر شروع کر دیا جائے۔ ہمارے ملک پاکستان میں ہمارے اکابر بزرگوں کی اولاد کی بے حسی اور بے علمی کے باعث بے شمار کتب خانے تباہ و برباد ہو گئے، لاہور جہاں یہ علمی تقریب ہو رہی ہے بہت سے کتب خانے برباد ہوئے، اس کے ایک مضافاتی گاؤں قصور میں بڑے اہل علم حضرات رہتے تھے جن میں سے حضرت

Marfat.com

خواجہ غلام محی الدین قصوری (خلیفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی) کا بیش بہا کتاب خانہ تھا جو بربادی کا شکار ہو چکا ہے

سندھ میں حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے بعض اہل علم حضرات موجود تھے حضرت شاہ عبدالرحمٰن مجددی قندھار سے سندھ ہجرت کر کے آئے تو اپنے ساتھ ایک بیش بہا ذخیرہ کتب بھی لائے جو مولانا محمد حسن جان مجددی (ف ۱۳۶۵ھ) کی زندگی تک تو بچا رہا پھر اس میں لوٹ گھسوٹ شروع ہوئی کچھ دیمک کی نذر ہوا اور باقی چھتوں کے گرنے سے تباہ ہو گیا اس میں بہت ہی نادر الوجود خطی نسخے موجود تھے۔

کابل میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خانقاہ شریفہ قلعہ جواد کے پاس تھی جس میں دیگر قابل توجہ مخطوطات علاوہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا وہ قلمی نسخہ تھا جو حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے استعمال میں رہتا تھا اور اس کے حواشی پر آپ نے جابجا تصحیح کی تھی، جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اس کے چند اوراق کا عکس مقامات معصومی میں شائع کیا ہے۔ انقلاب افغانستان کے دوران یہ خانقاہ مسمار کر دی گئی جس میں یہ نوادر بھی ضائع ہو گئے۔

افغانستان میں سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کا بہت اثر و نفوذ رہا ہے اس کے ہر شہر میں سرکاری و نجی کتاب خانے تھے، انقلاب کے دوران یہ سب لُٹ گئے، نہایت بیش قیمت شاہی کتب خانہ بھی تھا اس ملک کے حاکمین سلسلۂ مجددیہ کے ارادت مند تھے، پروفیسر محمد اقبال مجددی نے ۱۹۸۶ء میں اپنے قیام کابل کے دوران بھرپور کوشش کی کہ یہ شاہی کتاب خانہ دیکھا جا سکے لیکن افسوس کہ کامیابی نہ ہوئی لیکن انقلاب کے بعد جب

Marfat.com

شاہی کتاب خانہ لٹا تو اس کے بعض مخطوطات فروخت ہوتے ہوئے لاہور بھی پہنچے جن پر شاہی مہریں دیکھ کر دل بسیج گیا، حتیٰ کہ کابل یونیورسٹی کے کتب خانہ میں بیٹھ کر جو مخطوطات دیکھے اوران پر اپنے مطالعہ کی یادداشتیں ثبت کیں وہ بھی بازار کتاب فروشی میں گردش کرتے ہوئے لاہور آئے تو بہت دکھ ہوا کاش حکومت پاکستان ان کی حفاظت کے لئے کوئی اقدام کرتی اور تمام قلمی نسخے پاکستان میں منگوا لیے جاتے لیکن ایسا یہاں کون کرتا؟ یہ کام سیاسی حکومتیں نہیں کیا کرتیں بلکہ اہل علم اور محققین حکومتوں کو اس طرف توجہ دلایا کرتے ہیں۔ پاکستان کی کسی سرکاری لائبریری نے افغان مہاجرین سے یہ مخطوطات نہ خریدے نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تمام بیش بہا مخطوطات یورپ چلے گئے جہاں انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ افسوس کہ ہمارے ملک کے اہل علم و دانش تو صرف اپنے گریڈ اور تنخواہوں کے بڑھائے جانے کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور حکومت کو بھی اسی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں، کبھی حکومتی سطح پر آج تک کسی عالم کو علمی کام کی کوشش کرتے یا توجہ دلاتے نہیں دیکھا یا سنا۔ جبکہ ہمسایہ ملک ایران میں ہر سال یونیورسٹیوں کے اساتذہ کو ایرانی اموراور ادبیات و تاریخ و ثقافت سے متعلق نوادر کے عکس حاصل کرنے کے لیے دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں میں بھیجا جاتا ہے، اس طرح صرف دانش گاہِ (University) تہران کی مرکزی لائبریری میں جو مائکروفلمز جمع ہوئی ہیں ان کی تعداد ۲۵ ہزار کے قریب ہے جن میں سے آج سے دس سال پہلے تک ۱۵۔ ہزار مائیکروفلمز کی فہرستیں شائع ہو چکی تھیں جب کہ ہمارے ملک کی سب سے قدیم اور بڑی یونیورسٹی یعنی پنجاب یونیورسٹی لاہور کے کتب خانہ میں اب تک صرف گیارہ سو مائیکروفلمز جمع ہو سکے

Marfat.com

ہیں اس سے ہماری علمی و تحقیقی رفتار کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

عربستان اور ایران سے کئی رسائل صرف مخطوطات سے متعلق شائع ہوتے ہیں ان میں مجلّہ معہد المخطوطات العربیہ اور نشریہ نسخہ ہائے خطی (تہران) قابل ذکر ہیں پاکستان نے تو نہیں البتہ ایران گورنمنٹ کے ایک ادارہ مرکز تحقیقات فارسی اسلام آباد نے پاکستان کے مختلف سرکاری و ذاتی کتب خانوں کے مخطوطات کی فہرستیں بنوائیں اور ان کا ایک کیٹلاگ چودہ جلدوں میں فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی کے نام سے شائع کیا جو آج علمی دنیا میں پاکستان کی پہچان ہے ہم نے یہ کارنامہ انجام دیا کہ ان میں بے شمار قلمی کتابیں مالکوں کی لاپرواہی سے دیمک کی غذا بن گئیں اور حکومت پاکستان ان کو سرکاری لائبریریوں کے لیے حاصل کرنے سے قاصر رہی نتیجہ یہ ہوا کہ یہ فہارس ہاتھ میں لے کر افغان مہاجرین نے ان گھروں سے جا کر کتابیں خرید لیں جو یہاں سے یورپین حضرات منہ مانگی قیمتیں ادا کر کے لے گئے۔ ہمارے ملک کے قومی عجائب گھر کراچی میں ایک سیکشن مخطوطات کا ہے گذشتہ چند سال پہلے ایک صاحب مخطوطات دیکھنے اور ان سے استفادہ کرنے کے لیے گئے تھے انہیں بصد مشکل وہ مخطوطات دکھائے گئے تو دیکھ کر ان کی حالت غیر ہو گئی تھی کہ ہر مخطوطہ کے اندر ایک سے تین چھٹانک تک زندہ دیمک موجود ہے جو ان کو مزے لے لے کر کھا رہی ہے لیکن اتنے وسائل ہونے کے باوجود میوزیم ان کو دیمک سے پاک کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اگر کوئی توجہ دلائے تو اپنی بدنامی کے خوف سے اُسے دوبارہ مخطوطات دکھائے ہی نہیں جاتے۔

ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ہمیں اپنے اس جذبۂ حمیت کے تحت فوری طور

Marfat.com

پر سلسلۂ نقشبندیہ کے نوادر کو شائع کر دینا چاہیے تاکہ وہ ضائع ہونے سے بچ جائیں۔

ایک اور سنگین مسئلہ کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے کہ ہمارے ہاں صرف اردو میں کتابیں شائع ہوتی ہیں جو پاکستان تک محدود ہے زیادہ سے زیادہ اسے ہندوستان کے بعض صوبوں میں سمجھا جاتا ہے، عرب، ایران اور یورپ سے علمی تحقیقات کے لیے آنے والے اصحاب کو جب ہم اپنے سلسلہ کی اردو کتابیں دیتے ہیں تو یہ کہہ کر واپس کر دیتے ہیں کہ یہ زبان تو ہمیں آتی ہی نہیں ہم لے کر کیا کریں گے، جبکہ دوسرے ممالک میں علوم مشرقیہ کے کسی موضوع پر تحقیق کرنے کے لیے لازم ہے کہ اس کے اصل مآخذ کی زبانوں کو پہلے سیکھا جائے اور پھر کام کا آغاز کیا جائے، اس کے مقابلہ میں ہمارے ہاں ان زبانوں سے عدم واقفیت کے باوجود معلوم نہیں کیسے کام لیا جاتا ہے اور اعلیٰ ترین ڈگریاں بھی مل جاتی ہیں۔

ہمیں حیرت ہوئی کہ امریکہ سے ایک جواں سال خاتون نقشبندی سلسلہ پر تحقیق کرنے کے لیے آئیں تو وہ عربی اور فارسی اپنی مادری زبان کی طرح بولتی اور سمجھتی تھیں اسی طرح پیریس (فرانس) سے ایک نوجوان پنجابی صوفی پوئٹس پر علمی کام کرنے کے لیے آئے تو وہ ہماری طرح پنجابی بولتے اور پڑھتے تھے ہم نے حیرت سے پوچھا کہ بھائی آپ نے پنجابی کہاں سے سیکھی تو انہوں نے جواب دیا کہ فرانس کی نیشنل یونیورسٹی میں پنجابی کا باقاعدہ شعبہ ہے میں نے وہاں داخلہ لیا اور پھر اپنے کام کا آغاز کیا۔

ہمارے ملک میں اگر عربی یا فارسی کی کوئی کتاب شائع کر دی جائے تو وہ دکان پر پڑی پڑی گل سڑ جائے گی فروخت نہیں ہوگی جس کی وجہ سے ناشرین اصل کتاب

Marfat.com

شائع کرنے کی بجائے ان کے اردو تراجم چھاپ کر بیچتے ہیں ان کا کہنا ہے سرمایہ بلاک ہو جاتا ہے اور کتابوں کی تجارت رک جاتی ہے۔

آج عرب ممالک میں عربی کتابوں کے ناشرین بہت بڑی بڑی کتابیں شائع کر رہے ہیں شاید ہی کوئی عربی کا نادر الوجود نسخہ طبع ہونے سے رہ گیا ہو اس طرح ایران سے فارسی کی کوئی اہم کتاب شاید ہی بچ سکی ہو جسے مرتب کر کے جدید اصول تحقیق کے تقاضوں کے مطابق طبع نہ کروا دیا گیا ہو بڑے بڑے سرکاری اور نیم سرکاری ادارے یہ کام کر رہے ہیں اور ان کے ایڈیشن بہت جلد ختم ہو جاتے ہیں۔

ہاں ہمارے یہاں یہ مسئلہ بڑا ہی پیچیدہ ہو کر رہ گیا ہے کہ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ اور تہذیب کے اصل مآخذ کتب خانوں میں پڑے تباہ ہو رہے ہیں ان کی طرف ہماری کوئی توجہ نہیں ہے سب کام حکومتیں نہیں کیا کرتیں بلکہ اپنے ذوق و شوق سے اہل علم انجام دیتے ہیں۔

ہم صرف سلسلۂ نقشبندیہ کے حوالے سے بات کرتے ہیں ہمارے ملک میں اس سلسلہ کی اتنی بڑی بڑی خانقاہیں ہیں اور ان کے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ وہ بآسانی ان اصل کتابوں کو شائع کر کے فری تقسیم کر سکتے ہیں لیکن کیا کہیے کہ اگر بھول کے بھی کسی نقشبندی درگاہ کی طرف سے کوئی اصل کتاب شائع ہوئی ہو۔ ان خانقاہوں کے سجادہ نشینان بڑے بڑے زمیندار بن چکے ہیں۔ حد نظر تک ان کی زمینیں ہی زمینیں ہیں پورے پورے علاقے کے مالک ہیں لیکن علم سے محروم کتابوں کی افادیت سے لاعلمی کے باعث ان کے ہاں مخطوطات دیمک کی غذا بن گئے لیکن انہوں نے کوئی کتاب شائع

Marfat.com

نہیں کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اس امر سے واقفیت ہی نہیں رکھتے کہ کتاب کی کیا اہمیت ہے اور اس کی تباہی کے نتائج کیا سمجھ سکیں گے اور اس کی طباعت کے فوائد سے کیسے واقف ہوں گے۔ گویا ہمارے ملک کے مشائخ اور سجادہ نشینوں کے پاس وسائل اور مال و دولت کی کوئی کمی نہیں ہے کمی ہے تو جذبہ، حمیت دین اور علمی لگن کی ہے۔ ہمارے ملک میں صدیوں بعد کوئی انگریز آتا ہے تو اپنے یورپین وظیفہ کی مدد سے کچھ کام کرتا ہے۔ تیس سال پہلے آرزونا یونیورسٹی (امریکہ) سے ایک محقق رچرڈ میکیسول ایٹن (Eaton) اور پنجاب کی مختلف خانقاہوں سے مواد جمع کر کے لے گئے تھے، اس طرح امریکہ سے ہی آرتھر بہلر (A.F.Beuhler) دس پندرہ سال پہلے آئے اور پنجاب کے نقشبندی صوفیہ پر اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ Sufi Heirs of the Prophet (The Indian Naqshbandiyya and the Rise of the Mediating Sufi Shaykh) لکھا اور امریکہ سے ہی شائع ہوا تھا۔

ڈاکٹر مارسیا، کے ہرمینسن بھی اسی دوران پاکستان آئیں (یہاں قیام کے دوران وہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملیں تھیں) اور نقشبندی سلسلہ پر بہت سے مخطوطات و مطبوعات کے عکس لے کر گئیں تھیں۔ میک گل یونیورسٹی مانٹریال، کنڈا کی ایک پاکستانی نژاد خاتون ڈاکٹر ساجدہ علوی عرصہ دراز سے اٹھارھویں صدی عیسوی میں پنجاب کے خانقاہی نظام اور مدرسہ سسٹم پر کام کر رہی ہیں ان تمام اصحاب کی علمی مدد اور راہنمائی کرنے والا یہاں کوئی نہیں تھا ان محققین نے ہمیں بتایا کہ پاکستان کی کوئی یونیورسٹی بھی ہمارے علمی مسائل حل کرنے کے قابل نہیں تھی حالانکہ ان یونیورسٹیوں کے

Marfat.com

اساتذہ کی بیش قرار تنخواہیں ہیں۔

تیس سال پہلے آکسفورڈ سنٹر آف اسلامک سٹڈیز انگلینڈ نے سوشو کلچرل اٹلس آف دی مسلمز آف ساؤتھ ایشیا کے نام سے کام کا آغاز کیا تو مختلف خانقاھوں سے کوئی مواد یا تعاون نہ مل سکا یہاں کے اصحاب علم و دانش نے ان کے ساتھ معاوضہ پر کام کرنے سے انکار کرتے ہوئے ایسے ایسے حیلے بہانے لگائے کہ وہ مایوس ہو گئے اور ہندوستان جا کر مواد اکٹھا کرنا شروع کر دیا جہاں اپنی مدد آپ کے تحت انہیں بہت کچھ میسر آیا۔

آج سے بیس پچیس سال پیشتر بعض اہل علم حضرات نے فہرست مشترک فارسی کی طرز پر فہرست مشترک مخطوطات عربیہ مرتب کرنے کے لیے جذبہ کا اظہار کیا تھا، ڈاکٹر سید عارف نوشاہی اور پرفیسر محمد اقبال مجددی اس سلسلہ میں پاکستان کے معروف دانش ور ڈاکٹر نبی بخش بلوچ مرحوم کو ہمراہ لے کر سندھ کے گورنر حکیم محمد سعید سے ملے تھے لیکن بہت کوشش کے باوجود کسی قسم کا کوئی تعاون حکومت کی طرف سے نہ مل سکا

آیئے ہم ان مسائل پر اجتماعی طور پر غور کریں اور ان امور کا سراغ لگانے کی کوشش کریں کہ آخر ہمارے ملک میں اپنے بزرگوں کے کلچر اور لٹریچر سے اتنی لاتعلقی کے اسباب کیا ہیں؟

یہ بات کرتے ہوئے مجھے انتہائی راحت اور باطنی سکون حاصل ہو رہا ہے کہ یہ اعزاز بھی صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ ادارے کو حاصل ہوا ہے کہ فارسی زبان کا بہت اہم مخطوطہ ''رسائل در دفاع مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ'' از مولانا وکیل

Marfat.com

احمد سکندر پوری جس کا مقدمہ ملک کے نامور محقق جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے لکھا ہے۔ یہ پونے چھ سوصفحات پر نادر الوجود مخطوطہ شیر ربانی پبلی کیشنز کے زیر اہتمام چھپ چکا ہے جو کہ ملک اور بیرون ملک لائبریریوں تک پہنچانے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں فکر سرور کی گہرائی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ نقشبندی اکابرین کا علمی فیض تاقیامت جاری رہے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

Marfat.com

Marfat.com

میں بھی حاضر تھا وہاں

میاں محمد صادق قصوری

Marfat.com

Marfat.com

میں بھی حاضر تھا وہاں

میاں محمد صادق قصوری

جلائے جس نے اندھیروں میں روشنی کے چراغ
وہ جس کے فیض نے مہکا دیئے جہاں کے دماغ

آفتاب ہند امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ العزیز برعظیم ہندو پاک میں اسلام کے احیاء اور اس کی سربلندی کے لیے خدمات انجام دینے والوں کے سرخیل ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اکبری عہد اور جہانگیری دور سے لے کر تا ہنوز جتنے بھی اسلامی مفکر، مصلح اور معمارانِ قوم بطنِ برعظیم نے پیدا کیے اور جتنی بھی اسلامی، فلاحی، رفاہی اور روحانی تحریکیں یہاں سے اٹھیں، اُن کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس جدوجہد سے مسلّم ہے۔

حقیقت یہ ہے اگر آپ نور اللہ مرقدہٗ کی ذات عالیہ نہ ہوتی تو اکبر کا دین الٰہی پورے برعظیم کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا، کفر وشرک کے اندھیرے چھا جاتے۔ بُت پرستی عام ہو جاتی اور کوئی کلمہ گو نظر نہ آتا۔ آج نہ مساجد ہوتیں نہ اذانیں، نہ نمازی ہوتے نہ عبادت خانے، نہ مدارس ہوتے نہ خانقاہیں۔ ہم آج اگر مسلمان ہیں، توحید پرست ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں تو یہ حضرت امام ربانی کا ہم پر احسان عظیم ہے، یہ اُن کی توحید پرستی تھی، حق پرستی تھی اور باطل شکنی تھی کہ آج اکبر اعظم کا نام قصہ پارینہ بن چکا ہے اور آپ کا نام نامی اسم گرامی عشاق کے دلوں کی دھڑکن بنا ہوا ہے۔

Marfat.com

ذکر ان کا قریہ قریہ
خوشبو ان کی وادی وادی

بس تجربہ کردیم دریں دارِ مکافات
با دردکشان ہر کہ افتادہ، بر اُفتاد

ہم نے اس دنیا میں یہی دیکھا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کے بندوں سے جس نے ٹکر لی، وہ گر پڑا اور گرا ہی رہا)

آپؒ کی ہستی وہ ہستی ہے جس کی مثل اللہ عزّ وجل نے اس برعظیم میں کسی اور کو پیدا ہی نہیں فرمایا اور وہ سانچہ ہی توڑ دیا جس میں حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عبقری ڈھلا کرتے ہیں کیونکہ دین حق کا جو کام قدرت نے آپ سے لینا تھا وہ کسی کے مقدّر میں نہ تھا، وہ کسی اور کے بس کا روگ نہ تھا اور بالفاظ دیگر یہ شرف آپ ہی کی ذات ستودہ صفات کو حاصل ہونا تھا اور بس۔

حسن لرزید کہ صاحب نظرے پیدا شد
خوگرے، خود شکنے، خود نگرے پیدا شد

ذرا چشم تصور وا کرتے ہوئے اندازہ کیجئے کہ اکبرِاعظم سے ٹکر لینا، اس کے بنا کردہ دین الٰہی کی دھجیاں بکھیرنا، شیخ مبارک اور اُن کے بیٹوں ابوالفضل اور فیضی کے لادینی فلسفہ کو حرف غلط کی طرح مٹا دینا، بدعت و گمراہی کے بُت پاش پاش کرنا، نام نہاد مسلمانوں کی مخالفت کے طوفانوں سے نبرد آزما ہونا اور اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال کر

Marfat.com

حق وصداقت کوعلم بلند کرنا حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے وہ کارہائے عظیمہ ہیں جن پر اسلام کی تاریخ تاقیامت ناز کرتی رہے گی۔

یک چراغیست دریں خانہ واز پر توِ آں
ہرکجا می نگرم انجمنے ساختہ اند

اس گھر میں ایک ہی چراغ ہے اور اُسی کی روشنی سے جہاں دیکھتا ہوں، محفلیں سجی ہوئی ہیں۔

یوں تو پوری دنیا میں ہر سال حضرت امام ربانی قدس سرّہٗ النورانی کی یاد عزیز میں کانفرنسیں، محفلیں، جلسے اور سیمینار منعقد ہوتے ہیں مگر وطن عزیز پاکستان میں خصوصاً لاہور میں مجدد الف ثانی سوسائٹی کے زیر اہتمام جو ''قومی امام ربانی کانفرنس'' انعقاد پذیر ہوتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور بے نظیر ہے۔ اس کانفرنس میں ملک بھر کے اہل علم وفضل، ادیب وخطیب، علماؤ شعراء، دانشور وفضلاء تشریف لاکر اپنے امام کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں، اُن کے مقدس افکار ونظریات پر مقالے پڑھتے ہیں اور منظوم کلام سے سامعین وحاضرین کے ایمان وایقان کو جلا بخشتے ہیں۔ کانفرنس کی فضا اتنی نورانی ایمانی، ایقانی اور روحانی ہوتی ہے کہ فیض مجدد علیہ الرحمہ سے کوئی بھی خالی نہیں رہتا، ہر کوئی اپنے مقدر اور ظرف کے مطابق اپنا اپنا حصہ پاتا ہے اور قلب وجگر میں ایک عجیب حرارت اور گرمی محسوس کرتا ہے، دل ودماغ پکار اُٹھتا ہے۔

سرہند قبلہ ہائے دلہا ست خُدا می داند
دیدنش آرزوئے ماست خدا می داند

Marfat.com

۱۵ر جنوری ۲۰۱۲ء اتوار کا دن تھا کہ ''ایوان اقبال'' ایجرٹن روڈ لاہور میں ۳۵ویں سالانہ ''قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس'' بڑی شان و شوکت، تزک و احتشام اور حسنِ اہتمام کے ساتھ منعقد ہوئی جس میں حسب سابق ملک بھر کے دانشوروں نے اپنے امامِ عالی شان اور ہدایت نشان کے حضور گلہائے عقیدت اور ارمغان محبت پیش کیے۔ احقر (صادق قصوری) ساڑھے نو بجے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ''ایوان اقبال'' پہنچا تو بانی کانفرنس سفیر امام ربّانی سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے صوفی غلام مصطفیٰ صاحب، خواجہ عمر فیاض صاحب و دیگر غلامانِ سرور ملتؒ والہانہ انداز میں مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے، بڑی محبت سے کانفرنس ہال میں لے جا رہے تھے جبکہ کانفرنس کے منصرم فدائے سرور ملتؒ جناب محمد ناظم بشیر صاحب کانفرنس کے انتظامات و اہتمامات میں مصروف تھے، احقر کو ساتھیوں کے ہمراہ کانفرنس ہال سے ملحقہ کمرے میں بٹھایا گیا جہاں آسمان علم و ادب کے آفتاب و ماہتاب جلوہ افروز تھے، پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم ورک، ڈاکٹر محمد شریف سیالوی، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، صاحبزادہ محمد جنید سرور، ملک محمد سعید مجاہد آبادی، جن کے حسن عمل، تقویٰ اور خلوص سے کمرہ جنتِ ارضی کا منظر پیش کر رہا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دم قدم سے آبروئے علم و ادب قائم و دائم ہے۔

ساڑھے دس بجے کانفرنس کا آغاز ہوا، قاری محمد رفیق نقشبندی جامعہ نعیمیہ لاہور نے تلاوت قرآن حکیم کا شرف حاصل کیا اور اپنے لحن داؤدی سے سماں باندھ دیا پھر سید غلام نصیر الدین نصیر گولڑوی کی نعت سے سامعین کے قلب و جگر کو کیف و سرور بخشا

Marfat.com

دس بجکر چھبیس منٹ پر سٹیج سیکرٹری جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی سروری نے مدبرانہ انداز میں حضرت امام ربانی کی خدمات جلیلہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں روزنامہ ''جرأت'' اور ''تجارت'' لاہور کے مدیر وصدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور محترم جناب جمیل اطہر سرہندی کی مساعیٔ جمیلہ کو گلہائے تحسین و آفرین پیش کئے اور اُن کو دعوت دی کہ وہ کانفرنس کا آغاز فرمائیں۔

گیارہ بجے جناب جمیل اطہر سرہندی صاحب مائیک کے سامنے آئے، حاضرین کا شکریہ ادا کیا جو بہت دور دور سے اپنے روحانی مرشد، امام اور آقائے نعمت کا پیغام سننے کے لئے یہاں حاضر ہوئے ہیں اور شکریہ ادا کیا منتظمین کانفرنس کا جو ہر سال عوام و خواص کو روحانی غذا سے نوازتے ہیں اور پھر دل بریاں اور چشم تر کے ساتھ کہنے لگے کہ جب اس کانفرنس کا تذکرہ ہوتا ہے تو بے اختیار مخدوم مقدم سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی یاد آجاتا ہے۔ یہ پودا اُنہیں کا لگایا ہوا ہے اور یہ فصل انہیں کی کاشت کی ہوئی ہے جب جمیل اطہر سرہندی صاحب سامعین و حاضرین کو تمہیدی افتتاحی کلمات کو نواز رہے تھے تو اُن کے چہرے پر ایک عجیب چمک تھی، لہجے میں انتہاء کا سوز تھا، گفتگو میں فصاحت و بلاغت تھی ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے تاجدار سرہند حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی رُوح مبارک اُن پر سایہ کناں تھی۔ فرمانے لگے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ النورانی کا فکر و فلسفہ کیا تھا اور آج بھی اُن کے افکار کیوں زندہ و تابندہ ہیں، اس پر روشنی تو صاحبانِ مقالہ ہی ڈالیں گے لیکن حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے جو خراج تحسین پیش کیا وہ الہامی، لافانی و زندہ و تابندہ

Marfat.com

منقبت کہی۔آپ اپنے جذباتِ عقیدت کی آبیاری کرلیں ۔

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

پاکستان کی خشت اوّل حضرت امام ربانیؒ نے رکھی، وہیں سے مصور پاکستان اقبالؒ نے فیض حاصل کیا اسی سے قائداعظم نے اثر قبول کیا۔تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن مولانا محمد بخش مسلمؒ نے گواہی دی کہ قائد سے ملاقات پر قائداعظمؒ نے گواہی دی کہ میرے بزرگ میرے آباؤ اجداد بھی سرہند شریف حاضر ہوا کرتے تھے اور فیض مجددؒ سے جسم وروح کی غذا حاصل کرتے تھے۔

کروڑوں رحمتیں ہوں حضرت مجدد کی تربت پر
کوئی صدیوں میں ایسا صاحب ارشاد ہوتا ہے

''حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی'' اور ''شیر ربانی اسلامک سنٹر'' حضرت صوفی غلام سرور علیہ الرحمہ کی یاد ہیں جنھوں نے اپنی ساری زندگی، متاع اور وسائل ''افکارِ مجددؒ'' کی تبلیغ واشاعت کیلیے وقف کررکھے تھے۔حضرت مجدد الف ثانیؒ نے تحریری کام کیا، اقتدار سے دور رہے، اقتدار کی طمع اور لالچ نہ تھی کہ یہ فقیروں اور درویشوں کا کام نہیں ہے، اُن کا علمی، روحانی سرمایہ آج ہمارے پاس محفوظ ہے، موجود ہے، ہمارے لیے سرمہ چشم ہے، آپ کے ''مکتوبات شریف'' چشم بینا اور دل دانا کے لیے سرمایۂ آخرت ہیں اور محافظ دین وایمان ہیں، آج ہمارا وطن، ہمارا ملک اور ہماری پناہ گاہ اُنہیں مسائل سے دوچار ہے، جس طرح امام ربانی محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دور

Marfat.com

میں اکبر و جہانگیر اسلام سے برگشتہ ہو گئے تھے، اسلام سے دور ہو گئے تھے اور اسلام سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ اسلامی افکار سے دوری اختیار کر گئے تھے، اسلام کے تقدس کو پامال کر گئے اور اسلام کی روح سے قطعی طور پر نابلد تھے، بالکل اسی طرح آج ہمارا ملک بھی انہیں گھمبیر حالات میں گھرا ہوا ہے، بدامنی کی ہواؤں کا شکار اور کفر و ظلمت کے تھپیڑوں کی زد میں ہے۔ ہم نے حضرت مجددؒ کے افکار کی روشنی میں اندھیروں کو اُجالوں میں بدلنا ہے، اس کانفرنس کا مقصد محض نشستند اور گفتند کی محفل نہیں ہے، اس کا مقصد مکہ و مدینہ کی شمع روشن کرنے کی ضرورت ہے، دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنے کی سعی کی ضرورت ہے اور آج ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے اپنی ذمہ داریاں کیسے پوری کرنی ہیں۔

بیٹھ جائیں سایۂ دیوار احمدؐ میں منیر
اور ان باتوں کا سوچیں جن کو ہونا ہے ابھی

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ النورانی تو رسم شبیری سے آگاہ تھے، جس کا انہوں نے عملی ثبوت دیا، جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہا، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ابطال باطل کیا، حضرت صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سوچ سمجھ کر یہ راستہ اختیار کیا جبکہ اُن کے ساتھ کوئی جماعت نہ تھی، تنظیم نہ تھی وہ فرد واحد تھے جو یہ مشن لے کر نکلے پھر یہ جماعت بنتی گئی حتیٰ کہ کارواں بن گیا۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ملتے گئے کارواں بنتا گیا

Marfat.com

حضرات! وقت گزرنے کے ساتھ اندھیروں کا راج بڑھ رہا ہے لیکن تُو ن تُو ں روشنی بھی بڑھ رہی ہے، تمام دنیا میں امام ربّانی پر کام رہو رہا ہے، محققین ریسرچ کر رہے ہیں کہ "امام ربّانی" کے افکار کی روشنی میں حضور سید عالم ﷺ اور قائداعظم کا پاکستان کیسے بنائیں، وہ مقاصد کیسے حاصل کریں، آج ہمیں بھی ضرورت ہے افکار مجدّد کو تازہ کرنے کی، کردار مجدّد کو اپنانے کی، آپ جب یہاں سے نکلیں تو اس سال اور اگلے سال کے لیے کام کا نقشہ بنا کر نکلیں، اپنے گھروں پر بچوں کو تعلیمات مجددیہ سے آراستہ کریں ہمارے بچوں کو ان کے افکار کی اشد ضرورت ہے، آیئے آج عہد کریں کہ حضرت امامِ ربّانی رحمۃ اللہ علیہ نے معاشرے میں تبدیلی لانے کے لئے حضور ﷺ کے احکامات و ارشادات کی روشنی میں جس طرح جرأت مندانہ کردار ادا کیا، اُس کو اپنائیں۔ ہر دو تنظیموں کے کارکن جس طرح ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں، امید ہے کہ حضرت سرور ملّت علیہ الرحمہ کی روح خوش ہو رہی ہوگی کہ اُن کی اولاد، مریدوں اور ساتھیوں نے اُن کی جلائی ہوئی شمع کو روشن کیا ہوا ہے، یہ اُن کے خلوص کا ثمر ہے، پاکستان اس دن کامیاب ہوگا جب ہم اپنے عمل سے ثابت کریں، آیئے عہد کریں کہ اس پرچم کو، اس مقدس پرچم کو بلند رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ (عزّوجل) حامی و ناصر ہو۔

جناب جمیل اطہر سرہندی کے جامع اور ایمان افروز افتتاحی کلمات کے بعد گیارہ بج کر پندرہ منٹ پر سٹیج سیکرٹری جناب شیخ محمد ناظم بشیر نے چند اشعار سُنا کر کانفرنس کے شرکاء سے داد حاصل کی۔ دن کے گیارہ بج کر ۱۹ منٹ پر حضرت سرور ملت ؒ کے مرید باصفا پروفیسر راغب الیاس شاہ اسلامیہ کالج سول لائنز نے اپنا مقالہ "مکتوباتِ امام ربانی کے درس

Marfat.com

کی اہمیت عصرِ حاضر کے تناظر میں'' پڑھنا شروع کیا لہجہ اچھا تھا اور تسلسل بھی۔ انہوں نے کہا کہ لاہور اور گوجرانوالہ سے ''مکتوبات امام ربانی'' کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، مکتوبات کی اہمیت اس قدر ہے کہ عربی، فارسی اور اردو کے بے شمار ایڈیشن نکل چکے ہیں لیکن قابل صد افسوس بات یہ ہے کہ نقشبندی خانقاہیں مکتوبات شریف سے بے نیاز ہو چکی ہیں، خانقاہیں از سرِ نو درس کا سلسلہ شروع کریں، سجادہ نشین درس دے، مکاتیب کے تراجم یورپین زبانوں میں بھی کیے جائیں تا کہ غیر مسلم بھی آگاہ ہو سکیں۔

۱۱ بجکر ۳۴ منٹ پر قاری نصیر احمد شرقپوری نعت خوان نے نعت پڑھی، گیارہ بجکر ۴۳ منٹ پر پروفیسر ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، جو متشرع نوجوان ہیں مائیک پر جلوہ افروز ہوئے، اُن کے مقالے کا عنوان تھا ''مبدأ و معاد کا موضوعاتی جائزہ'' انہوں نے کہا کہ یہ کتاب حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے مختلف مضامین کا مجموعہ ہے جس میں آپ نے میدان تصوف کے اسرار و رموز کے وہ لطیف و دقیق اشارات بیان فرمائے ہیں جن کا سمجھنا عوام تو عوام خواص کے لے بھی مشکل و محال ہے، یہ ان کی تبحر علمی اور میدان تصوف میں یکتا و بے نظیر ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔

حضرت امام ربانی فاتحہ خلف الامام کی رعایت تلاش کرتے رہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں لیکن بپاس مذہب حنفی مجبوراً ترکِ قراءت کرتے تھے کیونکہ ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب میں جانا بھی الحاد ہے۔ آخر اللہ کریم جل جلالہٗ نے مذہب حنفی کی رعایت کی برکت سے اُن پر حقیقت واضح کر دی اور پھر بصیرت کی نگاہ میں قراءت حکمی ہی قراءت حقیقی کی بجائے زیبا تر نظر آئی کیونکہ امام اور مقتدی سب کے سب متفقہ طور پر مقام مناجات پر کھڑے ہیں۔

Marfat.com

گیارہ بجکر ۵۳ منٹ پر پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم ورک شعبہ اسلامیات گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج گوجرانوالہ نے پُر مغز مقالہ پڑھا۔انہوں نے بتایا کہ مولانا نصرت اللہ مجددی گوجرانوالہ میں مکتوبات شریف کا درس دے رہے ہیں،۔حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے تربیت کر کے حضرت امام ربّانی کو ''مجدد الف ثانی'' کے منصب پر پہنچایا۔آپؒ کا مقصد وحید وحدت الوجودی صوفیہ کی تردید تھا۔دوسرا مقصد حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تربیت تھا۔بیس مکتوبات امام ربّانی کے حضرت خواجہ باقی باللہ کے نام ہیں،ان پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنی چاہیے کہ یہ مکتوب بہت اہم ہیں،ان میں تصوف کی بنیادی اصطلاحات ہیں،پہلی جلد میں خواجہ باقی باللہ کے نام مکتوبات میں ''ادب'' تھا،''فیض'' لینا مقصود تھا۔حضرت مجدد نے اپنے تمام تر فکر اور مکتوبات کو پیرومرشد کے فیض کا نتیجہ قرار دیا ہر مکتوب کا آغاز نہایت عاجزی و انکساری سے کرتے ہیں مکتوبات میں ادب سکھاتے ہیں پیرومرشد کا۔

مکتوبات میں فلسفہ ایسا ہے کہ اکثر یونانی فلسفہ رد ہو جاتا ہے۔مکتوبات سے مترشح ہوتا ہے کہ خداوند کریم جل جلالہٗ نے اُنہیں کتنا بلند مقام عطا فرمایا ہے۔نظریہ وحدت الوجود کا جواب دیا ہے تو بڑے حسین انداز میں کہ ''وحدت الوجود'' جاننے کا نام اور ''وحدت الشہود'' دیکھنے کا مقام ہے۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ جو خاص فیض مجددی کا سلسلہ ہے کسی اور سلسلے میں نہیں ہے۔حضرت مجددؒ ''مقام حیرت'' پر فائز ہیں،حدیث شریف میں ہے،حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُعا فرمایا کرتے تھے ''یااللہ (جل شانہٗ) مجھے مقام حیرت عطا فرما''۔

Marfat.com

آج پھر وہی دور ہے کہ لوگ تصوف کے نام پر تصوف کو بدنام کر رہے ہیں۔ آپ لوگ مکتوبات شریف پڑھیں جن میں سراسر شریعت کی پابندی اور پاسداری ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کشف پڑھیے جن سے واضح ہوتا ہے کہ ''شریعت'' اور ''طریقت'' ایک ہی سکے کے دو رُخ ہیں۔

بارہ بجکر پندرہ منٹ پر معروف محقق و مؤرخ اور ماہر مجددیات پروفیسر محمد اقبال مجددی'' نے درس مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی ضرورت و اہمیت'' کے عنوان سے بڑا تحقیقی مقالہ پڑھا کہ مذہبی پالیسی ایسے رجحان کا نام ہے جو نبی کریم ﷺ کے ارشادات واحکامات ہیں۔ علماء وصوفیا کے مکتوبات کے بہت سے مجموعے دنیا میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے مگر جو بات، جو مقام اور جو مرتبہ ''مکتوبات امام ربانی'' کا ہے، دوسرے مجموعے اس کا عشر عشیر بھی نہ پا سکے، حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ''مکتوبات'' علوم اسلامیہ کا بے نظیر خزانہ ہیں۔ اس میں تفسیر، حدیث، فقہ، علم کلام اور تصوف کے مختلف مسائل جس طرح زیر بحث آئے کسی دوسری کتاب میں نہیں آئے۔

میرے گُل میں جو بُو ہے وہ کسی گل میں نہیں

اورنگزیب عالمگیر ایسا مسلمان تھا جو متعصب نہ تھا، اُس کا جرنیل غیر مسلم تھا، اورنگزیب پر کوئی تحقیقی کام سامنے نہیں آیا۔ انگریزوں نے اسے بدنام کیا ہے۔ اورنگزیب کی پالیسی یہ تھی کہ ہندو مسلم اپنے اپنے طریقے اور دین پر رہ کر زندگی بسر کریں۔ اورنگزیب کا مقصد ملک کو اسلامی فلاحی مملکت بنانا تھا، اکبر کی نسبت مسلمانوں کو مذہبی آزادی دینا تھا، حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا تھا کہ ''ملت ما جداگانہ است'' اورنگزیب نے حضرت مجدد کے ارشادات کی روشنی میں ''فکر اسلامی'' کا تحفظ کیا، حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خُلفاء مثلاً مفتی محمد

Marfat.com

باقر لاہوری، محمد صادق کابلی وغیرہ باری باری اورنگزیب کے ساتھ رہ کر اُس کی تربیت کرتے رہے۔

آج یورپی زبانوں میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ پر ہماری نسبت زیادہ تحقیق ہورہی ہے، یورپ کی ہر بڑی یونیورسٹی میں اس سلسلہ پر پی ایچ ڈی ہورہی ہے۔ مکتوبات امام ربانی کا انگریزی میں ترجمہ نہ ہوسکا ہے۔ ماضی میں مکتوبات کا درس اطراف عالم میں ہوتا تھا، لیکن آہستہ آہستہ درس کا سلسلہ ماند پڑ گیا، خانقاہیں علمی اعتبار سے اُجڑ گئیں، اب کوئی سجادہ نشین ''مکتوبات امام ربانی'' جیسی کتاب کا سمجھنا تو درکنار مکتوبات کی اصل زبان فارسی سے واقف نہیں ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب اُردو ترجمہ پر ہی انحصار ہے۔ فارسی ایڈیشن بالکل ناپید ہوگئے ہیں، خانقاہوں میں تو اردو تراجم بھی ناپید ہیں، اندریں حالات درس مکتوبات کی روایت کو اب پھر سے آگے بڑھانے کی ضرورت ہے بلکہ اشد ضرورت ہے۔

بارہ بجکر ۳۰ منٹ پر جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد نے اپنا مقالہ ''نقشبندی حضرات اور ترویج شریعت'' پیش کیا کہ نقشبندی حضرات سے کیا مراد ہے؟ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ نقشبندی سلسلہ تمام سلاسل میں خصوصی شان وامتیاز رکھتا ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلق رکھتا ہے جو اس سلسلے کے شیخ اوّل ہیں، جن کی شخصیت بڑی شخصیت ہے، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی جانشینی کا حق ادا کیا ہے۔ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں جن کے بعد آسمان نے کسی شخص کو نہیں دیکھا۔

بعض نام نہاد شیخ الاسلاموں نے کہا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے سیاسی جانشین تھے، ایک شیخ الاسلام نے شان گھٹانے کی ناپاک کوشش کی ہے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل

Marfat.com

ہیں، حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا نیکی کی ۳۶۰ شاخیں ہیں، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے اندر بھی کوئی خصلت ہے؟ نطق نبوی ﷺ سے ارشاد ہوا کہ ۳۶۰ میں سے ایک بھی ایسی نہیں جو آپ میں موجود نہ ہو۔ آپؓ کا جنت کے آٹھوں دروازوں سے گزر ہوگا، ساری دنیا کا ایمان ایک طرف اور صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوقار کا دوسرے پلڑے میں اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پلڑا سب سے بھاری ہوگا۔

سُنی وہ ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل مانتا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزّوجل نے جو میرے سینے میں اُتارا، میں نے صدیق اکبرؓ کے سینے میں اتار دیا، یہ ہے مقامِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مشائخ نقشبند سختی سے شریعت کے پابند ہیں، شریعت کے خلاف معمولی سی بات بھی برداشت نہیں کرتے، سلطان العارفین حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے خربوزہ اس لیے نہیں کھایا کہ میرے آقا و مولا حضور سیّد عالم ﷺ نے چیر کر کھایا تھا یا پھاڑ کر (حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے اس واقعہ کی کیسی منظر کشی کی ہے۔

عاشقی! محکم شواز تقلید یار تا کمندِ تو شود یزداں شکار
کاملِ بُسطام درتقلید فرد اجتناب از خوردنِ خربوزہ کرد

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے دین کی اتنی خدمت کی ہے کہ حدِ بیان سے باہر ہے، شریعت کا تحفظ کیا ہے، وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے سلسلہ میں صحیح ''نظریہ وحدت الشہود'' کا ہے جو ہم پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا احسان ہے، آپ کا کوئی قدم ایسا نہیں جو شریعتِ مطہرہ سے باہر ہو۔

بارہ بجکر چھپن منٹ پر وطن عزیز کے صف اوّل کے دانشور، ممتاز ماہر تعلیم اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ پر اتھارٹی جناب ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی اپنا مقالہ ہمالہ ہاتھوں میں تھامے جلوہ گر

Marfat.com

ہوئے۔ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ کالج فیصل آباد کے ریٹائرڈ پرنسپل، محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف (آزاد کشمیر) کے سابق وائس چانسلر اور آج کل ''مرکز تحقیق'' فیصل آباد کے صدر نشین ہیں۔ اُن کے مقالے کا عنوان تھا ''پاکستانی خانقاہوں میں تعلیمات مجددیہ علیہ الرحمۃ کے احیاء کی ضرورت'' ڈاکٹر صاحب کا مقالہ پُر مغز، جامع، فصاحت و بلاغت کا شاہکار مسجّع و مقفّٰی، زبان کوثر و تسلیم سے دھلی ہوئی تھی، فرمایا خانقاہیں اپنے مقصد اپنے مدّعا اور اپنی منزل سے ہٹ گئی ہیں، مشائخ سالوس چھا گئے ہیں، بعض اوقات تو اپنی کرامات بیان کرتے وقت اپنے آپ کو صحابہ کرامؓ سے بھی بالاتر شو کرتے ہیں۔

نہ علم نہ دانش نہ حقیقت نہ یقین
چوں کافر درویش نہ دنیا نہ دیں

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اِن سب کا رد فرمایا، شریعت کی پاسداری کا درس دیا، آج کل کے صوفی، نام نہاد صوفی، بے عمل صوفی، بے علم صوفی، روحانیت کی ابجد سے بھی ناواقف ہیں، ہائے! اقبال نے کیسی کہی۔

میراث میں آئی اُن کے مسندِ ارشاد
زاغوں کے قبضے میں عقابوں کا نشیمن

حضرت امام ربّانی قدس سرہٗ کا ارشاد گرامی ہے:

پیر وہ ہے جو مرید کو حق سبحانہٗ کی طرف راہنمائی کرے وہ مراقبے اور مجاہدے جو شریعت کے منافی ہیں، شریعت کے خلاف ہیں، شریعت سے کوسوں دور ہیں، مردود ہیں مردود ہیں'

Marfat.com

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے وہ اسلام پیش کیا جو صحابہ کرامؓ کے مبارک اور روشن دور میں تھا، اُنہوں نے اکبر کے دین الٰہی، سجدۂ تعظیمی اور اسلام دشمنی کے خلاف آواز بلند کی، رخصت کی بجائے عزیمت کا راستہ اختیار کیا۔

مفاہمت نہ سکھا ! جبرِ ناروا سے مجھے
میں سر بکف ہوں لڑا دے کسی بلا سے مجھے

آپ تو یہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ:

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت مصطفویٰ ﷺ پر ثابت قدم رکھے، ہمیں راہِ مصطفیٰ ﷺ عطا فرمائے کہ یہی مقصود ہے، یہی سعادت ہے اور نجات کا راستہ ہے"

محمد عربیؐ کہ آبروئے ہر دو سرا است
کسی کہ خاکِ درش نیست خاک برسرِ اُو

ایک بجکر ۱۸ منٹ پر جناب رضاء الدین صدیقی زاویہ فاؤنڈیشن انٹرنیشنل نے مائیک سنبھالا اور یوں گویا ہوئے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اِس ہزار سال کے مجدد ہیں، جس طرح نبوت کا پیغام آفاقی ہے، اسی طرح حضرت مجددؒ کی بے مثال شخصیت بھی ہر فکر کو احاطہ کرتی ہے، ادراک کرتی ہے، ان کے زمانے میں جو ایک فتنہ شکست و ریخت کا شروع ہوا وہ آج بھی موجود ہے، مقام نبوت کو گرانے کی شعوری کوششیں کی جا رہی ہیں، حضرت مجددؒ نے بروقت ادراک کیا، مقام نبوت کا شعور بلند کرنے، بیدار کرنے کی کوشش کی اور جد جہد کی، وحدت الوجود کے غلط تعبیر کی، حوصلہ شکنی کی، باطل افکار کے مقابل اپنا نظریہ پیش کیا، جعلی مفکر

Marfat.com

اور نام نہاد صوفی غلط فکر پھیلاتے ہیں، داتا علی ہجویری، خواجہ اجمیری، خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، شیخ اشرف جہانگیر سمنانی، شاہ سلیمان تونسوی، خواجہ شمس الدین سیالوی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، اور سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہم نے دین اور تصوف کے بارے میں صحیح تعبیر کی ہے۔ آج پورے تصوف کو غلط رنگ میں پیش کیا جارہا ہے، سواداعظم کے اندر غلط تعبیریں ہورہی ہیں، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی خرابیوں کی اصلاح کی کوشش کی عمارت کو منہدم کرنے کی سعی کو ناکام بنادیا۔

ایک بجکر ۳۵ منٹ پر جناب اصغر علی نقشبندی نے ترنم سے، درد سے اور سوز سے حکیم الامت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق اور الہامی نظم۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلعِ انوار

شروع کی تو مجمع میں ہل چل مچ گئی، وجد کی کیفیت طاری ہوگئی، آنکھیں اشکبار ہوگئیں، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ رُوحِ مجدد محفل پر تصرف کیے ہوئے ہے، سایہ کناں ہے اور فیض رساں ہے، سب حاضرین وسامعین نے کیف وسرور اور درد وسوز کی دولت لوٹی، اے کاش وقت کا پہیہ جام ہوجاتا، گھڑی کی سوئیاں رُک جاتیں اور یہ منظر قائم ودائم رہتا، میں ان لمحات کی منظر کشی کیسے کروں، بس یہ سماں دیکھنے سننے سے ہی تعلق رکھتا تھا۔

اگر میں چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارا

گھڑی کی سوئیاں ایک بجکر ۴۳ منٹ پر پہنچیں تو مائیک پر نوجوان مفکر اور دانشور ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس صدر شعبہ عربی واسلامیات جی سی یونیورسٹی فیصل آباد جلوہ فگن ہوئے

Marfat.com

موصوف دورِ حاضر میں ''افکارِ مجدد'' پر جس انداز، جس تندہی اور جس خلوص کے ساتھ تحقیقی کام کر رہے ہیں یہ انہی کا حصہ ہے۔ آپ کا موضوع مقالہ تھا ''مقام اہل بیت حضرت مجددؒ کے افکار کی روشنی میں'' آپ نے فرمایا کہ ''مکتوبات امام ربانی'' حصہ دوم مکتوب نمبر ۳۶ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

تمام صحابہ کی توقیر کے ساتھ اہل بیت سے محبت اہل سنت کا عقیدہ ہے

، اہل بیت کی محبت اہل سنت کا سرمایہ ہے۔''

حضرت امام ربانیؒ نے اہل سنت کے اعتقادات کے مطابق اہل بیت کی محبت کو لازم ٹھہرایا، آپؒ ازواج مطہرات اور حضرت سیّدہ طاہرہ، زاہدہ عابدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کو اہل بیت میں شمار کرتے ہیں اور اُن کے فضائل و کمالات کو اعتراف بڑی فراخدلی سے کرتے ہیں کیونکہ یہ ایمان کا حصہ ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا مقالہ بڑا جامع، تحقیقی اور جاندار تھا جس کا تفصیلی مطالعہ حاصل ایمان ہے، قارئین کرام کتاب میں خشوع وخضوع کے ساتھ اس کا مطالعہ کر کے لطف اٹھائیں اور اپنے آپ کو حُب اہل بیت سے سرشار کریں حُب اہل بیت کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ بیدم شاہ وارثی نے کیا خوب کہا ہے۔

بے حُب اہل بیت تیری عبادت حرام
زاہد تیری نماز کو دُور سے سلام

ایک بجکر ۴۹ منٹ پر ایک ہونہار نوجوان حافظ محمد شاہد سٹیج پر آیا اور بڑے ادب و احترام کے ساتھ اور عقیدت بھرے لہجے، دھیمی آواز میں فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی نعت پڑھ کر سامعین حاضرین کے قلوب کو جلا بخشی، ایک دو شعر ملاحظہ

Marfat.com

فرمائیں اور حُب رسول ﷺ کے بحرِ بے کنار میں مستغرق ہو جائیں۔

عرش حق ہے مسندِ رفعت رسولؐ اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزّت رسولؐ اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسولؐ اللہ کی

لیجئے! اب دو بج رہے ہیں اور ڈاکٹر محمد شریف سیالوی صاحب صدر شعبہ عربی بہاالدین زکریا یونیورسٹی ملتان اپنا مقالہ تھامے دھیرے دھیرے، خراماں خراماں سٹیج کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے مقالے میں کہا کہ عوام اہل سنت کے عقائد کی جو صحیح تاریخ و تعبیر حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے اپنے مکتوبات میں کر دی ہے، کافی وشافی ہے۔ انہوں نے علمائے کرام سے اپیل کی کہ وہ مباحث جن کا تعلق خالص علمی حوالے سے ہے، عوام کو ان میں نہ الجھائیں، دین اسلام آخری پیغام ہدایت ہے، فرقہ ناجیہ اہل سنت ہے، حدیث شریف میں ہے کہ پہلی امتوں کے ۷۲ فرقے تھے، میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے جن سے ایک ناجی ہوگا جو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے فضل سے ''اہل سنت'' ہیں، فضیلت صحابہ اور محبت اہل بیت ہر دو حق ہیں اور ہم انہیں مانتے ہیں۔ اللہ (جل جلالہٗ) والوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے کہ صحبت کی بہت فضیلت ہے۔

گردِ مستاں گرد گرے کم رسد بُوئے رسد
بُوئے اُو گر کم رسد رویت ایشاں بس است

مستوں کے گرد گھوما کر اس لیے کہ جب تُو اُن کے گرد گھومتا رہے گا تو معرفت الٰہی (جل جلالہٗ) کے جامِ شراب کا کوئی گھونٹ تمہیں بھی نصیب ہو جائے گا۔ اگر شراب کا گھونٹ نہ ملا تو

Marfat.com

شرابِ معرفت الٰہی (جل شانہٗ) اور شرابِ عشق کی خوشبو تو مل ہی جائے گی، اگر خوشبو بھی نہ مل سکے تو اپنے آپ کو محروم نہ سمجھ کہ کم از کم تمہیں اُن کا دیدار تو ہو ہی جائے گا، کیونکہ جو اُن کی صحبت میں آتے ہیں وہ کچھ نہ کچھ پا کر ہی جاتے ہیں، محروم نہیں لوٹتے)

نقیب محفل، کانفرنس کے روحِ رواں، فدائے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ النورانی اور حضرت سرور ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید باصفا اور مظہر اتم جناب شیخ محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی سروری نے اپنے گرانقدر مقالے ''نقشبندی سلسلہ کے اصل مآخذ کی اشاعت وضرورت'' میں ارشاد کیا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا تحریری سرمایہ دوسرے سلسلوں سے بہت زیادہ ہے اور یہ سلسلہ سب سے زیادہ پابند شریعت ہے۔ یہ سلسلہ حضور نبی اکرم ﷺ کی متابعت پر ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اقتدا اس سلسلہ کا نصب العین، مطمع نظر اور خاصہ ہے اور اس کے ثمرات میں ''دوام حضور وآگہی'' ہے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ شہنشاہ مشکل کشا حضرت سیدنا خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر آج تک اِس سلسلہ کے بزرگوں نے جو علمی سرمایہ چھوڑا ہے اُس کی جدید طرز پر پہلے تو ایک فہرست مرتب کی جائے اور پھر اُن کی جدید اصولِ تحقیق وتدوین کے مطابق ایڈیٹ کر کے بحسن وخوبی شائع کیا جائے، اس کی اشد ضرورت بھی ہے اور وقت کا تقاضا بھی۔

ہمارے اکابر کی اولادوں کی نااہلی کی وجہ سے بہت سے قیمتی کتب خانے تباہ وبرباد ہو چکے ہیں اور باقی بھی رواں دواں ہیں، اگر ہم اسی طرح غفلت کا شکار رہے، کاہلی وسستی کے اشہب پر سوار رہے تو پھر یہ سب کچھ برباد ہو جائے گا اور ہم سر پیٹتے رہ جائیں گے۔

Marfat.com

نظر آتی ہی نہیں صورتِ حالات کوئی
اب یہی صورتِ حالات نظر آتی ہے

اس کے بعد خادم مسعود ملت ؒ ڈاکٹر شیر محمد نے حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی زید مجدہٗ کا محبت مجدد سے لبریز پیغام پڑھ کر سنایا جس کے بعد دو بج کر ۴۸ منٹ صدر مجلس خانوادہ مجددیہ کے درخشندہ ستارے حضرت پیر نثار احمد جان سرہندی دامت برکاتہم العالیہ جو بوجوہ تشریف نہ لا سکے ان کا پیغام اور خطبہ جو ان کے حقیقی بھتیجے پیر احتشام اللہ جان سرہندی کے ہاتھ بھجوایا گیا تھا کو منظور نظر مسعود ملت ؒ پروفیسر رفیق مسعودی نے پڑھ کر سنایا اور آپ کے مبارک نصائح پیش کرتے ہوئے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور آخر میں سندھ سے تشریف لائے ہوئے نورانی وضع قطع کے حامل خانوادہ مجددیہ کے چشم و چراغ پیر احتشام اللہ جان سرہندی نے سندھی زبان میں رقت آمیز دعاؤں سے اس تقریب کو شرف بخشا اور یوں یہ مقدس روحانی تقریب نماز ظہر کے ساتھ ہی برخاست ہوگئی، نماز ظہر کے فوراً بعد عوام وخواص کی پُرتکلف کھانے سے تواضع کی گئی اور پھر حاضرین فیض مجدد سے سرشار، گلاب جیسے کھلے چہروں کے ساتھ اپنی آنکھوں میں ایک عجیب قسم کا نور و سرور لیے اپنی منزل کے راہی ہوئے۔

ہے اُن کے عطرِ بُوئے گریباں سے مست گُل
گل سے چمن، چمن سے صبا اور صبا سے ہم

Marfat.com

سابقہ کانفرنسز میں پیش کیے جانے والے مقالات

محمد ناظم بشیر مجددی نقشبندی

Marfat.com

Marfat.com

﴿1﴾

نام مجموعہ مقالات: شیخ سرہند

ترتیب وتدوین: جمیل اطہر

نمبر شمار	عنوان مقالہ	نام مقالہ نگار
۱۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۔	حضرت امام ربانی	جمیل اطہر سرہندی
۳۔	صاحب اسرار	جمیل اطہر سرہندی
۴۔	بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی	جمیل اطہر سرہندی
۵۔	مسلم قومیت کا داعی	جمیل اطہر سرہندی
۶۔	اکبر کا دین الٰہی	جمیل اطہر سرہندی
۷۔	وحدت الوجود سے وحدت الشہود تک	جمیل اطہر سرہندی
۸۔	مجدد سے قائد تک	جناب زیڈ اے سلہری
۹۔	سرمایہ ملت کا نگہبان	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
۱۰۔	نفس گرم کی تاثیر	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔	گرمئی احرار	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۱۲۔	مکتوبات کے آئینے میں	صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
۱۳۔	احیائے دین کا نور	سید انور علی ایڈووکیٹ

Marfat.com

۱۴۔	نرالی شان کا مجدد	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۵۔	دانائے راز	پروفیسر انیس احمد شیخ
۱۶۔	ولولہ حق	عبدالکریم ثمر
۱۷۔	تجدید دین	پروفیسر محمد عارف اظہر
۱۸۔	خواجہ باقی باللہ کی نظر میں	پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور
۱۹۔	آفتاب درخشاں	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی
۲۰۔	اقبال کی نظر میں	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۲۱۔	بہترین جہاد	پروفیسر سعید احمد خاں
۲۲۔	صراط مستقیم	پروفیسر حافظ اعتبار احمد خاں
۲۳۔	مرید سے مراد تک	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی

﴿2﴾

نام مجموعہ مقالات: افکار حضرت مجدد الف ثانی اور عصر حاضر

ترتیب وتدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۱۷۔اپریل ۲۰۰۴ بروز ہفتہ بوقت ۴ بجے سہ پہر کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

Marfat.com

۲۔	دو قومی نظریہ اور تحریک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے اوّلین بانی	مجیب الرحمٰن شامی
۴۔	فکر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات کے آئینے میں	مفتی محمد صدیق ہزاروی
۵۔	حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی نظر میں	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۷۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی

﴿3﴾

نام مجموعہ مقالات: ارمغانِ امام ربانی (جلد اول)

ترتیب وتدوین: سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۲۴۔اپریل ۲۰۰۵ بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے دن ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ	حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

۲۔	جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس کا اجمالی جائزہ، اظہارِ تشکر و امتنان	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۔	تعارف امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۴۔	تعارف جہانِ امام ربانی	علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی
۵۔	امام ربانی مجدد الف ثانی	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور سے رابطہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۷۔	شریعت، طریقت اور حقیقت امام ربانی کی نظر میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور ترویج شریعت	پروفیسر محمد احسان ہاشمی
۹۔	امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت فقیہ اسلام	علامہ مفتی صدیق ہزاروی
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی کے تفسیری نکات	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۱۱۔	حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور عشق رسول ﷺ	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۲۔	عقیدہ ختم نبوت اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد
۱۳۔	نقشبندی مشائخ اور تحفظ ناموس رسالت	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی

Marfat.com

۱۴۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی نگارشات	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۱۵۔	بلوچستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ممتاز خانقاہیں	ڈاکٹر سلطان الطاف علی
۱۶۔	خانوادۂ مجددیہ سے قائداعظم کے اجداد کی عقیدت	سید صابر حسین شاہ بخاری
۱۷۔	حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور مستشرقین	ڈاکٹر سلطان شاہ
۱۸۔	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک احیاء دین	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۹۔	سرہند شریف، اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۰۔	خطبہ صدارت	مفتی اعظم ہند علامہ ڈاکٹر محمد مکرم احمد

﴿4﴾

نام مجموعہ مقالات: فکر امام ربانی

ترتیب و تدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۱۸۔ مارچ ۲۰۰۷ بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	آئینہ فاروق اعظم (امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ)	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی

Marfat.com

۲۔	دوقومی نظریہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظامِ تبلیغ	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۴۔	حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارنامے اور عصر حاضر	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۵۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے روابط	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۶۔	حضرت مجدد کا تصورِ اجتہاد	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی
۷۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور سرمایہ ملت کی نگہبانی	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۸۔	اشاعت مسلک اہل سنت اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد و احفاد	صاحبزادہ سید محمد نوید الحسن شاہ المشہدی
۹۔	صدارتی خطبہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

﴿5﴾

نام مجموعہ مقالات: نذرِ مجدد

ترتیب وتدوین: سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۹ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار

Marfat.com

۱۔	دربارِ رسالت مآب ﷺ میں حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۲۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات عالیہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۳۔	مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہل سنت	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۴۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اہداف ـ نظریات یا شخصیات	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۵۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ملت اسلامیہ کو تفرقہ میں مبتلا نہیں کیا	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ جہاد	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۷۔	مجاہدین اسلام کو حضرت مجدد کے نصائح	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۸۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجاہدانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویے میں تبدیلی	علامہ ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی
۹۔	حضرت مجدد کے خسر شیخ تھانیسری کی جلاوطنی اور شہادت	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۰۔	وحدۃ الشہود گرہ کشائے وحدۃ الوجود	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۱۔	مکتوبات امام ربانی کے مآخذ	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۱۲۔	شیخ سلطان اور مجددیت	محمد خلیل مجددی

Marfat.com

۱۳۔	صدارتی خطبہ	مفتی محمد معظم احمد

﴿6﴾

نام مجموعہ مقالات: ارمغانِ امام ربانی (جلد دوم)

ترتیب وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد و مقام: ۲۲ر فروری ۲۰۱۰ء بروز اتوار سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور دوقومی نظریہ	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۲۔	تعلیمات مجددیہ کی ضرورت اور عصر حاضر	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۳۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنی طرف دعوت نہیں دی، اتباع سنت اور اکابر اہلسنت کی طرف متوجہ کیا	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۴۔	عالمی سطح پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا اثر ورسوخ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۵۔	تکفیر مسلم میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا کمال احتیاط	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۶۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اوراد و وظائف	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۷۔	معارف (اعظم گڑھ) میں تذکارِ مجدد	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج واسلوب	ڈاکٹر محمد اکرم ورک

Marfat.com

۹۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے تعلیمی نظریات	ڈاکٹر محفوظ احمد
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا عربی اسلوب نگارش (عربی مکاتیب کی روشنی میں)	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۱۱۔	رسالہ تہلیلیہ کا اسلوبِ نگارش	ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی
۱۲۔	مکتوباتِ امام ربانی کے فکری اور عملی پہلو	پروفیسر محمد عظیم فاروقی
۱۳۔	روئیداد	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

﴿7﴾

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد سوم)

ترتیب وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد ومقام: ۱۴ر فروری ۲۰۱۱ء بروز اتوار ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	علوم شرعیہ کی ترویج میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششیں اور ان کے ثمرات	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۲۔	عوارف المعارف: مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد

Marfat.com

۳۔	لطائف المدینہ: حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے احوال کا ایک اہم ماخذ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۴۔	عمدۃ الاسلام: حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پسند فرمودہ کتاب	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۵۔	اصلاح باطن وتزکیہ نفس مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
۶۔	اثباۃ النبوۃ کے ادبی محاسن	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۷۔	میر نعمانؒ کے نام خطوط میں تعلیم وتربیت اور اصلاح احوال کے حوالے سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا منہج واسلوب	ڈاکٹر محمد اکرم ورک
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق تربیت	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۹۔	ایصال ثواب: مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر محمد عظیم فاروقی

مکاتیب

۱۰	ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ کے مکاتیب میاں محمد صادق قصوری کے نام
۱۱	ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ کے مکاتیب صاحبزادہ بدر السلام صدیقی کے نام

Marfat.com

﴿8﴾

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد چہارم)

ترتیب وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد و مقام: ۳۰ رجنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات، کمالات واحسانات	پروفیسر آغا پیر نثار احمد جان سرہندی
۲۔	دور حاضر میں صوفیہ کا کردار	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۳۔	ابن عربیؒ مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۴۔	مجددی تحریک اور اس کے اثرات	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۵۔	پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت	ڈاکٹر سلطان الطاف علی
۶۔	مقام نبوت کا تحفظ: حضرت مجددؒ کی خدمات	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۷۔	مقام صحابہؓ: حضرت مجددؒ کے افکار کی روشنی میں	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

Marfat.com

۸۔	سماجی فلاح و بہود حضرت مجدد کے افکار کی روشنی میں	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
۹۔	حضرت مجددؒ بحیثیت خادم قرآن	ڈاکٹر عبدالحمید عباسی
۱۰۔	رسالہ تہلیلیہ کے ادبی محاسن	ڈاکٹر حافظ افتخار خان
۱۱۔	خان خاناںؒ کے نام حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خطوط کی دعوتی، سماجی اور سیاسی اہمیت	ڈاکٹر محمد اکرم ورک

مکاتیب

۱۲۔	ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ کے مکاتیب پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام

برائے رابطہ:

دفتر مجدد الف ثانی سوسائٹی، لاہور، پاکستان

واقع

کاشانۂ شیر ربّانی 51-K1 واپڈا ٹاؤن لاہور

04235224449.........03004299321

nazim_bashir72@Yahoo.com

www.mujaddidway.com

Marfat.com

مکاتیب

Marfat.com

Marfat.com

احوالِ واقعی

۱۹۷۰ء کے آغاز کی بات ہے راقم اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور میں بی اے سال سوم کا طالب علم تھا کہ سلسلۂ نقشبندیہ کے مطالعہ کا شوق دامن گیر ہوا، کئی کتابیں پڑھ ڈالیں، رب کریم کے فضل و کرم سے جلد یہ ذوق تحریر و تحقیق کا موضوع بن گیا، اس دوران یہ معلوم ہوا کہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کی لائبریری میں میرے ہم وطن عبداللہ خویشگی قصوری (ف بعد ۱۱۲۶ھ) کی ایک قلمی کتاب معارج الولایت موجود ہے، راقم نے اس کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس میں سلسلۂ نقشبندیہ کے خلاف ایسا مواد ہے جس کا تجزیاتی مطالعہ کرنا چاہیے، چنانچہ اس میں حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلاف ایک فتویٰ ملا، جس پر ۱۰۹۴ھ کے اطراف کے علماء کے دستخط بھی ثبت تھے، یہ فتویٰ نقل کیا اور اپنے معاصر بزرگوں سے سلسلۂ نقشبندیہ پر مراسلت شروع کر دی، خویشگی کے احوال اور تصانیف کا سراغ لگانا شروع کیا تو ان کے احوال و آثار پر خاصا مواد جمع ہو گیا، گویا ۱۹۷۰ء میں ہی یہ کتاب مرتب کر ڈالی اور ۱۹۷۲ء میں جب کہ میں ایم اے تاریخ سال اوّل کا متعلم تھا یہ کتاب طبع ہو گئی، اس کتاب کی رونمائی رائٹرز گلڈ، لاہور میں منعقد کروائی، شعبۂ تاریخ کے اساتذہ نے ہی اس پر تعارفی مقالات پڑھے[1] اس طرح اس مبارک سلسلہ کی تحقیق کا آغاز ہوا تو سلسلۂ نقشبندیہ کی خانقاہوں کے سجادہ نشینوں سے مراسلت شروع کی لیکن کسی طرف سے کوئی حوصلہ افزا جواب نہ آیا تو مندرجہ

۱۔ یعنی احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری، دار المورخین، لاہور ۱۹۷۲ء

Marfat.com

ذیل اصحاب کی خدمت میں مراجعت کی:

۱۔ مولانا ابوالحسن زید فاروقیؒ (۱۹۰۶ء---- ۱۹۹۳ء)

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ (۱۹۱۲ء---۲۰۰۵ء)

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ (۱۹۳۰-----۲۰۰۸ء)

ان بزرگ حضرات میں سے سب سے زیادہ دلچسپی موخرالذکر بزرگ نے لی اور اس مسکین کے ہر عریضہ کا جواب بڑی شفقت سے دیا، آپ کے ابتدائی دور کے خطوط میں محفوظ کرتا چلا گیا، یہاں تک کہ آغاز کے بہت سے مکاتیب ترتیب دے کر ارمغان امام ربانی کی چوتھی جلد میں شائع کر دیے، ان کے علاوہ بھی موصوف کے بہت سے خطوط مجھ عاجز کے نام ہیں لیکن یک جانہ ہونے کے باعث اشاعت پذیر نہ ہو سکے، اب عزیز القدر جناب محمد طاہر مسعودی میرے ذخیرہ سے یہ خطوط تلاش کر کے کتابی صورت میں طبع کروانے کی سعی کر رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں جس دوسری بزرگ ہستی نے شفقت و مہربانی فرمائی وہ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی تھی، مرحوم نے بھی اس میں بڑا اہم کردار ادا کیا، بہت سے مخطوطات سلسلۂ نقشبندیہ کی نشان دہی فرمائی جن کے تعاقب میں راقم مسکین نے بہت طویل سفر کیے، گویا جوانی کا بڑا حصہ انہی اسفار میں صرف ہوا جس پر اللہ کا بہت ہی شکر ہے کہ یہ دور لہو و لعب میں گرفتاری کی بجائے طلب کتاب و حصول مآخذ میں گذرا، تمام علمی سفرنامے محفوظ ہیں، جنہیں کتابی صورت دینے کی کوشش کی جارہی ہے، اس سلسلہ کی ایک اہم شخصیت مولانا ابوالحسن زید فاروقی مرحوم کی ہے، جن کے کل آٹھ خطوط مجھ عاجز

Marfat.com

کے نام آئے اور مجھ پر بڑی عنایات فرمائیں، کئی نادر مخطوطاتِ سلسلہ کی فوٹو کاپیاں بنا کر مرحمت فرمائیں، ایک بار نہایت سادگی سے احقر نے لکھا کہ آپ صرف ان مخطوطات کے وجود کی اطلاع دیں جن کا اندارج دنیا کی فہارس مخطوطات میں نہیں ہے، جس پر حضرت خوب ہنسے اور جواب دیا کہ تم تو بہت ہی بے وقوف ہو بھلا میرے پاس فرصت کہاں کہ میں دنیا کی فہرستیں دیکھ سکوں، میرے تو اپنے کتب خانہ کی فہرست نہیں بن سکی ،مرحوم چونکہ معمر اور بیمار تھے اس لیے ان کو خط لکھتے وقت یہی خطرہ رہتا تھا کہ کہیں جواب سے محروم نہ ہو جاؤں، آخر ایک دن وہی ہوا جس کا ڈر تھا یعنی ایک ایسا احمقانہ عریضہ لکھ کر سلسلۂ نقشبندیہ کے بارے میں استفسارات کیئے کہ اس کا جواب نہ صرف وقت طلب بلکہ جسمانی زحمت کا باعث ہوا، اس کا جواب یہ آیا کہ آج سے تمہارے ساتھ خط و کتابت بند کی جاتی ہے اگر تم نے کوئی خط لکھا تو اُسے ضائع سمجھنا، اس کے بعد ان مرحوم کی خدمت گرامی میں عریضہ لکھنے کی جرأت نہیں کی، یہاں تک کہ ۱۹۹۳ء کو آپ کے وصال کی خبر ملی۔

ان مکاتیب میں قارئین کو سلسلۂ نقشبندیہ کے متعلق کچھ معلومات ضرور ملیں گی، ممکن ہے بعض اصحاب ذوق ہمارے کام کو آگے بڑھانے کے لئے خود بھی انہی راستوں پر چل نکلیں اور انہیں بھی مجھ خوش نصیب کی طرح ایسے ہی راہنما مل جائیں اور ان کے لئے سعادت کی راہیں کھل جائیں۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم کے نام راقم بے بضاعت کے چند عریضوں کی کاربن کاپیاں محفوظ رہ گئی تھیں وہ بھی ان میں یکجا کردی گئی ہیں، مجھے اب یہ خطوط پڑھ کر

Marfat.com

اپنی جہالت پر افسوس ہوتا ہے اور ہنسی آتی ہے کہ اتنی معمولی باتوں سے بھی میں لاعلم رہا اور یہ بھی احساس ہے کہ میری ان عرضداشتوں میں زبان و بیان کی غلطیاں موجود ہیں جن کی احقر نے اشاعت کے وقت تصحیح نہیں کی تا کہ اپنی کم مائیگی کا احساس زندگی بھر رہے اور میں طلب علم میں مصروف رہوں۔ یہ تمام خطوط ایک ہی پتہ پر یعنی معرفت حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب آئے تھے اس لیے ہر خط کے ساتھ پتہ نہیں لکھا گیا۔

دارالمورخین

۱۹۶۔بی، سبزہ زار، لاہور

عاجز

محمد اقبال مجددی

۱۲ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

۲۴رجنوری ۲۰۱۳ء

Marfat.com

مولانا ابوالحسن زید فاروقیؒ
کے مکاتیب
پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام
(مع حواشی)

Marfat.com

Marfat.com

﴿۱﴾

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر

شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی

پنجشنبہ ۱۹ رمحرم ۱۳۹۶ھ

۲۹ رجنوری ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد اقبال صاحب حفظہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ وسلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اے عزیز تین جنوری کا مکتوب بیس کو ملا، پڑھ کر دل خوش ہوا، یہ عاجز دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری کوششوں کو کامیاب کرے

مقامات معصومی معروف بہ برکات معصومی ۱؎ یواقیت الحرمین ۲؎ معروف بہ حسنات الحرمین، مکتوب شیخ سیف الدین ۳؎، انساب طاہرین ۴؎ سیر الکاملین ۵؎ کے متعلق مقامات خیر میں لکھا جاچکا ہے کہ یہ سب قلمی ہیں، ان کی حفاظت یہ عاجز کرتا ہے، کسی کو عاریۃً نہیں دے سکتا البتہ یہاں آکر استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

اے عزیز ۱۹۴۷ء کے بعد حالات بالکل پلٹ گئے ہیں نہ کوئی رفیق رہا نہ کام کا کرنے والا، پہلے یہ عاجز خود اسی قسم کے کام کرلیا کرتا تھا اب دو چار سال سے سب کام قطعاً چھوڑ دیے ہیں بہ جز مطالعہ کرنے اور کچھ لکھنے کا اگر کسی کتاب کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ ہاتھ نہیں لگتی، عاجز کو کہاں فرصت کہ کتب خانون کی فہرستوں ے کو دیکھے،

Marfat.com

ان دنوں یہ عاجز ''حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ۸'' کی تالیف میں مصروف ہے اللہ اس کام کو بہ احسن وجہ تکمیل کو پہنچائے اگر کوئی آدمی ملا تو مقامات خیر کا (طبع جدید) ایک نسخہ نواب زادہ لئیق احمد خاں صاحب انصاری ۹ صاحب کے پاس تمہارے واسطے بھیج دیا جائیگا۔ ۱۰

معارج الولایت ۱۱ کا قلمی نسخہ جناب خلیق احمد نظامی ۱۲ صاحب نے چند سال قبل دکھایا تھا اور نظامی صاحب نے حیات شیخ عبدالحق میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا وہ مکتوب طبع کر دیا ہے جو حضرت مجدد پر اعتراضات سے پُر ہے ۱۳ اگر اپنی کتاب ۱۴ نواب زادہ صاحب کے ہاں دے دیتے تو وہ بہتر ہوتا کہ وہ کسی کے ہاتھ ارسال کر دیں کیوں کہ پٹھان مخلصین احیاناً آتے ہیں اور ابھی کچھ دن ہوئے عبدالحمید صاحب لاہور گئے ہیں صفر کے آخر تک غالباً ان کی آمد ہوگی وہ اس کتاب کو لے آئیں گے۔

والسلام خیر ختام

زید ابوالحسن فاروقی

حضرت حافظ محمد ہاشم صاحب ۱۵ کی وفات کی خبر بہ روز عید قربان سنی تھی، نہایت رنج ہوا، اپنے خاندان میں ذی علم اور صاحب کمال تھے، افسوس صد افسوس کہ اُن کی جگہ ان کے گھرانے میں کوئی نہیں لے سکتا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

لیس من ماتَ فاستراح بِمَیت   اِنّما المَیتُ مَیِتُ الاحیاء

للہ الامر من قبل و من بعد

Marfat.com

﴿۲﴾

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر

شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی

دوشنبہ ۹؍فروری ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب محمد اقبال صاحب مجددی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک خط اس سے پہلے لکھ چکا ہوں امید ہے کہ ملا ہوگا، کتاب ''مقامات خیر'' کا تحفہ ارسال ہے آپ اس کا مطالعہ کریں اور جب دل خوش ہوا کرے تو دعا کر دیا کریں، یہی اس کی قیمت ہے، اگر میری استطاعت میں کتابوں کا فراہم کرنا ہوتا تو کرتا۔ میرے حالات سے آپ صاحبان واقف ہیں، اللہ فضل فرمائے اور سب کو خیریت سے رکھے ،آپ کی کتاب اِعبداللہ خویشگی کے متعلق جس کی تفصیل آپ نے لکھی ہے عاجز کو درکار ہے۔ اس کی اچھی صورت یہ ہے کہ آپ وہ کتاب میرے بہنوئی صاحب نواب زادہ جناب لئیق احمد خان صاحب انصاری کو یا ان کے بچوں میں کسی کو دے دیں اور وہ کسی آنے والے کے ہاتھ مجھ کو بھیج دیں گے، مجھ کو اس کتاب کا انتظار ہے۔ میں جو کتاب (حضرت مجدد اور ان کے ناقدین) لکھ رہا ہوں، اس میں شاید اس کتاب سے کچھ استفادہ کر کے کچھ لکھا جائے، بہر حال دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو توفیق دے اور آپ اللہ کے نیک بندوں کی حمایت کریں۔ عاجز کی کتاب ''مقامات خیر'' کو چاروں طرف سے اہل علم (مختلف خیال اور مختلف مکاتیب فکر) طلب فرما رہے ہیں اور

Marfat.com

بیشتر افراد نے اظہار کیا ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر دل خوش ہوا ہے امید ہے، آپ بھی اس کتاب کے مطالعہ سے خوش ہونگے۔

والسلام

زید ابوالحسن فاروقی

کتاب کے مل جانے پر اگر ایک خط لکھ دیں تو بہتر ہے۔ عاجز کو بھی آپ کی کتاب ملے گی تو ان شاء اللہ خط لکھ دے گا۔

Marfat.com

﴿۳﴾

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر

شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی

پنجشنبہ ۴/جولائی ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد اقبال صاحب مجددی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے (علامہ ابن تیمیہ اوران کے ہم عصر علماء ۱) کا ایک نسخہ بھیجا تھا غالباً وہ تم کو مل گیا ہے لیکن کوئی خط نہیں آیا ابھی پانچ سات دن ہوئے ہیں کہ "حدیقۃ الاولیاء ۲" کا عمدہ نسخہ جس پر تم نے مفید حواشی لکھے ہیں ملا اوراس کا مطالعہ کیا اور اللہ کے فضل سے دل خوش ہوا ۳۔ اللہ تم کو اجر دے، خیر سے رکھے، میں (حضرت مجدد اوران کے ناقدین) کی تالیف میں مشغول ہوں اب اللہ کے فضل سے یہ کتاب پوری ہونے کو ہے بس پھر نظر ثانی کر کے ان شاء اللہ کتابت شروع کراؤں گا، اللہ اس کام سے فارغ کرے ۔اگر یہ کتاب پوری ہوگئی اور چھپ گئی تو اس کا ایک نسخہ ارسال کروں گا ۴ کیا فریڈ مان یہودی ۵ کی کتاب تمہارے پاس ہے؟ کیا اس نے اطہر عباس شیعی ۶ کی کتاب ۷ کے متعلق کچھ لکھا ہے اگر لکھا ہے اور اگر تم اس کا ترجمہ کر کے مجھے بھیج دو تو کتنا اچھا ہو، میں نے سنا ہے (مولانا نسیم احمد فریدی ۸ نے لکھا ہے) کہ فریڈ مان نے اطہر عباس کی کتاب کے متعلق اظہار کیا ہے کہ اس نے غلط باتیں لکھی ۹ ہیں ۔اگر اس سلسلہ میں مدد کرو گے تو بہت دل خوش ہوگا ۱۰۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو خیریت سے رکھے، ایک یورپین ۱۱

Marfat.com

آتے تھے اور مقامات معصومی کا فوٹو اتار کر تمھارے واسطے لے گئے تھے[۱۱] کیا وہ فوٹو مل گیا ہے، اپنی خیریت اور دریافت کردہ باتوں کے جواب سے مطلع کرو۔

والسلام
زید ابوالحسن فاروقی

Marfat.com

﴿۴﴾

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی نمبر ۶

چارشنبہ ۱۲؍رمضان ۱۳۹۶ھ

۸؍ستمبر ۱۹۷۶ء

جناب محمد اقبال صاحب مجددی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ نے حدیقۃ الاولیاء ڈاک سے بھیجی اور پھر ایک پارسل میں (۱۔توحید خالص ۲۔التمام ۳۔یہ قبریں تینوں کپتان مسعود ۱ کی ۴۔کنزالایمان ۵۔محاسن کنز الایمان ۶۔نعتیہ شاعری ۷۔عاشق رسول ﷺ) یہ ۶ رسالے ارسال کیے، میں نے ان میں سے ہر رسالہ کو خوب خیال سے پڑھا کپتان صاحب افراط وتفریط کے دلدل میں پھنس گئے ہیں لہٰذا نہ ان سے تعرض کیا جائے اور نہ ان کے رسالہ کا رد کیا جائے، البتہ جن خیالات کو انہوں نے ظاہر ہے تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے رد کرنا مناسب ہے اور اللہ آپ کو اس کی توفیق دے اور جو بھی ابن تیمیہ کا صحیح طور گرویدہ ہوگا وہ اسی قسم کی خرافات لکھ کر بندگانِ خدا کو رنج پہنچائے گا، میں نے اپنے رسالہ ۳ جو کہ آپ کو ارسال کر چکا ہوں کچھ بیان کر دیا ہے، اب اس سلسلہ میں مزید کچھ نہیں لکھنا چاہتا، میں حضرت مجدد اور ان کے ناقدین سے فارغ ہو گیا تھا جو کہ آپ کا لفافہ مجھ کو ملا، ۲۶؍اگست کو ''یوحنا فریڈمان'' کے مضمون کا تعلق کتاب کے دوسرے حصہ سے ہے، ان شاء اللہ رمضان کے

Marfat.com

بعد اطہر عباس رضوی شیعی کی کتاب کے رد میں اس حصہ کو شامل کروں گا، یہ بہت کام کی چیز مجھ کو ملی ہے اور اس سے بہت دل خوش ہوا، حدیقۃ الاولیا اور باقی ساتوں رسائل کے مطالعہ سے اتنی مسرت نہیں ہوئی جتنی آپ کے اس خط ۴ سے اور اس سے پہلے ''احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری'' کے مطالعہ سے ہوئی تھی، اللہ توفیق دے کہ میں اپنی اس تالیف کو طبع کراؤں ۔ پھر ان شاء اللہ ایک نسخہ آپ کو ارسال کروں گا اور اس وقت آپ کو میری اس بات کا اندازہ ہوگا جو کہ میں نے لکھی ہے، رمضان المبارک میں دماغی کام صحیح طور پر مجھ سے نہیں ہوتا اور اس وجہ سے لکھنے پڑھنے کا کام اس مبارک مہینہ میں روک دیتا ہوں، کابل میں آپ کو ''وحدت الوجود والشہود'' ۵ کا نسخہ مل گیا، بہتر ہوا، غالباً اسکا نسخہ میرے پاس نہ ہوگا اور اگر ہوا بھی تو شاید ایک ہی نسخہ مل جائے چونکہ اس کی طباعت ملا عبدالغفار نے بہت خراب کرائی اس لیے اس کے دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا باقی رہا اس کا ترجمہ جو کہ اردو میں ہوا ہے اس کو جناب مفتی عتیق الرحمان ۷ صاحب نے ''دفتر ندوۃ المصنفین ۸ جامع مسجد، دہلی نمبر ۶'' سے شائع کیا ہے ۹ ان شاء اللہ اس کا نسخہ ارسال کردوں گا میں نے یہ خط بچی سے لکھوایا ہے امید ہے کہ پڑھنے میں دقت نہیں ہوگی۔

والسلام

زید ابوالحسن فاروقی

Marfat.com

﴿۵﴾

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی

شنبہ دہم محرم ۱۳۹۷ھ

یکم جنوری ۱۹۷۷ء

عزیزم محمد اقبال صاحب مجددی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مکتوب سولہ دسمبر کا ۲۷ دسمبر کو ملا، آپ نے نمبر ڈال کر جو کچھ لکھا ہے نمبر وار جواب لکھتا ہوں۔

1۔رسالہ وحدت الوجود آپ کو مل گیا ہے ڈاکٹر خورشید صاحب[۱] نے اپنا تعارف نہ کروایا۔اللہ ان کو اجر دے، ایک رسالہ ڈاکٹر برھان احمدؒ فاروقی[۲] کے واسطے بھی ارسال کیا تھا۔آپ کو رسالہ پسند آیا بہتر ہے۔آج کل لکھنے والے اصحاب رطب و یابس کا مجموعہ ہو کر رہ گئے ہیں۔اللہ فضل فرمائے۔

2۔حضرت محمد صادق مجددی[۳] کابلی کی اہلیہ اولی کے چوتھے صاحبزادے محمد شعیب[۴] ابھی چند روز قبل آئے تھے بیان کرتے تھے جمعرات کا دن تمام کر کے جمعہ کی شب کو ۹ بجے ان کے والد کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی، رمضان کی آٹھ تاریخ ۱۳۹۶ء اور دسمبر کی دوسری ۱۹۷۶ء تھی، رحمہ اللہ ورضی عنہ، جمعہ کے دن جنت البقیع زیر اقدام حضرت ابراہیم فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہوئے۔

Marfat.com

3۔عاجز نے نہ رسالہ قدسیہ ۵ دیکھا ہے اور نہ احمد طاہری ۶ کا مقدمہ، لہٰذا کیا لکھے

4۔حضرت میرزا جان جانان نے ہندوؤں کے مذہب پر تحقیقی نظر ڈالی ہے ۶ اور اس سلسلہ میں تحریر فرمایا ہے، تناسخ کے عقیدے سے کفر لازم نہیں آتا اب اس کو کوئی افسانہ بنا دے تو کیا کیا جائے۔

5۔افسوس صد افسوس کہ حضرت مولانا غلام محی الدین ۸ کے ملفوظات ۹ میرے پاس نہیں ہیں۔

6۔نہ ان کی سوانح عمری ہے نہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کی تحریر ہے نہ خلافت نامے ۱۰ کی نہ دیگر

اللہ آپ کو اجر دے آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز ۱۱ کی محررہ سند مع ۱۲ مہر کا عکس شائع کیا، دیکھ کر بہت دل خوش ہوا، اللہ اب آپ کی کتاب کو پورا کرائے

حضرت شاہ ابوسعید کے ہاتھ کا لکھا ہوا مصحف مبارک ۱۳ میں نے خوب وقت سے دیکھا، کاغذ کی لمبائی ½۲۱ (انچ) چوڑائی ½۱۱ (انچ)۔جدول کی لمبائی ½۱۰ (انچ) چوڑائی ¼۷ (انچ) اور ۹ سطری ہے۔۱۵ ر جمادی الآخر ۱۲۴۴ھ کو کتابت سے فارغ ہوئے ہیں یعنی حضرت شاہ غلام علی کی وفات کے تقریباً چار سال ساڑھے تین ماہ بعد، اور آخر میں لکھا ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے لیے اس کو وقف کیا، حکیم محمد موسیٰ ۱۴ صاحب کا بیان میری نظر سے نہیں گزرا ہے۔

7۔مناہج السیر و مدارج الخیر ۱۵ کو ملا عبدالغفار قندہاری چھپواتے ہیں اور افغانستان لے

Marfat.com

جاتے ہیں، ایران میں اس کی بہت طلب ہے رشید ایرانی آئے تھے اور میرے پاس جو چند نسخے تھے لے گئے، مع ہذا اگر کوئی نسخہ دستیاب ہوا اور کوئی جانے والا ملا ارسال کر دوں گا، اللہ مجھ کو اس کی توفیق دے کہیں بھول نہ جاؤں

8۔ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کی ولادت ۱۱۵۸ھ اور تاریخ ''مظہر جود'' حضرت شاہ عبدالغنی نے رسالہ ہوالغنی ضمیمہ ۱۶ مقامات مظہری میں لکھی ہے، حضرت شاہ رؤف احمد ۱۷ نے جواہر علویہ ۱۸ میں سند حدیث کے متعلق لکھا ہے۔ ''سند حدیث بہ دو واسطہ از امام المحدثین حضرت حاجی محمد افضل ۱۹ رحمۃ اللہ علیہ کہ اوستا و پیر صحبت حضرت مرزا صاحب ۲۰ قدس سرہ بود دارند'' اس عبارت میں کیا اشکال ہے ۲۱ جب کہ وہ دو واسطے کا لکھ رہے ہیں اور وہ واسطے فرزندان شاہ ولی اللہ اور شاہ ولی اللہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے بہ عافیت ہوں اور امور یقینیہ میں مشغول رہتا ہوں، نہ با کسے کارے و نہ از کسے بارے، والحمد للہ علی ذلک

والسلام

زید ابوالحسن فاروقی

Marfat.com

﴿۶﴾

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی

شنبہ ۲۰؍صفر ۱۳۹۸ھ

۴؍فروری ۱۹۷۸ء

میاں محمد اقبال مجددی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دو تین دن ہوئے، خط ملا، خیریت معلوم ہوئی اور دل خوش ہوا، اللہ ہمیشہ خیریت سے رکھے، کمالات مظہری [1] کو مقاماتِ مظہری [2] کا خلاصہ سمجھنا چاہیئے، حضرت شاہ صاحب قدس سرہ جب بھی اپنی کوئی تالیف تحریر فرماتے تھے کچھ فرق اور کمی و بیشی ہو جاتی تھی، غالباً یہی وجہ ہے کہ کمالات مظہری کا کوئی خاص نام نہیں تجویز فرمایا [3] پانچ سات دن ہوئے کہ کتاب ''حضرت مجدد اور ان کے ناقدین'' چھپ کر آ گئی ہے ایک نسخہ ارسال کر رہا ہوں، محمد اقبال قادری صاحب نواب صاحب [4] کے ہاں دے آئیں گے وہاں سے آپ لے لیں، خدا کا فضل ہے یہاں خیریت ہے اور میں اپنے لکھنے پڑھنے میں مصروف ہوں کتاب ملنے پر مطلع کریں۔

والسلام

زید ابوالحسن فاروقی

Marfat.com

﴿۷﴾

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر

شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی

شنبہ ۱۴ر فروری ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پروفیسر محمد اقبال صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اٹلی سے ایک نومسلم اور ان کی اہلیہ ۱ کی آمد ہوئی انہوں نے اپنے واسطے دو کتابوں کے فوٹو اسٹیٹ نکلوائے، مجھ کو موقع ملا اور آپ کے واسطے کمالات مظہریہ ۲ کا فوٹو اسٹیٹ ان کی معرفت نکلوالیا۔

حضرت قاضی ثناء اللہ ۳ کا رسالہ ۴ کہیں رکھا گیا ہے، دستیاب نہ ہوا، کئی دن تلاش کیا اس لیے اس کا فوٹو نہیں نکلا، چند روز بعد کتب خانہ پوری طرح چھانوں گا اور پھر ان کا فوٹو ۵ ان شاء اللہ ارسال کردوں گا، محمد اسلم صاحب لاہوری ۶ آئے ہوئے تھے ان کے ہاتھ یہ کتاب ارسال کر رہا ہوں وہ میری مصروفیات دیکھ چکے ہیں، اللہ آپ کو خیریت سے رکھے، جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب کو سلام کہہ دیں، اللہ تعالیٰ ان کو خیریت سے رکھے۔

والسلام

زید ابوالحسن فاروقی

Marfat.com

﴿۸﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ والصلوٰۃ علی رسولہ و آلہ وصحبہ

''مقامات مظہری'' حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کی تالیف ہے، یہ مبارک اور مستند کتاب فارسی میں ہے، ایک عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس کتاب کا اردو میں ترجمہ ہوجائے، اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے اس کام کی توفیق جناب محمد اقبال صاحب مجددی کو دی، آپ گورنمنٹ ایم، اے، او کالج، لاہور میں پروفیسر تاریخ ہیں، آپ نے صرف ترجمہ ہی نہیں کیا ہے بلکہ مفید حواشی اور مقدمہ لکھ کر کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر کثیر دے

جہاں میں تو کارِ نکوئی رہے گا
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا

دوشنبہ ۳/ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی
۱۳/اکتوبر ۱۹۸۰ء حال وارد لاہور

Marfat.com

مکاتیب حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی بنام محمد اقبال مجددی

حواشی: نوشتہ: محمد اقبال مجددی (مکتوب الیہ)

مکتوب اوّل:

۱ مقامات معصومی معروف بہ برکات معصومی، حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی (ف ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) کے احوال و مقامات پر ہے، اس کا خطی نسخہ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی مجددی (ف ۱۹۲۳ء) نے مدینہ منورہ میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددی (ف ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء) کے متروکات میں سے خریدا تھا جو اب آپ کی درگاہ (مظہریہ، چتلی قبر، دہلی) کے کتب خانہ محفوظ ہے، ۲۰۰۴ء میں راقم عاجز کو اس پر علمی تحقیقات کا کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور یہ چار جلد میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور سے شائع ہوئی تھی، اس کے اس مذکورہ خطی نسخہ کا عکس حضرت زید نے مرحمت فرمایا تھا۔

۲ یواقیت الحرمین معروف بہ حسنات الحرمین (ملفوظات و مکاشفات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی)، یہ خطی نسخہ بھی راقم نے ایک مفصل مقدمہ اور اردو ترجمہ سمیت مکتبہ سراجیہ، موسیٰ زئی سے ۱۹۸۱ء کو شائع کروایا تھا۔

۳ مکتوبات شیخ سیف الدین سرہندی بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کا فارسی متن ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان مرحوم نے مرتب کر کے شائع کیا تھا۔

Marfat.com

۴۔ انساب الطاہرین (در انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی) مولفہ شاہ محمد عمر بن حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی، سال تالیف ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء اس کا خطی نسخہ بھی حضرت زید کے کتب خانہ میں ہے۔

۵۔ سیر الکاملین (ابتداء میں نقشبندی بزرگوں کا مختصر تذکرہ ہے پھر اولاد حضرت مجدد الف ثانی کے حالات و انساب درج کیے گئے ہیں) مؤلف کا نام درج نہیں ہے، اس کا قلمی نسخہ بھی حضرت زید کے کتب خانہ میں ہے۔

۶۔ مقامات خیر (احوال حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی) مولفہ حضرت ابوالحسن زید، مطبوعہ خانقاہ مظہری، دہلی، ۱۳۹۲ھ، کتابوں کا بیان اس میں ص ۲۲۔۲۵ ہے۔

۷۔ عاجز نے حضرت زید کو یہ خط لکھا کر استفسار کیا تھا کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ان مخطوطات کے وجود سے مطلع فرمائیں جن کا ذکر دنیا کی فہارس مخطوطات میں نہیں ہے، جس پر آپ نے تحریر فرمایا کہ مجھے کہاں فرصت کہ میں فہارس دیکھتا پھروں، جو چند نام جو آپ کو معلوم تھے آپ نے لکھ دیے۔

۸۔ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، یہ حضرت زید کی ایک نہایت عمدہ تالیف ہے جو آپ نے خود درگاہ شریف سے شائع کی تھی، حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نے اسے لاہور سے عکسی صورت میں شائع کروایا تھا، حضرت زید نے اس کا انگریزی ترجمہ "Hazrat Mujadid and his Critics" کے نام سے بھی کروایا تھا جو حضرت میاں صاحب کے تعاون سے لاہور سے ہی طبع کروایا تھا۔

۹۔ نواب زادہ لئیق احمد خان انصاری بن نواب زادہ فاخر احمد خان (از اولاد

Marfat.com

نواب صادق خان انصاری پانی پتی) نواب زادہ فاخر احمد خان حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی کے مرید خاص تھے، آپ کی صاحبزادی محترمہ صدیقی (ف ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) کا نکاح نوابزادہ لئیق احمد خان سے ہوا، لاہور میں رہتے تھے یہیں انتقال کیا (مقامات خیر ۷۱۴-۷۱۷)

۱۰ واقعی مقامات خیر کچھ دنوں کے بعد مجھے نوابزادہ صاحب کے وساطت سے مل گئی۔

۱۱ معارج الولایت (تذکرہ صوفیہ تالیف ۱۰۹۶ھ) مولفہ عبداللہ خویشگی قصوری کا ایک قلمی نسخہ پروفیسر خلیق احمد نظامی، علی گڑھ کے پاس تھا اور اس کے دو مزید خطی نسخے پنجاب یونیورسٹی، لاہور کی لائبریری میں ہیں (احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری، ص۱۰۲)

۱۲ پروفیسر خلیق احمد نظامی (ف ۵/دسمبر ۱۹۹۷ء) شعبہ تاریخ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ سے منسلک، شہرہ آفاق مولف و مورخ تھے، لیکن اپنے استاد پروفیسر محمد حبیب کے مارکسی نظریۂ کمیونزم کے خلاف تھے۔

۱۳ پروفیسر نظامی نے اپنی کتاب حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں یہ مکتوب معارج الولایت میں سے لے کر پورا نقل کر دیا ہے ص ۳۱۲-۳۴۵ جس پر حضرت زید نے اپنی کتاب حضرت مجدد اور ان کے ناقدین میں ناخوشی کا اظہار کیا تھا۔

۱۴ یہاں اپنی کتاب سے مراد احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری ہے جو لاہور سے ۱۹۷۲ء کو شائع ہوئی، راقم بے بضاعت ابھی سال سوم کا متعلم تھا کہ ۱۹۷۰ء میں یہ

Marfat.com

کتاب تالیف کی اور ایم اے سال اوّل میں داخل ہوا تو یہ کتاب شائع ہوگئی۔

۱۵۔ حافظ محمد ہاشم جان مجددی بن مولانا حسن جان مجددی بن مولانا عبدالرحمٰن قندھاری مجددی، حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے تھے، عالم و بزرگ شخصیت کے مالک تھے، لیکن تصنیف وتالیف سے کوئی مناسبت نہیں تھی۔

۱۶۔ وفات مولانا محمد ہاشم جان مجددی ۲۸ رستمبر ۱۹۷۵ء، سندھ

مکتوب دوم:

۱۔ کتاب احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری مراد ہے جو راقم نے لڑکپن میں تالیف کی تھی، تفصیل کے لیے مکتوب اوّل کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ کریں۔

۲۔ حضرت زید کو ہماری یہ کتاب اس لیے درکار تھی کہ آپ ان دونوں حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں ایک اہم کتاب حضرت مجدد اور ان کے ناقدین لکھ رہے تھے اور خویشگی نے قصداً اس میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلاف مواد جمع کر دیا تھا، راقم نے اس مواد (بشمول فتوی بخلاف حضرت مجدد الف ثانیؒ) کا تجزیاتی مطالعہ کیا تھا چنانچہ حضرت زید نے اپنی مذکورہ کتاب میں کئی مقامات پر اس کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

مکتوب سوم:

۱۔ علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء، مولانا زید کی اعلی درجہ کی کتاب ہے جو انہوں نے خود شاہ ابوالخیر اکادمی، دہلی سے شائع کی تھی، پھر مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، پاکستان سے پروفیسر محمد سعد سراجی

Marfat.com

نے شائع کی اور اس کے بعد حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نے بھی اسے شائع کیا۔

۲ے حدیقۃ الاولیاء (تذکرہ صوفیہ پنجاب) مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری کا ایک ایڈیشن زمانہ طالب علمی میں میں نے ایڈٹ کر کے شائع کیا جس پر تعلیقات وحواشی بھی لکھے جس پر اکابر مصنفین، ڈاکٹر نثار احمد فاروقی، پروفیسر خلیق احمد نظامی اور مولانا زید نے تعریفی وتوصیفی خطوط لکھ کر راقم عاجز کی حوصلہ افزائی کی، یہ کتاب مکتبہ المعارف لاہور سے دو مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۳ے حدیقہ الاولیاء پر عاجز کے حواشی پڑھ کر جو دعائیں حضرت زید نے دی تھیں اللہ کریم قبول فرمائے، آمین

۴ے فریڈمان یہودی (Friedmann Yohanan) نے میکگل یونیورسٹی (MicGill University)، مونٹریال کینڈا کی ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز سے حضرت مجدد الف ثانی پر اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ:

Sh.Ahmad Sirhindi, an outline of His Thoughts and study of His Image in the Eeyes of posterity

لکھا جو پہلے میکگل یونیورسٹی پریس اور پھر اوکسفورڈ یونیورسٹی پریس، دہلی نے شائع کر دیا تھا

۶۔۵ے اطہر عباس شیعی، سے مراد ڈاکٹر سید اطہر عباس رضوی (ف ۲ر ستمبر ۱۹۹۴ء) ہے، جس نے پروفیسر محمد حبیب کی نگرانی میں راسخ العقیدہ علماء وصوفیہ کے خلاف اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ:

Muslim Revivalist Momvements in Northern

Marfat.com

India in the 16-17 Centuries لکھا جس میں جی بھر کر اہل سنت کے مشائخ کی عیب جوئی کی اور خاص طور پر حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف زہر اگلا، پروفیسر محمد حبیب نے اس پر تعارفی کلمات میں بھی گل افشانی فرمائی کہ اس کے مولف رضوی نے جو علمی تحقیقات پیش کی ہیں وہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر بھی فوقیت رکھتی ہیں جس پر سب سے پہلے مولانا صباح الدین عبدالرحمٰن نے معارف اعظم گڑھ (مارچ، ستمبر، اکتوبر، نومبر ۱۹۶۶ء) میں ایک ناقدانہ مقالہ لکھ کر اہل علم کو اس طرف متوجہ کیا، پھر شبیر احمد غوری نے بھی معارف (مئی ۱۹۶۶ء) ہی میں اسی نوعیت کا مضمون لکھا، آخر میں مولانا نسیم احمد فریدی نے بھی ایک مقالہ لکھ کر محققین کو متوجہ کیا، کہ فریڈمان جیسے یہودی نے بھی اس شیعہ کے نظریات کا رد کیا ہے جس پر حضرت زید صاحب متوجہ ہوئے اور انہوں نے مجھ سے رابطہ قائم کر کے متعلقہ حصہ کا اردو ترجمہ طلب فرمایا جو میں نے انہیں بھیج دیا جو آپ کی کتاب حضرت مجدد اور ان کے ناقدین میں شامل ہے۔ اطہر عباس رضوی نے اپنی تمام کتابوں میں یہی نقطۂ نظر اپنایا ہے۔

۷ مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی (ف ۱۸/۱ اکتوبر ۱۹۸۸ء) کئی اہم کتابوں کے مؤلف تھے جن میں مکاتیب شاہ ولی اللہ کا فارسی متن اور اس کا اردو ترجمہ خاص طور پر قابل توجہ ہے، انہوں نے الفرقان میں کئی اہم مقالات سلسلۂ نقشبندیہ کے متعلق لکھے تھے، جن کا ایک مجموعۂ مقالات فریدی بھی چھپ چکا ہے۔

۸ رک حاشیہ ۶۔۵

۹ راقم عاجز نے حضرت زید کو متعلقہ حصہ کا اردو ترجمہ ارسال کر دیا تھا جو ان کی

Marfat.com

کتاب حضرت مجدد اور ان کے ناقدین میں شامل ہے۔

۱۰۔ یہاں ایک یورپین سے مراد رچرڈ میکیسول ایٹن (Richard Maxwell Eaton آرزونا یونیورسٹی، امریکہ میں شعبۂ تاریخ میں پروفیسر ہیں اور بہت سی مفید کتب کے مولف بھی راقم نے مقامات معصومی کے مقدمہ (9/1) میں ان کا اس تعاون پر شکریہ بھی لکھا ہے

۱۱۔ واقعی ڈاکٹر ایٹن نے اپنے کیمرہ پر مقامات معصومی جیسے ضخیم و حجیم قلمی نسخہ کی فلم خانقاہ شریفہ کے صحن میں جون و جولائی کی چل چلاتی دھوپ میں بیٹھ کر بنائی تھی جس کی مدد سے یہ مخطوطہ ایڈٹ کیا گیا۔

مکتوب نمبر ۴

۱۔ کیپٹن مسعود صاحب کو ان دنوں اس قسم کی توحید کا نیا نیا خمار چڑھا تھا، انہوں نے عقلیات کے زور سے کئی رسائل تالیف کیے اور اہل سنت کی تحقیر کے مرتکب ہوئے

۲۔ کنز الایمان، محاسن کنز الایمان، نعتیہ شاعری، عاشق رسول یہ سب مرکزی مجلس رضا، لاہور کی مطبوعات ہیں جو حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم نے شائع کی تھیں۔

۳۔ رسالہ سے مراد ہے حضرت زید کی کتاب علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء

۴۔ حضرت زید کا میرے خط سے جی اس لیے خوش ہوا کہ میں نے اطہر عباس کی کتاب (مذکورہ) کے سلسلہ میں فریڈ مان یہودی کی کتاب مذکورہ سے ترجمہ کر کے بھیجا تھا اور حضرت زید کو اس کی اشد ضرورت تھی۔

۵۔ رسالہ وحدت الوجود و الشہود تالیف بحر العلوم ملا عبد العلی فرنگی محلی، یہ رسالہ

Marfat.com

فارسی نثر میں ہے اور حضرت زید نے اس کا فارسی متن مرتب کر کے قندھار کے حاجی عبد الغفار خان کو طباعت کے لیے دے دیا تھا جس میں نہ صرف طباعت کی غلطیاں رہ گئی ہیں بلکہ کتابت وطباعت بھی بے مزہ ہے۔

۸۔ مفتی عتیق الرحمٰن (ف ۱۹۸۴ء) مہتمم ندوۃ المصنفین، دہلی، بڑے عالم، محقق اور کئی اہم کتابوں کے مولف بھی تھے، ندوۃ المصنفین سے انہوں نے بہت سی بیش قیمت علمی کتب شائع کیں اور ایک رسالہ برہان کے نام سے بھی ۱۹۳۸ء کو جاری کیا، جس کے مدیر نامور عالم مولانا سعید احمد اکبر آبادی تھے۔

۹۔ حضرت زید نے رسالہ وحدت الوجود کا اردو ترجمہ اسی ندوۃ المصنفین، دہلی سے شائع کروایا تھا۔

مکتوب نمبر ۵:

۱۔ ڈاکٹر خورشید صاحب سے مراد خورشید احمد خان یوسفی ہیں، جن کا انتقال ۲۰ رفروری ۱۹۹۷ء کو لاہور میں ہوا، نامور شاعر اختر شیرانی بن حافظ محمود خان شیرانی کے داماد تھے۔

۲۔ ڈاکٹر برھان احمد فاروقی (وفات لاہور، ۳ رجولائی ۱۹۹۵ء) نے مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ سے حضرت مجدد الف ثانی کے نظریۂ توحید (وحدت الوجود) پر پی ایچ ڈی کی تھی، پھر پاکستان آ گئے اور دیگر فضلا، کی طرح جو یہاں تشریف لائے اور بے حالی کی زندگی بسر کی اور ان سے کوئی قابل ذکر علمی کام نہ لیا گیا۔

۳۔ حضرت خواجہ محمد صادق مجددی کابلی، حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد میں سے

Marfat.com

تھے، مدینہ منورہ میں ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء کو انتقال کیا۔

۴ خواجہ محمد شعیب انہی خواجہ محمد صادق کابلی کے فرزند تھے۔

۵ رسالہ قدسیہ تالیف حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری، اس میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری کے ملفوظات ہیں، ایران اور اسلام آباد، پاکستان سے چھپ چکا ہے۔

۶ ڈاکٹر احمد طاہری عراقی، ایران کے فاضل محقق تھے، سلسلۂ نقشبندیہ پر گہری نظر رکھتے تھے، درمیانی عمر میں ہی انتقال ہوگیا، آخر میں دانشنامہ جہان اسلام سے وابستہ ہوکر نقشبندی مشائخ پر کئی مقالات لکھے اور مجھ سے بھی لکھوائے تھے جو مذکورہ دانشنامہ میں شامل ہیں۔

انہوں نے رسالہ قدسیہ کا متن بہت عمدہ طریقہ پر مرتب کیا جس کے آغاز میں ایک مفصل مقدمہ لکھا تھا جس میں نقشبندی مشائخ کے وسطی ایشیاء کے سلاطین کے ساتھ روابط کی تفصیلات بھی دی ہیں، راقم نے حضرت زید سے اسی کے متعلق استفسار کیا تھا۔

۷ حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید (ف ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر مشائخ میں سے تھے، کسی نے آپ سے ہندوؤں کے عقائد اور ان کے دیوتاؤں کے متعلق سوال کیا، جس کا آپ نے بہت عمدہ طریقہ سے جواب دیا، دور آخر کے انگریز اور ہندو محققین اور مسلمانانِ ہندومزاج نے اس پر افسانے تراشے کہ حضرت مظہر ہندومت کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے کے علاوہ ان کے دیوتاؤں کے بارے میں بھی ایسے خیالات رکھتے تھے جن سے ان کی وسیع المشربی عیاں ہوتی ہے، راقم ان دنوں

Marfat.com

مقامات مظہری تالیف شاہ غلام علی دہلوی پر مفصل مقدمہ اور حواشی مرتب کرنے میں مصروف تھا کیوں کہ آپ کا یہ مکتوب اسی کتاب میں شامل ہے بعد میں حضرت زید نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھ کر اس غلط فہمی کا ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

۸ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) خلیفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی نے ملفوظات شریفہ شاہ غلام علی جمع کیے تھے، جس پر راقم نے ایک مفصل مقدمہ لکھا اور حواشی بھی تحریر کیے تھے یہ مجموعہ مکتبہ نبویہ، لاہور سے شائع ہوا۔

۹ ملفوظات سے مراد یہی مذکورہ مجموعہ ہے

۱۰ راقم نے حضرت زید سے دریافت کیا تھا کہ کیا اس مجموعہ کا کوئی نسخہ ان کے پاس ہے؟ یا وہ خلافت نامہ جو شاہ غلام علی نے مولانا قصوری کو دیا تھا وہ شاہ صاحب کے ہاتھ کا محررہ ان کے پاس دہلی میں ہے؟ جس کا آپ نے نفی میں جواب دیا۔

۱۱ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (ف ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء) کی خدمت میں مولانا قصوری نے حدیث پڑھی تھی (ملفوظات شریفہ، مقدمہ)

۱۲ سند مع مہر سے مراد ہے وہ سند حدیث جو مولانا قصوری کو حضرت شاہ عبدالعزیز نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر اور مہر لگا دی تھی، مہر کا سجع یوں ہے "ھو العزیز ولی الرحیم" راقم نے اپنی مرتبہ کتاب ملفوظات شریفہ میں اس کے اصل نسخہ کا عکس دیا تھا جس پر حضرت زید نے خوشی کا اظہار کیا۔

۱۳ قرآن مجید کا ایک نسخہ حضرت شاہ ابوسعید مجددی (۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء) نے اپنے ہاتھ سے کتابت کیا تھا جسے حضرت زید نے ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۷ء کو رباط مظہر، مدینہ

Marfat.com

منورہ میں دیکھا تھا (مقامات خیر ۳۴۷) راقم کو بھی سفر حج ۲۰۱۲ء کے دوران رباط مظہر میں تباہ شدہ مخطوطات دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا وہاں بہت سے نسخے قرآن کریم کے ہیں لیکن اکثر کی جلدیں دیمک لگنے کے باعث اتار دی گئی ہیں تاہم مجھے یہ نسخہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

۱۴؎ حکیم محمد موسیٰ امرتسری (ف ۱۷ را کتوبر ۱۹۹۹ء) ایک عالم و عارف بزرگ تھے، حضرت زید سے بہت ہی اچھے مراسم تھے حضرت جب لاہور آتے تو حکیم صاحب سے ملنے کے لیے ان کے مطب ۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور بھی جایا کرتے تھے، حکیم صاحب حج کے لیے حرمین الشریفین حاضر ہوئے تو میری درخواست پر رباط مظہر کا کتب خانہ دیکھنے کے لیے گئے تھے، وہاں حکیم صاحب نے حضرت شاہ ابوسعید کے ہاتھ کا لکھا ہوا مذکورہ خطی نسخہ قرآن مجید دیکھا تھا، حکیم صاحب کا یہ بیان کہیں شائع نہیں ہوا اس لیے حضرت زید کی نظر سے نہیں گزرا

۱۵؎ مناہج السیر و مدارج الخیر تالیف حضرت زید، فارسی میں مجددی سلوک پر بہت عمدہ رسالہ ہے، مجھے احمد طاہری عراقی کے رسالہ قدسیہ پر نوشتہ مقدمہ میں اس رسالہ کا حوالہ نظر آیا تو میں نے حضرت زید کو خط لکھا کہ ایران کے فضلا، نے آپ کے اس رسالہ کے حوالے دیئے ہیں، مجھے اس کا ایک نسخہ عنایت کریں

۱۶؎ ضمیمہ مقامات مظہری مولفہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی (ف ۱۲۹۶ھ) بن حضرت شاہ ابوسعید مجددی، ص ۵۱۴ ہماری تحقیق و تعلیق کے ساتھ مقامات مظہری میں شامل ہے۔

Marfat.com

۱۷۔ حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی (۱۲۰۱-۱۲۴۹ھ) حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند اصغر شاہ محمد یحیٰ کی اولاد میں سے کئی اہم کتابوں کے مولف بھی ہیں جن میں تفسیر روفی، درلمعارف، مکاتیب شاہ غلام علی وغیرہ قابل ذکر ہیں (تفسیر روفی، مقدمہ)

۱۸۔ جواہر علویہ، تالیف شاہ روف احمد رافت، اس میں مؤلف نے اپنے شجرہ طریقت کے مطابق نقشبندی بزرگوں خصوصاً اپنے شیخ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے احوال لکھے ہیں اس کا فارسی متن تاحال شائع نہیں ہوا ہے، اردو ترجمہ اللہ والے کی قومی دکان، لاہور سے ۱۹۳۵ء کو طبع ہوا تھا۔

۱۹۔ حاجی محمد افضل سیالکوٹی مراد ہیں، حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید کی سند حدیث انہی سے تھی (مقامات مظہری، ۲۳۰، ۲۶۸ و بعد)

۲۰۔ مرزا صاحب سے مراد حضرت میرزا مظہر جان جانانِ شہید ہیں

۲۱۔ راقم ان ایام میں مقامات مظہری پر تحقیقی کام کر رہا تھا اس لیے اس قسم کا اشکال حضرت زید صاحب کی خدمت میں لکھا تھا۔

مکتوب نمبر ۶:

۱۔ کمالات مظہری تالیف شاہ غلام علی دہلوی، شاہ صاحب نے اپنے شیخ حضرت میرزا مظہر جان جانان شہید کے احوال پر مقامات مظہری کے نام سے ایک اہم کتاب لکھی تھی، بعد میں شاہ صاحب نے اس کا خلاصہ بھی مرتب کیا اور اس کا کوئی نام نہیں لکھا، اسی طرح آپ نے مقامات مظہری کا بھی نام خود نہیں لکھا تھا بلکہ بعد اسے یہ نام دیا گیا۔ حضرت زید کے کتب خانہ میں کمالات مظہری کا ایک نسخہ موجود ہے، جس کے بارے

Marfat.com

احقر نے استفسار کیا تھا۔

۲۔ مقامات مظہری تالیف شاہ غلام علی دہلوی، راقم کے اردو ترجمہ و تعلیقات کے ساتھ لاہور سے دو مرتبہ طبع ہو چکی ہے۔

۳۔ شاہ غلام علی دہلوی نے اواخر عمر میں ایک رسالہ حضرت میرزا مظہر کے مناقب میں لکھا تھا (حدود ۱۲۳۷ھ) مؤلف بزرگ نے اس رسالہ کا کوئی نام تجویز نہیں کیا تھا لیکن حضرت زید نے مطالعہ کے بعد اس کا نام کمالات مظہری اس کے سرورق پر لکھ دیا (مقامات خیر ۸۴۔۸۵)

۴۔ نواب صاحب سے نوابزادہ لئیق احمد خان مراد ہیں جو حضرت زید کے بہنوئی تھے۔ رک مکتوب نمبر ا حاشیہ نمبر

مکتوب نمبر ۷:

۱۔ اٹلی کے نومسلم ایڈورڈ وارن فسفیلڈ اور ان کی اہلیہ کی دہلی میں آمد اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ:

The Shaping of the Sufi Leadership in Dehli:

The Naqshbandiyyah Mujaddiyyah(1750-1920)

University of Pennsylvania, 1981

۲۔ کمالات مظہریہ تالیف شاہ غلام علی دہلوی (رک مکتوب نمبر ۶، حاشیہ ۱، ۳)

۳۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ف ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء)

۴۔۵ رسالۂ قاضی ثناء اللہ سے مراد رسالہ احقاق حق ہے جو انہوں نے حضرت شیخ

Marfat.com

عبدالحق محدث دہلوی کے حضرت مجدد الف ثانی پر اعتراضات کے جواب میں لکھا ہے۔

یہ رسالہ اور ایک دوسرا رسالہ قاضی صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی پر عمومی اعتراضات کے جواب لکھے تھے یہ دونوں رسائل بخط حضرت قاضی صاحب، حضرت زید کے پاس ہیں میں نے درخواست کی تھی کہ ان کی فوٹوسٹیٹ بھیج دیں، حضرت زید نے بعد میں مہربانی فرما کر دونوں کے عکس ارسال فرما دیئے ان دونوں بیش قیمت رسائل کی عکسی اشاعت راقم کو نصیب ہوئی ہے اور (مجموعۂ) رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی، مطبوعہ گوجرانوالہ ۲۰۱۲ء میں شامل ہیں۔

۶۔ محمد اسلم لاہوری صاحب سے مراد پروفیسر محمد اسلم (ف ۶/۱ اکتوبر ۱۹۹۸ء) ہیں جو پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ تاریخ سے وابستہ اور راقم عاجز کے استاد تھے۔

مکتوب نمبر ۸:

یہ دراصل وہ تقریظ ہے جو حضرت زید نے راقم احقر کی مرتبہ کتاب مقامات مظہری کے لئے تحریر فرمائی تھی، جو اس کے مطبوعہ تینوں ایڈیشنوں میں شامل ہے۔

Marfat.com

پروفیسر محمد اقبال مجددی
کے مکاتیب
پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان
کے نام

Marfat.com

Marfat.com

﴿1﴾

۷۸۶

لاہور

۲۸؍ستمبر ۱۹۷۷ء

بجناب محترم حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ......السلام علیکم

مزاج گرامی۔

نوازش نامہ ملا، خدا کا شکر ہے کہ حل المغلقات کا فوٹو سٹیٹ بحفاظت تمام آپ تک پہنچ گیا، آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ ان دنوں زیادہ علیل ہیں خدا آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے (آمین)

دو گذارشات خاصی قابل توجہ ہیں

(۱) ایک تو آپ اپنے خطوط میں تاریخ تو لکھتے ہیں لیکن سال تحریر نہیں کرتے، میرے پاس دس سے زیادہ ایسے مکاتیب ہیں جن پر سال تحریر موجود نہیں ہے۔ وہ تو خدا کا کرم یہ ہوا کہ خطوط تا حال لفافوں میں ہی ملفوف تھے ان کے اوپر ڈاکخانوں کی محوشدہ مہروں کو شیشوں کی مدد سے پڑھ کر سنین لکھ لیے۔ اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ آئندہ قید تاریخ وسال کا خاص اہتمام فرمائیں۔ تازہ گرامی نامہ بھی سال تحریر سے آزاد ہے۔

(۲) دوسری شکایت اس سے بھی بڑی ہے اور وہ یہ کہ آپ نے حضرت مجدد قدس سرہ کے مکتوبات شریف کا جو مولانا نور احمد امرتسری مرحوم کے مرتبہ نسخے کا عکس شائع کیا ہے، اس کے سرورق سے مکتوبات کے مصحح یعنی مولانا نور احمد امرتسری کا اسم گرامی نکال

Marfat.com

دیا ہے، میرے خیال میں یہ آن مرحوم کی ساری زندگی کی محنت شاقہ ہے۔ اگرچہ آپ نے ان پر جو پیش لفظ تحریر کیے ہیں ان میں مولانا مرحوم کا ذکر فرمایا ہے جو ان کے شایان شان نہیں ہے، مزید ستم اس وقت ہوا جب حسین حلمی صاحب نے آپ کے شائع شدہ عکس سے عکس شائع کیا تو مصحح کا نام سرے سے ہی جاتا رہا یہی حال مکتوبات معصومیہ کے دفتر ثالث کا ہے۔

حقیقت یہ کہ مجھے اور میرے ساتھیوں خصوصاً حکیم محمد موسیٰ صاحب اور ایوب قادری صاحب کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا ہے کہ محترم حاجی لالہ محمد صاحب نے بے شک اس کی اشاعت پر زر کثیر خرچ کر کے احسان کیا لیکن انہوں نے اس پر اپنا نام جلی قلم سے لکھوایا ہے اس کے برعکس مصحح کا اسم گرامی ان کے ذہن میں نہیں آیا۔

حضرت مولانا نور احمد مرحوم نے ان کتابوں کی تصحیح جس طریقے اور انداز سے کی ہے وہ اس ترقی یافتہ دور میں ممکن نہیں جو آپ پر بخوبی عیاں ہے، امید ہے آئندہ اشاعتوں میں اس پر توجہ فرمائیں گے۔

آنجناب کے سابقہ مکاتیب میں جمع کر رہا ہوں اور بغور پڑھ رہا ہوں۔ ایک دو باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

(ا) آپ نے لکھا کہ کابل میں مولانا محمد ہاشم کشمی کی چھ کتابیں موجود ہیں یعنی زبدۃ المقامات، نسمات القدس، تاریخ الانبیاء، طریق الاصول فی شریعۃ الرسول، درّ الاسرار فی تحیۃ سید الابرار (ﷺ)، چار مکتوبات

یہ سب کتابیں کابل میں کیا خانقاہ مجددیہ قلعہ جواد میں ہیں؟ یا کسی اور کتابخانہ

Marfat.com

میں؟ مجھے حضرت ضیاء المشائخ محمد ابراہیم جان مدظلہٗ نے جو کتابیں دکھائی ہیں ان میں یہ کتابیں نہیں تھیں۔ کیا یہ ایک مجموعہ کی صورت میں مجلد ہیں؟

(۲) اس خط میں آپ نے مہربانی فرما کر اطلاع دی تھی کہ محمد براری اُمّی بن جباری خان بن مجنون خان قاقشاں کی کتاب عقول عشرہ (قلمی) ایک صاحب کے پاس حیدر آباد میں دیکھی ہے۔

مہربانی فرما کر ان صاحب کے نام و پتہ بھی لکھیں۔ کیوں کہ مجھے مقامات مظہری کے سلسلہ میں اس کی تفصیلات درکار ہیں۔ اس کی زبان کیا ہے۔ نظم یا نثر اوراق کتنے ہیں۔ یہ اُمّی حضرت مظہرؒ کے اجداد میں سے ہیں۔ ان کا حال کہیں ملتا ہے؟

(۳) کتب خانہ انڈیا آفس لندن میں جو دہلی کلیکشن ہے کیا وہ آپ نے دیکھا ہے؟ اس ذخیرہ کی کبھی فہرست مخطوطات چھپی تھی؟ انڈیا آفس کی فہرست مخطوطات کی دونوں مطبوعہ جلدوں میں دہلی کلیکشن شامل نہیں ہے نیز اگر کسی اور صاحب نے بھی یہ ذخیرہ دیکھا ہو تو ان کے نام و پتہ سے بھی مطلع فرمائیں۔

(۴) اگر نقشبندی سلسلہ کی کسی اور کتاب (مخطوطات) کا علم ہوا ہو تو مطلع کریں۔ ان دنوں آپ نے کیا اس سلسلہ کی کوئی کتاب شائع کی ہے؟

(۵) امید ہے میری مندرجہ بالا گزارشات ناگوار نہیں گزریں گی۔

معذرت خواہ

محمد اقبال مجددی، لاہور

Marfat.com

﴿2﴾

لاہور

۱۳/اکتوبر ۱۹۷۲ء

بجناب محترم ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان مدظلہٗ

صدر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد، سندھ

محترمی جناب ڈاکٹر صاحب قبلہ مدظلہٗ

ا۔السلام علیکم گرامی نامہ موصول ہوا، دلی شکریہ، فقیر کی کتاب ''احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری'' پر آنجناب کی محررہ رائے بنام محترم محمد ایوب قادری صاحب موصول ہوئی۔ آنجناب نے نہایت مہربانی فرمائی، یقیناً فقیر ان مراتب کا اہل نہیں ہے، اسے اپنے ایک بزرگ کی تحریر سمجھ کر محفوظ کرلیا ہے۔

۲۔آنجناب نے مذکورہ محررہ رائے میں فقیر کی جس غلطی کی طرف اشارہ کیا ہے (یعنی دیوان حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) راقم اس کرم فرمائی کے لیے سراپا سپاس ہے، مجھے یاد ہے جب میں آٹھویں یا نویں جماعت کا طالب علم تھا تو ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کے کچھ خطوط غالباً بنام ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نقوش، لاہور (قریباً ۱۹۶۳ء) شائع ہوئے تھے جس میں ایک خط دیوان مذکورہ کے محض منسوب ہونے کے دلائل پر مشتمل تھا، مجھے یاد ہے اپنے اس خط میں مولوی صاحب مرحوم اپنے دلائل سے اس دیوان کے زمانۂ انتساب کا کوئی حتمی فیصلہ نہیں کر سکے تھے اگر مولانا موصوف کے پیش نظر عبداللہ خویشگی کی شرح کا حوالہ ہوتا تو مرحوم بڑی وضاحت سے لکھتے کہ دیوان ۱۱۰۵ء سال

Marfat.com

تالیف بہارستان) سے قبل حضرت شیخ کی طرف منسوب ہو کر مقبولیت حاصل کر چکا تھا، تاہم عبداللہ خویشگی کی شرح سے اس کے زمانۂ انتساب کے تعین میں کچھ مدد ملے گی۔

۳۔ اثبات النبوۃ کا شاید کوئی خطی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں نہیں ہے آج سے تقریباً ایک ماہ بعد مجھے ایم اے تاریخ کا امتحان دینا ہے۔ نصاب کی کتابوں سے فطری نفرت کی وجہ سے ایم اے کے دو سال بھی گذر گئے اور تیاری نہیں کر سکا، اب اس کے لیے پریشان ہوں آپ دعا فرمائیں، امتحان کے بعد یہاں اثباۃ النبوۃ کے خطی نسخوں کی تلاش کی جائے گی۔

۴۔ فقیر نے آنجناب کی خدمت میں اپنی تالیفات ارسال کی تھیں لیکن آپ نے اپنے موخر مرسلہ گرامی نامہ میں ان کے ملنے کی اطلاع نہیں دی، کتابیں پہنچ گئی ہوں تو اطلاع دیجیے۔

والسلام

محمد اقبال مجددی، لاہور

Marfat.com

﴿3﴾

لاہور

۱۷/۱۰/اکتوبر ۱۹۷۲ء

بجناب محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مدظلہٗ

مخدومی جناب ڈاکٹر صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ موصول ہوا دلی شکریہ قبول فرمائیں۔

(i) راقم احقر حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ کی اولاد میں سے نہیں ہے بلکہ حضرت قدس سرہ کے غلاموں کا غلام ہے نسبت محض ارادت کی وجہ سے ہے۔

(ii) فقیر نے آنجناب کو "ڈاکٹر قاسمی" لکھ کر غلطی کی ہے جس کے بعد احساس ہوا تھا، معذرت خواہ ہوں

(iii) مناقب العارفین مولفہ شیخ محمد فتح پوریؒ کی تلاش جاری ہے، پنجاب یونیورسٹی کے مخطوطات دیکھ رہا ہوں کیوں کہ ہنوز کوئی مکمل کٹیلاگ نہیں تیار کیا گیا۔

(iv) خدا کا شکر کہ رودِ کوثر کے تیسرے ایڈیشن پر آپ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سلسلہ میں جن اعتراضات کے جواب تحریر فرمائے تھے ڈاکٹر ایس ایم اکرام نے چوتھے ایڈیشن میں آپ سے اتفاق کر کے اپنی غلطیوں سے رجوع کر لیا ہے، مجھ سے ایک دو مرتبہ بڑے شدید اقوال سے گفتگو ہوئی ہے لیکن ہنوز قابل اعتراض مقامات موجود ہیں، جیسا کہ آپ نے حکم فرمایا ہے کہ چوتھے ایڈیشن پر تنقید کی ضرورت ہے آپ کے

Marfat.com

حکم کی ان شاء اللہ تعمیل کی جائے گی۔

(v) Shaykh Ahmad Sirhindi by Dr. Fredmann مطبوعہ McGill University کا ذکر ایک مطبوعات کی فہرست میں پڑھ کر محترم ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کو اطلاع دی تھی لیکن ہنوز مطالعہ کا موقع میسر نہیں آسکا آپ کا تبصرہ چھپ گیا ہے تو مجھے اطلاع دیں۔

(vi) آپ کے گرامی نامہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ آنجناب بھی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوب الیہم پر کام کر رہے ہیں تو نہایت درجہ خوشی ہوئی، آپ شوق سے کام فرمائیں آپ کے مقابلے میں فقیر کا کام کسی پائے کا نہ ہوگا۔

(vii) آنجناب کی تالیفات میں سے میرے پاس حسب ذیل موجود ہیں، باقی ارسال فرمادیں۔ (۱) گلشن وحدت (۲) تحفۂ زواریہ (۳) اثبات النبوۃ (۴) رسالۂ تہلیلیہ (۵) مکاشفاتِ عینیہ (۶) مکتوباتِ سیفیہ

اگر ممکن ہو سکے تو باقی ارسال فرمادیں، کرم نوازی ہوگی، اپنی تالیقات پر اپنے دستخط بھی فرمادیں۔

والسلام

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

﴿4﴾

لاہور

یکم رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

۱۰ ستمبر ۱۹۷۲ء

جناب محترم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان قاسمی مدظلہٗ

مزاج گرامی، صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی ڈاکٹر یار محمد خان صاحب مدظلہٗ کے نام آنجناب کا گرامی نامہ فقیر نے دیکھا۔ آپ نے اس ناچیز کی کتاب عبداللہ خویشگی کے لیے جو کلمات تحسین تحریر فرمائے فقیر ان کا ہرگز متحمل نہیں ہے اور اس گرامی نامے سے آپ کی عظمت کا قائل ہوگیا ہے، اس بندہ گستاخ نے ایک مرتبہ ایک مقالہ ''عظمت اللہ بے خبر بلگرامی کا رسالہ غبار خاطر'' مطبوعہ معارف ۱۹۶۸ء کے جواب میں ایک مضمون ''رسالہ غبار خاطر کا ایک قدیم مطبوعہ نسخہ'' معارف میں جون ۱۹۶۸ء کو لکھا تھا۔ اس میں آنجناب سے علمی اختلافات کیے تھے یقیناً آپ کے ذہن میں ہوگا لیکن آنجناب نے اس کے باوجود جو گرامی نامہ لکھا ہے وہ آپ کے وسعت قلب، وسیع المشربی اور آپ کی عظمت کی ایک دلیل ہے جب آپ جیسے عظیم انسانوں سے رابطہ بڑھ جاتا ہے اور عظمت و وسعت قلبی کا کوئی مظاہر ہو جاتا ہے تو یقیناً خدا کی نعمتوں کا شکریہ زبان پر آجاتا ہے۔ جس طرح فقیر نے آپ کے خلاف مضمون لکھا تھا اگر کسی اور بزرگ سے اس طرح علمی اختلاف کیے ہوتے تو وہ خطوط کے ذریعہ کئی قسم کے الزامات لگا کر مجھے صدر شعبہ کی نظروں سے گرا سکتے تھے اور ایسا کرنے کی یہاں سعی

Marfat.com

لا حاصل کی بھی جا چکی ہے۔

بہر حال آپ کے جذبات حقیقی نے مجھے استاذ بزرگوار کی نظروں میں بلند مقام عطا کیا ہے۔

کم مائیگی کے کامل احساس کے ساتھ اپنی حسب ذیل تالیفات ارسال کر دی ہیں۔

(۱) احوال وآثار عبداللہ خویشگی قصوری

(۲) احوال وآثار سید شرافت نوشاہی

(۳) علمائے ساہووالہ (سیالکوٹ)

فقیر کے پاس آنجناب کی تالیقات میں سے چند ایک موجود ہیں اگر ممکن ہو تو نقشبندی سلوک کی کتابیں جو آنجناب نے شائع فرمائی ہیں کا ایک سیٹ فقیر کو مرحمت فرما دیں۔

محترم پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ تشریف لائیں تو فقیر کی طرف سے سلام و نیاز عرض کر دیں۔

والسلام

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

﴿5﴾

لاہور

۲۶ رجون ۱۹۷۱ء بجناب محترم حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ

السلام علیکم۔ آنجناب کے دونوں گرامی نامے ملے، شکریہ

حسب ارشاد اردو کتب تصوّف کی ایک مجمل فہرست ارسالِ خدمت ہے آپ اسے اپنے مقالہ اردو کے دینی ادب ۱۸۵۷ء تا حال (برائے پنجاب یونیورسٹی لاہور) میں شامل کرنے سے پیشتر اچھی طرح پڑھ لیں ان کتب تصوف کے عنوانات کی کل تعداد ۱۴۳ ہے، ان کے علاوہ بھی صد ہا کتب تصوف میرے مطالعہ اور نظر سے گذری ہیں لیکن افسوس کہ ان کی تفصیلات میرے ریکارڈ میں موجود نہیں ہیں

میں نے قصداً ایسی کتابوں کو شامل فہرست نہیں کیا ہے جو آپ کے پاس ہوسکتی ہیں یا آپ کے تلامذہ باآسانی معلوم کر سکتے ہیں، گویا اس فہرست میں خاصا اضافہ ہوسکتا ہے یہ وضاحت کرنا بھی لازم ہوگی کہ یہ صرف اردو مطبوعات کی فہرست ہے مخطوطات اس میں شامل نہیں ہیں۔

تعجب ہے کہ نعمت اللہ صاحب ہنگامی حالات میں کراچی سے سیدھے لاہور آگئے اور راستے میں آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے۔ اب معلوم نہیں وہ کب آئیں گے، اس لیے میں تین روپے کی ڈاک ٹکٹ بھیج رہا ہوں آپ اسے بذریعہ رجسٹری ڈاک ارسال فرمادیں، بہت نوازش ہوگی (یعنی مجموعہ حل المغلقات)

والسلام...... محمد اقبال مجددی

Marfat.com

﴿7﴾

لاہور

۱۴ر جون ۱۹۷۷ء

بجناب محترم حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ

السلام علیکم، گرامی نامہ ملا اور خانقاہِ نور محل میں جا کر کام کرنے کے لیے سفارشی رقعہ بھی، بہت مہربانی، آپ کی تجویز کہ مقامات مظہری کے ساتھ مولانا نعیم اللہ بہرائچی کی کتاب معمولات مظہریہ بھی یکجا کردی جائے بہت خوب ہے، اس طرح صفحات بہت زیادہ ہو جائیں گے، مقامات مظہری پر جو کام کر رہا ہوں وہ ایک ہزار صفحات کے قریب ہوگا۔

البتہ معمولات مظہریہ پر الگ کام کتابی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ ضرور ہے، مولانا عبداللہ جان فاروقی صاحب ساکن حضرت خیل جن سے ملنے کی آپ نے ہدایت فرمائی ہے کیا یہ وہی بزرگ ہیں جن کا مرتبہ مجموعہ مکتوبات وحدت (گلشن وحدت) آپ نے شائع کیا تھا؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو انہوں نے کتاب مذکور میں سجادہ نشین خانقاہِ فضلیہ گڑھی حضرات (ملاکنڈ ایجنسی) لکھا ہے، اگر یہ دونوں شخصیتیں مختلف ہیں تو موخر الذکر کا پورا پتہ اور ان تک پہنچنے کا طریقہ بھی لکھیں۔

۱۸۵۷ء سے اب تک کتب تصوّف کی جو فہرست آپ نے مجھ سے طلب فرمائی ہے کیا اس میں صوفیہ کے تذکرے بھی شامل ہوں گے؟ یا محض مسائل تصوّف پر شائع شدہ کتابوں کی فہرست درکار ہے؟

Marfat.com

جناب محمد ایوب قادری نے مجلّہ جامع اسلامیہ بہاولپور میں اپنی کتب (شائع شدہ) پر ایک مضمون لکھا تھا غالباً ان کے معاصرین کی انہیں خدمات کا ذکر ہے۔ آپ کے پاس مجلّہ مذکورہ کا یہ نمبر ہوگا۔

مولانا محمد ابراہیم مجددی صاحب ساکن گلزارِ خلیل سندھ سرہند جاتے ہوئے لاہور میں چند روز کے لیے مقیم ہوئے تھے، ان سے بھی احقر نے ملاقات کی تھی۔

میرا ارادہ جولائی کے وسط میں حیدر آباد آنے کا ہے ان شاء اللہ زیارت کے لیے آؤں گا، وہاں سے گلزار خلیل اور سندھ کے دیگر قصبوں میں جانے کا پروگرام ہے۔

میں ان شاء اللہ ہفتے عشرے میں کتب تصوف کی مطلوبہ فہرست ارسال کردوں گا۔

حقیر

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

﴿8﴾

لاہور

۲۸ رمئی ۱۹۷۷ء

بجناب محترم حضرت ڈاکٹر قبلہ............السلام علیکم

امید ہے کہ ان حالات میں آپ مع اہل وعیال خیر وعافیت سے ہوں گے۔
آپ نے نہایت فراخ دلی سے قندھار سے آنے والے مجموعہ رسائل (حل المغلقات) کا فوٹو لاہور بھیجنے کا مژدہ سنایا، گذشتہ دنوں پروفیسر محمد ایوب قادری صاحب کے بھائی نعمت اللہ صاحب کا خط آیا تھا وہ لاہور آرہے ہیں اس لیے گذارش ہے کہ آپ نعمت اللہ صاحب کو مذکورہ فوٹوسٹیٹ دے دیں انہی کے ہاتھ واپس بھیج دوں گا۔

دوسری اہم ترین گذارش یہ ہے کہ میں مقامات مظہری مولفہ حضرت شاہ غلام علیؒ کا اردو ترجمہ، حواشی اور مقدمہ لکھ رہا ہوں، اس سلسلہ میں آپ سے بڑھ کر کوئی دوسرا فرد تعاون نہیں کرسکتا۔

آپ کی مرتبہ لوائح خانقاہ مظہریہ میرے پاس ہے، اس کے مقدمہ سے معلوم ہوا ہے کہ مقامات مظہری کی ترتیب کے سلسلہ میں خانقاہ نور محل دیر کے کتب خانہ سے مواد مل سکتا ہے، اس لیے آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ

(i) موجودہ سجادہ نشین خانقاہِ نور محل کے نام سفارشی رقعہ لکھ کر مجھے بھیج دیں تاکہ میں ہمراہ لے جا کر وہیں کام کرسکوں۔

(ii) لاہور سے جائے مذکورہ پر جانے کا کیا طریقہ ہے؟

Marfat.com

(iii) اگر موقع ملے تو مقامات مظہری پر ایک نظر ڈال لیجئے اور قابل توضیح مقامات کی نشان دہی (جو آپ کے ذہن میں ہو) فرما دیں

(iv) نیز مذکورہ کام کے سلسلے میں اگر کسی اور جگہ مواد ملنے کی توقع ہو تو اس کے لیے .... پتہ اور .... رقعہ لکھ دیں۔

امید ہے اپنی اولین فرصت میں توجہ فرمائیں گے۔

منتظر

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان

کے مکاتیب

پروفیسر محمد اقبال مجددی

کے نام

(مع حواشی)

Marfat.com

Marfat.com

﴿1﴾

حیدرآباد ۷۸۶

۶/رمضان المبارک حامداً ومصلیاً

۱۵/اکتوبر ۱۹۷۲ء

عزیز مکرم ومحترم دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محترم ڈاکٹر یار محمد[۱] صاحب کے جواب کے بجائے آپ کا گرامی نامہ کل ملا۔ بہت خوشی ہوئی، ڈاکٹر صاحب موصوف جب یہاں تھے اُس وقت سے اُن سے محبت قائم ہے، میرے ایک بہت پرانے شاگرد شوکت الرحمٰن برکی صاحب (جو سیالکوٹ میں ہیں) کی بھتیجی[۲] ان سے منسوب ہیں، اِس تعلق کی وجہ سے وہ مجھ سے اور بھی زیادہ مانوس ہیں، اللہ پاک اُن سب کو اور آپ کو دونوں جہانوں میں سرفراز وسربلند رکھے، آمین ثم آمین۔

مجھے آپ سے خصوصی عقیدت اس لیے ہے کہ آپ ہمارے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد[۳] میں سے ہیں اور میں اس خاندان کا غلام ہوں[۴]۔

یہاں میرے ہم نام کئی ہیں۔ایک تو سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب[۱/۵] ہیں جو دوبار یہاں کے وائس چانسلر ہوئے ہیں، دوسرے مولانا غلام مصطفےٰ قاسمی صاحب[۲/۵] ہیں جو شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے نگران ہیں اور رسالہ الرحیم کے ایڈیٹر ہیں۔ان حضرات کے ناموں سے اشتباہ ہوتا ہے اور ڈاک بھی ادل بدل ہوتی رہتی ہے۔

Marfat.com

چنانچہ آپ نے بھی مجھے ڈاکٹر قاسمی ۶ لکھ کر خطاب کیا ہے، رہا علمی اختلاف کا معاملہ تو اگر ایسا اختلاف کبھی کسی صاحب سے ہوتا ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ذاتی عناد بھی قائم ہو جائے، معاذ اللہ ۔

آپ نے کتابیں روانہ کی ہیں تو ان شاء اللہ وہ پہنچ جائیں گی، عزیزی محمد ایوب قادری ۷ صاحب کے پاس آپ کی کتاب ''احوال و آثار عبد اللہ خویشگی'' ۸ کا ایک فاضل نسخہ تھا، وہ انہوں نے مجھے عنایت فرمادیا ہے، وہ اور عزیزی ڈاکٹر محمد مسعود صاحب ۹ دونوں میرے عزیز ہیں اور آپ ان دونوں عزیزوں کے عزیز ہیں اس لیے مزید خلوص کا ذریعہ ہیں۔ آپ کی کتاب میں مناقب العارفین ۱۰ کا ذکر ہے، پروفیسر محمد اسلم صاحب کی کتاب تاریخی مقالات کے صفحہ ۹۰ میں احمد آباد کی ایک خانقاہ ۱۱ کے مخطوطے کا یہی نام دیا گیا ہے کہ ''اس نام کا ایک مخطوطہ اس لائبریری میں موجود ہے لیکن مصنف کا نام اس پر درج نہیں، نفس مضمون کے لحاظ سے ایک نادر نسخہ ہے''۔

میں نے اس کے متعلق پروفیسر ڈاکٹر فرید ۱۲ صاحب کو (محلہ رشید گنج، جبل پور، انڈیا) کو لکھا تھا کہ اس کی نقل حاصل کریں، وہ اس کے لیے کوشاں بھی تھے، لیکن حالیہ افتراق کی وجہ سے عرصے سے اُن کا کوئی خط نہیں آیا، دیکھیے پھر کیا ہوگا۔

رودِ کوثر کے تیسرے ایڈیشن ۱۳ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ پر جو کذب وافترا تک کے بہتان لگائے گئے تھے اور فیضی کی امت کی تحسین وتعریف کی گئی تھی اُس سلسلے میں یہ عاجز کچھ عرض پرداز ہوا تھا ۱۴۔

شکر ہے کہ اُس کے چوتھے ۱۵ ایڈیشن میں انھوں نے بہت سی باتیں خارج

Marfat.com

کردی ہیں لیکن پھر چند باتیں فرمائی ہیں جن کے جواب کی ضرورت ہے، ڈاکٹر محمد مسعود صاحب سے بھی میں نے اس کے لیے گذارش کی ہے اور آپ سے بھی یہی گذارش ہے ابھی چند روز ہوئے اسلام آباد کے Islamic Recearch Institute کے ڈائرکٹر ڈاکٹر معصومی صاحب[۱۶] کے پاس Dr.Friedmann یہودی[۱۷] کی کتاب Sheikh Ahmad Sirhindi دیکھی، اُن سے ۲-۳ روز کے لیے مستعار لے کر ایک مختصر ریویو اُن کے جرنل[۱۸] کے لیے بھیج دیا ہے، وہ کتاب آپ نے دیکھی ہوگی اس پر لکھنے کی ضرورت ہے۔

معلوم نہیں میری کون کون سی کتابیں آپ کے پاس ہیں، معلوم ہونے پر ان شاء اللہ بھیجوں گا۔

آپ کی کتاب سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت مجددؒ قدس سرہ کے مکتوب الیہم پر بھی لکھ رہے[۱۹] ہیں، میں نے بھی کچھ کام شروع کیا تھا لیکن اب آپ لکھ رہے ہیں تو پھر میری ضرورت نہیں۔

ڈاکٹر یار محمد سے ملاقات ہو تو بہت بہت سلام مسنون عرض کریں۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

اس خط کا جواب ۱۸/اکتوبر ۱۹۷۲ء کو دے دیا گیا تھا، احقر محمد اقبال مجددی

Marfat.com

﴿2﴾

۲، اولڈ یونیورسٹی کیمپس

حیدر آباد (سندھ)

۵/ مارچ ۱۹۷۴ء

عزیزم مکرم و محترم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آج گرامی نامہ ملا۔ ڈاکٹر محمد اکرام صاحب کی زندگی میں یہ جلسہ[۱] ہوتا اور اُن کو بھی مدعو کیا جاتا تو بہت بہتر تھا، اب اُن کے انتقال کے بعد مناسب یہی ہے کہ ہم لوگ اُن کے تمام اعتراضات کا مدلّل جواب لطیف انداز میں لکھیں اور اپنا لوہا منوائیں[۲]۔ مجھے حاضر ہونے میں عذر نہیں[۳] ہے لیکن میرے اہتمام سے حیدر آباد میں اور پھر کراچی میں ہر سال یہ جلسے ہوا کرتے ہیں، امسال حیدر آباد میں ۱۸ مارچ کو جلسہ ہے اور کراچی میں ۲۳/ مارچ کو ہے اس لیے لاہور میں حاضر ہونا مشکل ہے ویسے ماشاء اللہ آپ اور عزیزی مسعود احمد صاحب اُن لوگوں کے لیے کافی ہیں، اللہ پاک آپ حضرات کے درجات بلند فرمائے۔ آمین، ثم آمین

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿۳﴾

۲، اولڈ یونیورسٹی کیمپس

حیدرآباد (سندھ)

۱۲؍مارچ ۱۹۷۴ء

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج آپ کا گرامی نامہ ملا میرے لیے حاضر ہونا بہت بڑی سعادت ہوتی لیکن ۲۳؍مارچ کو کراچی میں عُرس ہے، رات ہو جائے گی اور ضعف ایسا ہے کہ پھر ہمت مشکل ہے، میں سخت نادم ہوں کہ آپ اس قدر محبت سے یاد فرمارہے ہیں لیکن میں معذرت خواہ ہوں۔

دلی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿4﴾

۲، اولڈ یونیورسٹی کیمپس

حیدر آباد (سندھ)

۹ر نومبر ۱۹۷۴ء

عزیز محترم و مکرم دام مجد کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

ابوالفضل[۱] اور فیضی[۲] کے متعلق آپ نے کوئی مضمون لکھا[۳]، یا نہیں؟ المعارف[۴] (فروری ۱۹۷۵ء) کا رسالہ ہو سکے تو مجھے بھجوادیں، اگر آپ لکھیں تو چند باتیں میری طرف سے (جو میں بھیجوں گا) شامل کر دیں، ڈاکٹر اسلم صاحب[۵] کا مضمون بینات[۶] (کراچی) میں دیکھا ہوگا، حضرت امیر خسروؒ سے تغلق نامہ[۷] منسوب[۸] کیا جا رہا ہے مجھے اس کے ماننے میں تامل ہے۔ کیا تغلق نامہ کا ایک نسخہ کہیں سے مل سکے گا[۹]؟ قبلہ حکیم صاحب[۱۰] کی خدمت میں مؤدبانہ سلام مسنون۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿5﴾

۲، اولڈ یونیورسٹی کیمپس

حیدر آباد (سندھ)

۹ر نومبر ۱۹۷۴ء

عزیز محترم و مکرم دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ ملا، معذرت خواہ ہوں کہ جواب نہ لکھ سکا، بہت مصروف تھا "اقبال اور قرآن"[۱] کتاب حکومت کے ایماء پر لکھ رہا تھا، شکر ہے کہ مکمل ہو گئی[۲]۔ ۶۰۳ صفحات ہیں، اللہ پاک منظور و مقبول فرمادے (آمین)

آپ کا سفر مبارک ہو[۳]، ماشاء اللہ نوادرات دیکھے ہوں گے، کوئی نادر چیز دیکھی ہو تو مطلع فرمائیں۔

آپ کی کتاب حدیقۃ الاولیاء[۴] ابھی تک نہیں پہنچی، شکر ہے کہ مکتوبات معصومیہ[۵] کی جلد بھی تیار ہو گئی ہے کسی کے ہاتھ لاہور بھجوائی جائے گی۔

حضرت وحدت سرہندی علیہ الرحمہ[۶] کے حالات مزید کا مجھے علم نہیں، اُن کے والد[۷] صاحب کی کتاب "تحقیقات[۸]" مکتبۂ عارف حکمت[۹]، مدینہ منورہ میں ہے حضرت وحدت کی چہار چمن[۱۰] یہاں مولانا ابراہیم جان صاحب[۱۱] سامارو (میر پور خاص) کے پاس ہے لیکن یہ وہی نسخہ ہے جو مولانا ہاشم جان صاحب علیہ الرحمہ[۱۲] کے پاس تھا، مزید کوئی علم نہیں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے صاحبزادے محمد اشرفؒ[۱۳]

Marfat.com

کی ایک کتاب ''حل المغلقات فی اہل الصلالات''[۴] دیکھی ہے۔ یہ مکتوبات امام ربانیؒ کے بعض مقامات کی تشریح میں ہے اور اعتراضات کے جوابات بھی ہیں قندھار کے ایک ولی الدین صاحب کے پاس ہے، میں نے عکس لے لیا ہے، میں ایران نہیں گیا صرف کابل گیا ہوں

دعاء میں یاد رکھیں، محترم حکیم صاحب کو سلام مسنون

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿6﴾

حیدرآباد ۸۶

۲۶/اپریل ۱۹۷۵ء حامداً ومصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرا خط ملا ہوگا، جواب کا انتظار ہے

ابھی رسالہ مہر نیمروز (کراچی) بابت جنوری ۷۵ء دیکھا، اس میں اکبری عہد کو سراہا گیا ہے، اب میری صحت ایسی نہیں رہی کہ اس پر بحث کرسکوں، آپ سے بڑی توقعات ہیں، آپ توجہ فرمائیں، اثبات النبوۃ ۲ بھی آپ کے پیش نظر ہوگی، اللہ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿7﴾

حیدآباد

۲۴ رنومبر ۱۹۷۵ء

۶۸۷

حامداً و مصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرمی نامہ ملا، شیخ آدم بنوریؒ[1] کے حالات پر انڈیا آفس میں جو مخطوطہ[2] ہے اُس کا عکس مولانا یوسف بنوری[3] (مسجد نیوٹاؤن، کراچی) نے منگوایا ہے، میں نے وہ عکس پورا دیکھا ہے اور اُس میں کوئی بات اختلاف وانحراف[4] کی نہیں دیکھی، البتہ مکتوبات امام ربانی اور مکتوبات معصومیہ میں کوئی مکتوب شیخ آدمؒ کے نام نہیں ہے شاید اس وجہ سے کہ وہ اُمّی تھے تاہم مکتوبات معصومیہ میں ایک بات ملتی ہے:

مکتوبات معصومیہ، دفتر سوم میں مکتوب نمبر ۰ ۷:۔ یہ مخدوم زادۂ عالی مرتبہ شیخ محمد صدیق در ذکر بعضے احوالِ حقائق آگاہ میرزا امان اللہ بُرہان پوری وشرحِ استفادہ ای او از برکاتِ حضرت ایشاں سلمہ اللہ سبحانہٗ مرقوم گردید لحکمةٍ و مصلحةٍ تعلّقتْ بهٖ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ، حقائق آگاہ میرزا امان بیگ درسنہ ہزار و پنجاہ و ہفت از بلدۂ بُرہان پور بہ بلدۂ سرہند بجہت زیارت مرقدِ مطہرۂ حضرت پیر دستگیر قدسنا اللہ سبحانہ بسرّہ العزیز و ملاقات مجاورانِ آن روضۂ مطہرہ بکمال

Marfat.com

شوق و نیاز رسید، می گفت...... (طویل مکتوب) پھر آخر میں ہے:۔ می گفت در حضرتِ مکّہ ارادہٗ زیارتِ قبر میر منصور کردم، پرسیدم مقبرہٗ بزرگ نشان دادند چون بہ آنجا رسیدم، حیران شدم، بفرقِ سرِ قبر میرزا رسیدم۔ بعد ازاں معلوم شد کہ قبر میر ہمین ست، بکمال ندامت و تاسّف و تحزّن میر ظاہر شد۔ گویا می گوید کہ این ندامت و افسوس الحال فائدہ ندارد، من سبب آن رامی پرسم، می گوید ہمین کہ ازین مجلس یعنی مجلس حضرت ایشاں مجدد الف ثانیؒ جدا شدم و بآن مجلس دیگر یعنی مجلسِ شیخ آدم پیوستم۵، چون بر قبرِ شیخ تاج (تاج الدین سنبھلی۶) نزدیک رسیدم، نیز بندامت و افسوس ظاہر شد و می گفت کہ حقیقت واقعی الحال بظہور پیوست لمّا چہ فائدہ۷، والسلام اوّلاً و آخراً...... (میر منصور کے نام دفتر اوّل میں مکتوب ۸۷ ہے)

آپ نے مکتوبات معصومیہ دفتر دوم صفحہ ۶۴ (اردو ترجمہ) کا ذکر کیا۸ ہے۔ مجھے قلمی نسخے میں نہیں ملا۔ لکھیئے کہ وہ کس مکتوب نمبر میں ہے؟

روضۃ القیومیہ۹ میں مؤخر حالات جو معاصرانہ ہیں صحیح ہوں گے لیکن شروع کے حالات میں صحت مشکوک ہے، پھر وہ بیچارے عجیب مزاج کے تھے انہوں نے خواجہ سیف الدینؒ کو ان کے بھائی صاحب سے لڑا دیا ہے۱۰۔

اخفائے ''حال'' کے متعلق خواجہ باقی باللہؒ نے اپنے مکتوب نمبر ۲۴ میں شیخ تاج الدین کو لکھا..... خبر بسیار است کہ نوشتنِ آن خللی از خلا نیست، التماس آنست کہ بر ہر تقدیر بقدرے کہ توان نوشت بنویسند'' ......اس کے آگے بھی ایسا مضمون آتا ہے لیکن خواجہ صاحب نے اخفا کے لیے حضرت مجددؒ کبھی نہیں لکھا۱۱، پھر شیخ اور مرید کے درمیان

Marfat.com

کیونکر اخفاء رہے گا؟

زبدۃ المقامات (صفحہ ۲۸۳۔اردو ترجمہ) میں ہے کہ حضرت مجددؒ کے وصال کے سات ماہ قبل مصنف (ہاشم کشمیؒ) کو رخصت کر دیا گیا تھا چنانچہ اُس وقت سے لے کر آخر تک کے حالات انہوں نے حضرات القدس۱۲ سے اور صاحبزادگان سے حاصل کیے تھے۔(ممکن ہے کہ حضرات القدس میں پہلے شیخ آدم بنوریؒ کے حالات نہ رہے ہوں، بعد میں شامل کئے ہوں، اس لیے زبدۃ المقامات میں نہیں ہیں)

کتاب گلزار ابرار غوثی مانڈوی۱۳ کا آپ نے حوالہ دیا ہے ممکن ہے کہ جس وقت وہ عبارت لکھی گئی ہو اُس وقت تک فیضی کا تعلق تصوف اور دین سے رہا ہو۱۴ بہر حال میں ہر وقت حاضر ہوں، آپ ضرور مضمون لکھیں ماشاء اللہ آپ کی نظر بہت وسیع ہے۔

آپ کا کام ڈاکٹر اسلم صاحب اپنے ذمے نہیں لے سکتے۱۵؟ یہاں اگر آپ Islamic Culture کے شعبہ سے کر سکیں تو انشاء اللہ امید ہے کہ آسانی سے منظوری ہو جائے گی، پہلے تو پنجاب یونیورسٹی والے مجھے یہاں گائید بنا دیتے تھے۔ایسے کام تو محض امیدوار ہی کو کرنے ہوتے ہیں۔گائیڈ برائے نام ہی ہوتا ہے۔

فقط والسلام　　　　احقر　　غلام مصطفےٰ

Dr. Yohanan Friedmann نے Asian and African Studies (Vol.8.No.1-----1972) میں مجیب کی کتاب The Indian Muslims پر تبصرہ کیا ہے۔اس میں اُن کی کئی غلطیاں واضح کی ہیں)

Marfat.com

﴿8﴾

۲، اولڈ یونیورسٹی کیمپس

حیدرآباد (سندھ)

۱۱ر فروری ۱۹۷۶ء

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کتاب ابوالفضل ا موصول ہوئی بہت ممنون ہوں، آج کل مصروفیت بہت ہے اس لیے اچھی طرح دیکھنے کا موقع نہیں ملا، آپ سے بہت توقعات ہیں، اس سلسلے میں آپ کا خاموش رہنا بے شک تیاری کی وجہ سے ہوگا، ضرور لکھیں، یہاں تو عام کتابیں بھی نہیں ہیں اور اب میری صحت بھی ٹھیک نہیں رہتی، جزاکم اللہ فی الدارین خیراً

قبلہ حکیم صاحب کو سلام مسنون۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفیٰ

Marfat.com

﴿9﴾

حیدرآباد

۹/ جون ۱۹۷۷ء

۷۸۶

حامداً ومصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابھی گرامی نامہ ملا، ان شاء اللہ نعمت اللہ صاحب[۱] کے ہاتھ مخطوطے[۲] کا عکس بھجوادوں گا، مقامات مظہری[۳] کے ساتھ ہی نعیم اللہ بہرائچی[۴] والی کتاب[۵] بھی یکجا کر دیں تو بہت مناسب ہوگا، فی الحال میرے ذہن میں کوئی بات نہیں ہے کچھ خیال آیا تو ان شاء اللہ عرض کروں گا۔

راولپنڈی سے یا پشاور سے بَس ہی میں آپ اوچ شریف (ریاست دیر) جاسکتے ہیں۔ چکدرہ پر اُتر جائیں (اگر ریاست دیر جانے والی سیدھی بس ہو تو اور بات ہے)

چکدرہ سے گُل باد $3\frac{1}{2}$ میل، وہاں سے ورسک ایک میل، ورسک سے اوچ شریف ایک میل ہے، وہاں اب ڈاکٹر جمیل صاحب[۶] ہیں جن کے نام خط ملفوف ہے۔

Marfat.com

ان کے یہاں اب شاید زیادہ کتابیں نہیں ہیں ۷۔

چکدرہ سے (سوات روڈ پر) تھانہ حضرت خیل ہے، وہاں مولانا عبداللہ جان فاروقی مجددی ۸ صاحب ہیں بہت بڑے عالم ہیں، ان سے سے بھی مدد مل سکے گی، اُن سے میرا ذکر کر دینا کافی ہے، ان شاء اللہ وہ دوسرے مآخذ بھی بتا سکیں گے۔

ایک ضروری کام آپ سے عرض کر رہا ہوں، پنجاب یونی ورسٹی سے خط آیا ہے کہ اردو کے دینی ادب پر (۱۸۵۷ء سے اب تک) ایک مضمون لکھ دوں ۹ ۳۔۴ صفحات کا ایک مضمون مجھے آپ عنایت فرمادیں جس میں صرف تصوّف سے متعلق کتابیں (سنین کے ساتھ) ۱۸۵۷ء سے اب تک لکھی گئی ہوں یا ترجمہ کی گئی ہوں مذکورہ ہوں آپ کے لیے یہ کام بہت آسان ہے، مجھ پر کرم ہوگا، میں انتظار کروں گا، جلد چاہیے، مصنفین اور مترجمین کے نام سنین کے ساتھ، کتابوں کے نام بھی، یہ ضرور کرم فرمائیں ۱۰، قبلہ حکیم صاحب کی خدمت میں سلام مسنون۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿10﴾

حیدر آباد ۷۸۶

۱۲ر جنوری ۱۹۷۶ء حامداً ومصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ ملا، لاہور پہنچنے پر بھی ملا تھا، جزاکم اللہ فی الدارین خیراً۔

جن تسامحات کے متعلق آپ نے پوچھا ہے وہ بے شک قابل اصلاح ہیں۔ ایک مرحوم بزرگ کی تحریر میں سے نقل کرلیا گیا تھا، پھر غور کرنے کا موقع نہیں ملا، آپ اصلاح فرما کروہ مضمون اُن صاحب کو دیتے تو بہتر تھا۔

''سنگ میل'' ناشرین۔ چوک اردو بازار، لاہور نے ایک فہرست شائع کی ہے جس میں کئی انگریزی کتابوں (ترجموں) کے نام ہیں، آپ تکلیف نہ کریں، میں ان شاءاللہ خود ہی منگوالوں گا۔

قبلہ حکیم صاحب کی خدمت میں سلام مسنون۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿11﴾

۲، اولڈ یونیورسٹی کیمپس

حیدرآباد (سندھ)

۹رجون ۱۹۷۷ء

حضرت محترم ومکرم ڈاکٹر جمیل صاحب دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ آپ حضرات مع الخیر ہوں گے۔

محترم پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب بہت مشہور فاضل ہیں اور خاندان نقشبندیہ پر جتنی معلومات ان کو حاصل ہیں شاید بہت کم حضرات کو حاصل ہوں گی، یہ آپ کے یہاں نورمحل کی کتابیں دیکھنے کے لیے حاضر ہو رہے ہیں ازراہ کرم ان کے لیے سہولت عنایت فرمائیں اور اِس عاجز کو دعاء میں یاد رکھیں۔

میں اب ایسے عوارض میں مبتلاء ہوگیا ہوں کہ سفر کرنے کی ہمت نہیں رہی، دعا فرمائیں، سب حضرات کو بہت بہت سلام مسنون و واجب قبول ہو۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿12﴾

حیدرآباد ۷۸۶

۱۳ر نومبر ۱۹۷۷ء حامداً و مصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مولانا عبداللہ جان فاروقی صاحب (گڑھی حضرت خیل، ڈاک خانہ تھانہ مالاکنڈ) کا خط آیا ہے، اُن سے آپ نے کوئی کتاب لی تھی، وہ اب واپس فرمادیں۔ طبیعت ٹھیک نہیں ہے، دعامیں یاد رکھیں۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿13﴾

۲، اولڈ یونیورسٹی کیمپس

حیدرآباد (سندھ)

۱۶/ جولائی ۱۹۷۸ء

حضرت مخدومی و مکرمی دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب بہت اچھا علمی ذوق رکھتے ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں، خاندان مجددیہ سے وابستگی کی وجہ سے مجددی بزرگوں کی کتابوں سے بہت شغف ہے، آپ کی عین شفقت ہوگی جو آپ اپنے علمی ذخیرے سے ان کو مستفیض فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ فی الدارین احسن الجزاء

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفیٰ

Marfat.com

﴿14﴾

حیدرآباد ۸۶ء

۱۹؍رمضان المبارک حامداً و مصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ .

گرامی نامہ ملا اور کتاب بھی ملی، مختصر تبصرہ روانہ کرتا ہوں، کئی دن سے آپ کی یاد آرہی تھی، میں نے آج ہی خانقاہ مظہریہ ریاست دیر کے مکتوبات[۲] کے دو نسخے رجسٹری سے آپ کو روانہ کیے ہیں۔

آپ کے پی ایچ ڈی کے موضوع کا کیا ہوا؟[۳] پروفیسر اسلم صاحب نے ابھی رسالہ بیّنات[۴] (کراچی) میں اکبر سے متعلق بہت اچھا مضمون شائع کیا ہے خدا کرے کہ آپ بھی حضرت مجدّد قدس سرہٗ کے مخالفوں کی سرکوبی کرتے رہیں اللہ پاک آپ کو سلامت باکرامت رکھے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

۱۹۷۲ء میں ریٹائرڈ ہو چکا ہوں لیکن ہر سال ایک ایک سال کے لیے پھر تقرر کر دیا جاتا ہے۔ اب ۳۰ ستمبر کو یہ مدت ختم ہو رہی ہے پھر دیکھیے کیا ہو۔[۵]

Marfat.com

﴿15﴾

حیدر آباد ۸۶ء

۱۳ جنوری حامداً و مصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ ملا، آپ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے انتقال کا بڑا قلق ہوا، بہت بڑی نعمت کی محرومی ہوئی، انا للہ، اُن کے لیے ایصال ثواب کیا ہے، اللہ پاک اُن کے درجات خوب بلند فرمائے اور آپ حضرات کو صبر جمیل نصیب فرمائے، آمین۔

وہ مجموعہ ان رسائل پر مشتمل ہے:۔

(۱) حل المغلقات ۲ از شیخ محمد اشرف" (نبیرہ حضرت مجدد قدس سرہ)

(۲) حجۃ الحق فی دفع اعتراضات عبدالحق ۳ از شاہ فی الحال ابن شیخ محمد اشرف"

(۳) رسالہ دررفع شبہات فی کلام امام ربانیؒ ۴ از محمد یونس شہنشاہ فی الحال ابن شیخ محمد اشرف"

یہ تینوں رسالے ایک ہی شخص کے لکھے ہوئے ہیں، حاجی رحمت اللہ ابن مرحوم غازی خان کابلی ۵، سال کتابت درج نہیں۔

میں نے موسیٰ زئی شریف ۶ کا کتب خانہ ۷ نہیں دیکھا، تھوڑا وقت مل سکا تھا۔ صرف شاہ احمد سعید دہلویؒ ۸ کے مکتوبات ۹ حاصل کیے تھے۔

مدینہ منورہ کے مکتبہ عارف حکمت میں خواجہ محمد سعیدؒ کا مخطوط ''تحقیقات'' ۱۰ موجود ہے، وہ دراصل کسی محمد یوسف ۱۱ کے سوالات کے جوابات ہیں، تصوف اور دینی

Marfat.com

مسائل سے متعلق ہیں، یہ رسالہ خاصا بڑا تھا، تفصیل نوٹ نہیں کی

رسالہ الرحیم میں حضرت وحدتؒ کا رسالہ "سبیل الرشاد" ۱۲ شائع ہوا تھا، اس میں رسالے اور مصنف کا نام نہیں تھا، اس میں حضرت مصنفؒ نے اپنے رسالہ الجنات الثمانیہ ۱۳ کا ذکر کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مصنف کون ہیں، ۱۴ اُن کی کتابوں کی جو فہرست گلشن وحدت کے مقدمہ میں ہے اُس میں سبیل الرشاد کا ذکر ہے، میرا خیال ہے کہ یہی نام اس کا ہوگا، مولانا عبداللہ فاروقی صاحب کو لکھا تھا، اُن کا بھی یہی خیال ہے

رسالہ کحل الجواہر ۱۵ غالباً محمد باقر لاہوریؒ ۱۶ کا ہے، اللہ والے کی قومی دُکان لاہور نے اس کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ صفحہ ۶ تک یہ مختصر رسالہ اُن کا ہے، بعد میں جواہر علویہ کی عبارت ہے۔

کلیات باقی باللہؒ میں ۱۷ حیات باقیہ کے مصنف کا لکھا ہوا حضرت باقی باللہ قدس سرہ کا جو مرثیہ ملتا ہے اس میں رُشدی تخلص ہے:۔

رُشدی ازاں نفس کہ رخ خود نہفت دوست ساز طرب شکست و نوائے ترانہ مُرد ۱۸

حیات باقیہ میں ہے کہ مصنف ۱۰۱۰ھ کے بعد ۱۰۱۲ھ میں حضرت باقی باللہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کہیں پڑھا تھا کہ وہ دکن چلے گئے تھے ۱۹، حضرات قدس (اردو ترجمہ ۲۱۸/۱ـ۲۹۸/۲) میں ان کا حال ہے اور ان سے حضرت باقی باللہ کے حالات منقول ہیں، میرا خیال ہے کہ حیات باقیہ کے مصنف یہی محمد صدیقؒ ہیں جنھوں نے بعد میں رشدی کے بجائے ہدایت ۲۰ تخلص اختیار کیا ہوگا۔

حضرت مظہر جان جاناںؒ کس طرح تناسخ کے قائل ہو سکتے ہیں ۲۱ جب کہ حضرت مجدد

Marfat.com

قدس سرہٗ قائل نہیں ۲۲، فرائیڈ مین کا مقالہ دیکھنے سے کچھ بات نکل سکتی ہے۔

شاہ غلام محی الدین قصوریؒ کے مرتب کردہ ملفوظات ۲۳ کا علم نہیں اور فی الحال کچھ اور معلوم نہیں، حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا تصحیح کردہ جو نسخہ آپ نے کابل میں دیکھا ہے اُس تصحیح (قلم) کا عکس ۲۴ آپ لے آئے ہوں گے، اُس کی زیارت کرائیں۔

آپ ہم لوگوں کے ادارہ کی مالی امداد فرمانا چاہتے ہیں ہمارے لیے بڑی نعمت ہے، فی الحال آپ مکتوبات معصومیہ ۲۵ (مکمل) کا نسخہ ہمارے محترم بھائی چوہدری عبدالحمید صاحب ۲۶ (مکتبۂ کاروان، کچہری روڈ، لاہور) سے لے لیں۔ اُس کی قیمت -/90 ہے لیکن آپ اُن کو -/65 دے دیں، جزاکم اللہ

میں نے چند نُسخے اُن کی خدمت میں بھیجے ہیں، میں نے آپ کے متعلق انھیں لکھ دیا ہے، آپ کے ٹکٹ واپس کرتا ہوں، یہ اور پہلے کے مکتوبات سب جماعت کے ہیں، مکتوبات معصومیہ کے پہلے دفتر کے بعد حضرت مجددؒ کے دست مبارک کے لکھے ہوئے مکتوب کا عکس بھی ہے۔

فیضی اور ابوالفضل پر آپ لکھنے کا ارادہ فرما رہے تھے، اس کے متعلق کیا ہوا؟ ۲۷ واقعی اب میری صحت ٹھیک نہیں ہے اور زیادہ مفصّل خط نہیں لکھ سکتا، دعاء میں یاد رکھیں، شکر ہے حدیقۃ الاولیاء کا نسخہ آج ملا، جزاکم اللہ فی الدارین احسن الجزاء

ماشاءاللہ بہت خوب تعلیقات ہیں آپ سے یہی توقع تھی۔

فقط والسلام احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿16﴾

حیدرآباد

۲۴ رمضان المبارک

عزیز گرامی قدر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ ملا، آپ کی مرسلہ کتابیں مل گئی تھیں لیکن جب میں نے خط لکھا تھا اُس وقت تک نہیں پہنچی تھیں، مولوی محمد شفیع صاحب[1] مرحوم نے مجھے جو خطوط بھیجے تھے وہ میں نے مختصر سی تمہید کے ساتھ نقوش میں چھپوا دیے تھے، نقوش والوں نے میرے نام کی بجائے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار صاحب کا نام لکھ دیا تھا، حالانکہ ان خطوط کے اندر میرا ہی نام تھا۔

اثبات النبوۃ کے نسخوں[2] کے متعلق لکھیے گا لیکن ابھی نہیں جب ایم اے کے امتحان[3] سے فارغ ہو جائیں اُس وقت دیکھیے گا۔ بلکہ ابھی مجھے جواب دینے کی بھی ضرورت نہیں

ڈاکٹر یار محمد صاحب کو میرا سلام کہیے گا، اُن کو بھی پھر خط لکھا ہے۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿17﴾

حیدرآباد

۱۳رجنوری

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ ملا، بڑی خوشی ہوئی

اللہ پاک آپ کے درجات دونوں جہانوں میں خوب خوب بلند فرمائے، آمین

ثم آمین

اثبات النبوۃ، ناقص الآخر ہے، یعنی اس میں مقالہ دررِدِ فلاسفہ نہیں ا ہے، آپ کی نظر میں یہ مقالہ کہیں ہو تو اس کی نقل عنایت فرمائیں تا کہ اسے دوبارہ شائع کیا جا سکے مکاشفات عینیہ۲ میں غلطیاں رہ گئی ہیں وہ بھی پھر شائع کرنے کا خیال ہے۔

محترم ڈاکٹر یار محمد صاحب کا گرامی نامہ بھی ملا، ان کو بھی خط لکھ رہا ہوں، اپنی دوسری کتابیں ان شاء اللہ کسی کے ہاتھ بھجواؤں گا

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفٰے

Marfat.com

﴿18﴾

حیدر آباد

۱۳؍جنوری

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ ملا جن کتابوں کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا ہے میری نظر سے نہیں گزریں، البتہ شواہد التجدیدا کا خیال ہے لیکن ابھی ذہن میں نہیں ہے، دریا خان سے آگے ڈیرہ اسمٰعیل خان سے بَس موسی زئی شریف (دار بن ہوتی ہوئی) جاتی ہے۔ وہاں خانقاہ شریف میں بکثرت قلمی کتابیں۲ ہیں، اُن میں سے اکثر کی نقلیں کُندیاں شریف (ضلع میاں والی) کی خانقاہ سراجیہ۳ میں ہیں لیکن فہرستیں میرے پاس نہیں ہیں اور میں نے نہیں دیکھیں، چند کتابوں کے نام عرض کرتا ہوں:

لاہور میں ذخیرۂ شیرانی۴ مرحوم اور ذخیرہ آذر مرحوم۵ کے علاوہ علماء اکیڈیمی لاہور۶ (بادشاہی مسجد) کی کتابیں ملاحظہ فرمالی ہوں گی، خیر پور (سندھ) کی پبلک لائبریری۷ میں یہ کتابیں ۸ (قلمی) ہیں:۔

(۱) الرسالتین (رسالۂ عدلیہ از خواجہ محمد پارساؒ مع شرح رباعیات ابوسعید ابوالخیرؒ) ۲۴ صفحات

(۲) رسالہ تصوف طریقہ نقشبندیہ از شاہ غلام علیؒ......۶۴ صفحات

(۳) رسالہ طریق نقشبندیہ۔ از ابو عبد الرحمٰنؒ......۴۰ صفحات

Marfat.com

مولانا حافظ محمد ہاشم جان۹ صاحب مجددی آج کل کراچی ہیں۔ اُن کے پاس یہ کتابیں ہیں:۔

مجموعہ رسائل: ہدایت نامہ ارشادات۱۰ از حضرت مجددؒ۔ (مکتوبات ہی میں سے ہوں گے)

مکتوبات مولانا حسن جان مجددیؒ۱۱

سفر نامہ حجاز مولانا حسن جان مجددیؒ۱۲

رسالہ تہلیلیہ مولانا حسن جان مجددیؒ۱۳ (ان کی تصنیف کا بھی یہی نام ہے)

الطاف رحمانی فی مناقب امام ربانیؒ مولانا سلام اللہ۱۴

رسالہ سلوک میں میر نعمانؒ۱۵..... رسالہ چہار چمن از خواجہ وحدت۱۶

حضرات القدس (فارسی اصل) ۱۷

مجموعہ رسائل حضرت مجددؒ۱۸

یواقیت الحرمین ۱۹ (از حضرت مروج الشریعتؒ۔ ان کے مکتوبات۲۰ اس عاجز نے چھپوائے ہیں۔ جلد کرنی باقی ہے)

حالات خواجہ صبغۃ اللہؒ۲۱

مولانا محمد فرخؒ کی کشف الغطاء۲۲ اور محمد معین تتوی کی بہجۃ النظار فی براءت الابرار۲۳

عمدۃ المقامات۲۴

البهجة السنية فی آداب الطريقة النقشبنديه ۲۵ از مولانا خالدؒ

انساب الانجاب ۲۶

ہدیہ احمدیہ ۲۷

Marfat.com

رسالہ الرحیم (حیدر آباد) بابت ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۷ء میں ایک رسالۂ نقشبندیہ (فارسی مع اردو ترجمہ) راقم الحروف نے شائع کیا تھا، اس کے مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا، اس میں تجدید پر شواہد ہیں اور مصنفؒ نے لکھا ہے کہ میں نے جنات الثمانیہ میں تفصیل سے لکھا ہے، معلوم نہیں کہ یہ کتاب الجنات الثمانیہ کہاں ہے؟ شاید آپ کو معلوم ہوگا، لکھیئے گا۔ ۲۸

حضرت تاج الدین سنبھلیؒ کا رسالہ تاجیہ ۲۹ مولانا عطا محمد ۳۰ صاحب خطیب جامع مسجد، چودھواں (ڈیرہ اسمٰعیل خان) کے پاس ہے۔

مولانا ثناء اللہ پانی پتیؒ کا رسالہ ارشاد الطالبین ۳۱ کا عربی اصل کراچی میں ابو احمد صاحب (State Bank) کے پاس ہے۔

سُنا ہے کہ مولانا محمد زید فاروقی صاحب نے (دہلی) سے حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور حضرت مجددؒ کے مکتوبات کا عکس ۳۲ دہلی سے شائع کیا ہے، اور کچھ معلوم ہوگا تو ان شاء اللہ لکھوں گا۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفٰے

Marfat.com

﴿19﴾

حیدرآباد ۷۸۶

۲۸ر دسمبر حامداً و مصلیاً

عزیز مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ ملا، بڑی خوشی ہوئی، آپ کی اعلیٰ کامیابی[1] پر دل سے دعاء نکلی، اللہ پاک خوب خوب مبارک فرمائے اور دین اور قوم کی خدمت کے لیے آپ کو منتخب فرما کر مقبول ومقرب فرمائے، آمین، ثم آمین۔

مدینہ منورہ میں شاہ احمد سعید دہلوی علیہ الرحمۃ اور شاہ عبدالغنی علیہ الرحمۃ نے رباط مظہریہ[2] قائم کی تھی، جنت البقیع کے بالکل سامنے ہے، اس میں ان کا بہت بڑا کتب خانہ ہے، حضرت مجدد قدس سرہٗ کے چند رسائل (اثبات النبوہ اور رسالہ تہلیلیہ وغیرہ) ہیں، نامکمل بھی ہیں، تطبیق کے وقت اُن میں سے ایک دو کی تکمیل بھی وہیں یہ عاجز کر آیا تھا، شاہ ابوسعید علیہ الرحمۃ کے دست مبارک کا لکھا ہوا ایک قرآن[3] پاک بڑی تقطیع میں ہے جو انھوں نے ۱۲۴۴ھ حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمہ کے لیے لکھا تھا، روضہ اقدس سے قبلہ کی طرف مکتبۂ عارف حکمت[4] ہے، وہاں نسمات قدس من حدیقۃ الانس[5] از حضرت محمد ہاشم کشمی ہے جو حضرت باقی باللہؒ سے پہلے کے نقشبندیہ بزرگوں کے حالات پر مشتمل ہے اس میں تصوف اور دین سے متعلق تحقیقات ہیں۔ محمد امین[6] بدخشی علیہ الرحمہ کے متعلق مجھے کوئی معلومات نہیں، حضرت ضیاء المشائخ[7] صاحب، قلعہ جواد، کابل کے یہاں بہت

Marfat.com

بڑا کتب خانہ ہے۸، افسوس کہ مجھے وہاں زیادہ دیکھنے کا وقت نہ مل سکا، اُن کے بھتیجے یعنی حضرت صدر المشائخ مرحوم۹ کے صاحبزادے۱۰ G,62-Gulbarg لاہور میں ہیں۔ شاید کابل کے ذخیرے کے بارے میں اُن سے مدد مل سکے۔۱۱

تذکرۂ آدمیہ۱۲ (حضرت آدم بنوریؒ سے متعلق) کا فوٹو اسٹیٹ نیو ٹاؤن کی جامع مسجد کراچی میں موجود ہے لیکن آپ کابل تشریف لے جائیں تو ان شاء اللہ بہت کتابیں مل جائیں گی، معلوم نہیں کہ کس نمبر میں تھا۔۱۹۷۲ء کے کسی نمبر میں تھا۔ اسلام آبادہی سے معلوم ہو سکے گا۔

ڈاکٹر یار محمد صاحب کا خط مل گیا تھا، اللہ اُن کو خوش رکھے، آمین، چند کتابیں آج آپ کو روانہ کرتا ہوں، آپ پی ایچ ڈی ضرور کریں، بہت اچھا موضوع ہے۔

اثبات النبوۃ کا بقیہ حصہ آپ کی سعی سے کہیں سے مل جائے تو بہت ممنون ہوں گا میں نے کابل اور مدینہ منورہ وغیرہ بہت جگہ اس کو تلاش کیا لیکن نہیں ملا۔

کابل میں محمد ہاشم کشمیؒ کی یہ کتابیں موجود ہیں:۔

(۱) زبدۃ المقامات ۱۳ (۲) نسمات القدس ۱۴ (۳) تاریخ الانبیاء ۱۵ (۴) طُرق الاصول فی شریعۃ الرسول ۱۶ (۵) دُرّ الاسرار فی تحیۃ سید الابرارؐ ۱۷ (۶) ان کے چار مکتوبات ۱۸ جو انھوں نے حضرت مجدد قدس سرہ کو لکھے تھے۔

یہاں ایک صاحب کے پاس محمد براری اُمّی ابن جباری خان ابن مجنون خان قاقشال کی کتاب عقول عشرہ ۱۹ (قلمی) دیکھی۔

اللہ آپ کو خوش رکھے، مجھے نہ بھولیے گا، دعا میں یاد رکھیں۔

Marfat.com

کل عزیزی ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب تشریف لائے تھے میں گھر پر نہیں تھا۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

وہاں توزک جہانگیری کا انگریزی ترجمہ ۲؍ج مع حواشی کہیں مل جائے تو قیمتاً بھجوا دیں۔

Marfat.com

﴿20﴾

سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد ۷۸۶

۸/اپریل حامداً و مصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک زحمت دے رہا ہوں، بُرہان قاطع [۱] کے مصنف نے اپنا نام اور تخلص محمد حسین بن خلف تبریزی المتخلص بُرہان لکھا ہے اور برہان قاطع کا سال تالیف (قطعہ تاریخ میں) ۱۰۶۲ھ دیا ہے، میرے پاس تہران [۲] اور لکھنؤ کے ایڈیشن ہیں لیکن اسی عہد میں ایک شخص محمد حسین تبریزی المتخلص معلوم ہوا [۳] ہے۔ اُس نے اپنے والد کا نام نہیں لکھا ہے لیکن ایک فارسی دیوان [۴] یادگار چھوڑا ہے۔ مجھے اس دیوان کے ابتدائی چند اوراق ایک جگہ دیکھنے کو ملے تھے، یہی محمد حسین تبریزی خوشنویس تھا جس کی تین وصلیاں ڈاکٹر محمد شفیع صاحب مرحوم (نمبر۲۴۔میسن روڈ، لاہور) یہاں موجود ہیں۔

میں نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کے صاحبزادے ربانی [۵] صاحب کو خط لکھا تھا کہ ان وصلیوں میں جو اشعار ہیں (بمشکل ایک دو ہوں گے) مجھے عنایت فرمائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ اشعار اسی خوش نویس کے ہیں کہ کسی اور کے ہیں۔ آپ اگر زحمت فرما کر لکھ بھیجیں تو عین کرم ہوگا اگر اس محمد حسین معلوم کا دیوان وہاں کہیں ہو تو مطلع فرمائیں اگر برہان قاطع کے کچھ قلمی نسخے وہاں ہوں تو دیکھ لیں کہ اُن میں محمد حسین تبریزی کا برہان تخلص [۶] ہے یا معلوم تخلص ہے آپ یہ زحمت اُٹھا سکتے ہیں اس لیے آپ

Marfat.com

کو لکھ رہا ہوں۔

آپ کے مقالے کا موضوع کب تک منظور ہوگا؟ خدا کرے کہ جلد ہو جائے۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفیٰ

Marfat.com

﴿21﴾

حیدر آباد ۸۶ء

۷ رمئی حامداً و مصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

گرامی نامہ ملا، محمد حسین تبریزی کے قطعات کے لیے احمد ربانی صاحب سے ملنے کی زحمت نہ اٹھائیں، میں نے ان کو بھی لکھا تھا، انہوں نے جواب دیا تھا کہ نقل کرا کر بھیجوں گا۔ پھر کچھ نہ ہوا، اب آپ زحمت نہ فرمائیں۔

جن مضامین کا آپ نے ذکر کیا وہ میری نظر سے نہیں گزرے، اب میری صحت مستقل خراب رہنے لگی ہے اس لیے اب میں کیا لکھوں، آپ ضرور لکھیں، آپ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں، عزیزی محمد ایوب قادری صاحب کو بھی میں نے لکھا ہے کہ وہ بھی جواب لکھیں، عزیزی محمد مسعود احمد صاحب بھی لکھتے لیکن آج کل وہ ایسی جگہ پرنسپل ہیں کہ وہ شہروں سے بہت دور ہے۔ خیر آپ حضرات لکھیں، اللہ پاک آپ حضرات کو سلامت با کرامت رکھے اور دین کی خدمت کے لیے قبول فرمالے، آمین، ثم آمین۔ خدا کرے کہ آپ کا موضوع جلد منظور ہو جائے، آمین

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفٰے

Marfat.com

﴿22﴾

حیدرآباد ۷۸۶

۲۴ رجون حامداً ومصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ آج ملا، بہت ممنون ہوں کہ آپ آئندہ ہفتہ وہ مضمون عنایت فرمائیں گے[۱]۔ تذکرے بھی علیحدہ باب میں آسکتے ہیں، سیکڑوں کتابیں (ہر سلسلے کی) ہوں گی، جس قدر آسانی سے آپ سب کو سمیٹ دیں تو بہتر ہے، جزاکم اللہ فی الدارین احسن الجزاء

جی ہاں، عزیزی ایوب قادری صاحب کا وہ مضمون دیکھا[۲]۔ اُن کو بھی زحمت دے رہا ہوں، دوسرے ابواب میں نے بھی لکھ لیے ہیں کچھ باقی ہیں، اللہ مددگار ہے۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿23﴾

حیدرآباد ۱۹۸۶ء

۹/اگست حامداً و مصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرصے سے خیریت معلوم نہ ہوسکی۔

آج ریسرچ سوسائٹی جرنل (لاہور) ملا جس میں آپ کی کوشش سے میرا مضمون چھپ گیا ہے[۱]۔ 475/50 کا چیک بھی ملا، جزاکم اللہ فی الدارین احسن الجزاء

مضمون میں بے حد غلطیاں ہیں، لیکن اب کیا ہوسکتا[۲] ہے! ایک مرتبہ لاہور سے کسی کتب فروش کی ایک فہرست آئی تھی جس میں ڈاکٹر ناظم صاحب کی کتاب (محمود غزنوی)[۳] اور توزک جہانگیری[۴] کے انگریزی ترجمہ کی قیمت درج تھی، اب وہ فہرست نہیں ہے، اگر آپ کو موقع ملے تو لکھیے گا۔

حکیم صاحب کی خدمت میں مودبانہ سلام مسنون۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفٰے

Marfat.com

﴿24﴾

حیدرآباد ۸۶ء

۳۰ رجنوری حامداً و مصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔

اثبات النبوۃ کا ٹرکی ایڈیشن [۱] جو آپ نے دیکھا ہے وہ دراصل ہمارے نسخے ہی کا عکس ہے، اس میں دوسرا مقالہ نہیں ہے۔ انھوں نے دو اور رسالے اس کے ساتھ شامل کر دیے ہیں۔

اگر آپ پنجاب یونیورسٹی میں مجھے اپنا گائیڈ بنالیں تو مجھے عین مسرت ہوگی [۲]۔ یہاں دراصل یہ بات ہے کہ اُسی شعبہ کا کوئی استاد گائیڈ بن سکتا ہے، مجھے عربی، فارسی، اردو اور اسلامیات میں یہاں گائیڈ بنا دیتے ہیں لیکن تاریخ میں نہیں آپ اگر پنجاب سے کر سکیں تو بہتر ہے ورنہ احتیاطاً یہاں بھی درخواست دے دیجیے گا، پہلے وہاں کا نتیجہ بتائیں، آپ ضرور وہی موضوع [۳] رکھیں۔

فقط والسلام

احقر......غلام مصطفےٰ

مکتوبات معصومیہ [۴] کا اسلام آباد میں پتا نہیں چلا [۵]، اب دوسری جگہ سے حاصل کر کے کتابت کرا رہا ہوں۔

Marfat.com

﴿25﴾

حیدرآباد ۸۶ء

۱۶؍ جون حامداً و مصلیاً

عزیز گرامی منزلت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرا خط ملا ہوگا، نعمت اللہ صاحب ابھی تک نہیں آئے، میں نے زحمت دی ہے۔
۳۔۴ صفحات میں ۱۸۵۷ء تک کی تصوف کی کتابوں کے (تراجم بھی اور مختلف سلسلوں والی) نام مع مصنف بقید سنین عنایت فرمادیں، انتظار رہے گا۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفیٰ

Marfat.com

﴿26﴾

حیدر آباد ۱۴۸۶ھ

۲۰/ دسمبر حامداً و مصلیاً

عزیز گرامی منزلت دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مکتوبات معصومیہ میں محمد یحییٰ کابلی کے نام دو مکتوب (اول نمبر ۱۸، سوم نمبر ۱۴۲) ہیں لیکن صاحبزادہ محمد یحییٰ کے نام نہیں ہیں[۱]، البتہ کچھ یاد پڑتا ہے کہ اس قسم کا مضمون (جو روضۃ القیومیہ، دوم ص ۶۴ میں ہے۔ کسی جگہ ہے غور سے دیکھنے پر پتا چل سکے گا۔[۲]

آپ کی یونی ورسٹی اور کراچی یونیورسٹی میں عجیب جھگڑے ہیں جو پڑھے لکھے لوگوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں[۳]۔

سندھی زبان میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حالات پر ایک اچھی کتاب مولانا محمد ہاشم جان مجددی مرحوم کی نگرانی میں شائع ہوئی ہے[۴] میں سندھی نہیں جانتا لیکن یقین ہے کہ یہ کتاب مخالفت میں نہیں ہوگی، مخالفت کی کسی کتاب کا مجھے علم نہیں۔

میں ۲۸-۲۹ دسمبر کو کراچی میں (ان شاء اللہ) رہوں گا، بقیہ یہیں ہوں۔

عزیزی محمد ایوب قادری صاحب میرا پتا کراچی کا جانتے ہیں۔

فیضی اور ابو الفضل پر میں بھی لکھنا چاہتا تھا لیکن یہاں عام کتابیں بھی نہیں ملتیں، رقعات ابو الفضل وغیرہ بھی نہیں ہیں، آپ لکھیں تو چند باتیں میری بھی شامل

Marfat.com

فرمادیں۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ

Marfat.com

﴿27﴾

سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد ۸۶ء

۱۹؍جولائی حامداً ومصلیاً

عزیز گرامی منزلت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک زحمت دے رہا ہوں۔اب ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ مکتوبات معصومیہ شائع کیے جائیں، ان کا تیسرا دفتر مولانا نور احمد صاحب مرحومؒ امرتسری [1] کا مرتبہ مل گیا ہے۔ (قلمی نسخے بھی ہیں) پہلا اور دوسرا دفتر [2] بھی ہندوستان میں طبع ہوا تھا جو مطلوب ہے اگر صرف دوسرا دفتر بھی طبع شدہ ہے [3] کہیں مل جائے تو مجھے چند روز کے لیے عاریۃً عنایت فرمائیں، بہت ممنون ہوں گا، جواب کا انتظار رہے گا، قلمی تینوں دفتر میرے پاس ہیں۔

فقط والسلام

احقر

غلام مصطفےٰ خان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حواشی بر مکاتیب ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان

نوشتہ محمد اقبال مجددی (مکتوب الیہ)

۱۔ ڈاکٹر یار محمد خان (ف مئی ۱۹۹۲ء) سابق صدر شعبہ تاریخ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، لندن یونیورسٹی، لندن سے Deccan policy of the Mughals کے عنوان سے پی ایچ ڈی کی اور ان کے مقالات کا ایک مجموعہ (انگریزی) ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، لاہور سے شائع ہوا تھا، راقم عاجز ۱۹۷۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ میں ایم اے کا متعلم اور ڈاکٹر یار محمد خان مرحوم کا شاگرد تھا۔

۲۔ شوکت الرحمٰن برکی کی بھتیجی یعنی تنویر جہان خان ڈاکٹر یار محمد خان کی اہلیہ ہیں اور شعبۂ لائبریری سائنس پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں استاد تھیں، اب ریٹائرڈ زندگی گزار رہی ہیں۔

۳۔ ڈاکٹر غلام مصطفٰی مرحوم میری نسبت مجددی سے سمجھے کہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد میں سے ہوں جبکہ احقر نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ فکری ہم آہنگی کے باعث یہ نسبت اختیار کی تھی، بعد میں ۱۹۷۶ء کو حضرت ضیاء المشائخ محمد ابراھیم مجددی (از اولاد حضرت مجدد الف ثانیؒ) سے بیعت ہوا تھا۔

۴۔ ڈاکٹر صاحب مولانا سید زوار حسین شاہ نقشبندی کے خلیفۂ خاص تھے۔

۵/۱۔ پروفیسر غلام مصطفٰی شاہ (ف ۹/ اکتوبر ۱۹۹۹ء) وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد، سندھ، و وزیر تعلیم (وفاقی)

Marfat.com

۵/۲۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی (۸/دسمبر ۲۰۰۳ء) ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ اکیڈیمی حیدرآباد، سندھ، معروف مولف، محقق اور عالم دین

۶۔ ڈاکٹر قاسمی، راقم عاجز نے مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی مذکور کی شہرت کی بنا پر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کو مولانا قاسمی سمجھ لیا تھا، بعد میں اس غلط فہمی کا احساس ہوا۔

۷۔ ڈاکٹر محمد ایوب قادری (ف ۲۵/نومبر ۱۹۸۳ء) پاکستان کے نامور محقق، مولف اور مترجم تھے، مرحوم کی اکثر لاہور میں آمد و رفت رہتی تھی، ہم سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم سے بہت انس تھا۔

۸۔ کتاب احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری (رک حواشی بر مکاتیب مولانا ابوالحسن زید فاروقی مشمولہ مجموعہ حاضر مکتوب اوّل، حاشیہ ۱۴)

۹۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ف ۲۸/اپریل ۲۰۰۸ء) اردو زبان و ادب کے پروفیسر تھے اور سندھ کے کئی کالجوں کے پرنسپل بھی رہے، حضرت مجدد الف ثانیؒ اور مولانا احمد رضا خان پر علمی و تحقیقی کام کیا، ان کی زندگی میں ان پر پی ایچ ڈی کا ضخیم مقالہ ہندوستان میں رانچی یونیورسٹی میں لکھا گیا اور کراچی سے شائع ہوا۔

۱۰۔ مناقب العارفین شیخ فتح محمد فتح پوری چشتی کی تالیف ہے، اس میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حضرت مجدد الف ثانیؒ پر اعتراضات اور ان سے رجوع کا ذکر ملتا ہے جو اس سلسلہ کی قدیم ترین روایت ہے۔

۱۱۔ احمد آباد کی ایک خانقاہ سے مراد کتب خانہ درگاہ حضرت پیر محمد شاہ مراد ہے جہاں کتاب مناقب العارفین کا قلمی نسخہ ہے لیکن پروفیسر محمد اسلم نے اس کتاب خانہ کے

Marfat.com

خاص خاص نسخوں کی جو فہرست اپنی کتاب تاریخی مقالات میں شائع کی تھی اس میں مولف کا نام درج نہیں کیا۔

۱۲۔ پروفیسر فرید، ہندوستان کے محققین میں معروف شخصیت کے مالک ہیں کئی اہم مقالات اور کتابیں تالیف کر چکے ہیں۔

۱۳۔ ڈاکٹر ایس ایم اکرام نے اپنی مشہور کتاب رودکوثر میں جو برصغیر کی علمی وتہذیبی تاریخ ہے، خصوصیت سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا اور آپؒ کے مقابل ملا مبارک ناگوری اور اس کے دونوں زیرک فرزندوں فیضی اور ابوالفضل کی جماعت کی بہت تعریف وتوصیف کی تھی۔

۱۴۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم نے ان کے ہفوات کے جواب ایک رسالہ کی صورت میں حضرت مجدد الف ثانیؒ، ایک تحقیقی جائزہ کے نام سے شائع کیا تھا۔

۱۵۔ ڈاکٹر اکرام نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے جوابات پڑھ کر اپنے بعض نتائج رودکوثر کے چوتھے ایڈیشن میں سے حذف کر دیئے ہیں۔

۱۶۔ ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی (ف ۲۰ر ستمبر ۱۹۹۶ء) ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

۱۸۔ فریڈ مان یوحنا اور اس کی کتاب کے لیے دیکھئے مکاتیب حضرت ابوالحسن زیدؒ پر ہمارے حواشی مکتوب سوم، حاشیہ نمبر ۴

۱۹۔ ڈاکٹر خان مرحوم نے یوحنا کی کتاب شیخ احمد سرہندیؒ پر ایک ریویو لکھ کر ان کے رسالہ اسلامک سٹڈیز میں بھیجا تھا جس میں آپ نے راقم عاجز کی کتاب احوال وآثار

Marfat.com

خویشگی کا بطور خاص حوالہ دیا تھا۔

۱۹۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوب الیہم کے احوال پر راقم احقر نے ایک مقالہ لکھنا شروع کیا تھا جو امتدادِ زمانہ سے ناتمام ہی رہ گیا۔

مکتوب ۲:

۱۔ جلسہ سے مراد میری کتاب احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری کی تقریب رونمائی ہے، جو لاہور میں رائٹرز گلڈ میں منعقد ہوئی تھی، اس میں ڈاکٹر خان کو شریک اور خطاب کی دعوت دی تھی لیکن موصوف تشریف نہ لا سکے، چونکہ خویشگی حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مخالف تھا اور ڈاکٹر اکرام نے اسے ثقہ سمجھ کر اس کے اقتباسات دیئے تھے، راقم نے اپنی مذکورہ کتاب میں ڈاکٹر اکرام کے اعتراضات کے جواب دیئے تھے اور وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلاف جس فتویٰ کا فخر سے ذکر کرتے تھے عاجز نے اس کا اس کتاب میں رد لکھا تھا، ڈاکٹر خان مرحوم نے ڈاکٹر اکرام کی زندگی میں یہ تقریب منعقد کرنے کے بارے میں لکھا تھا۔

۲۔ ڈاکٹر خان مرحوم چاہتے تھے کہ ڈاکٹر اکرام کی وفات کے بعد ان کے اعتراضات کے مدلل جواب لکھ کر دنیائے تاریخ کو حقائق سے آگاہ کیا جائے۔

۳۔ ڈاکٹر خان مرحوم کو اس تقریب میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی لیکن مرحوم تشریف نہیں لا سکے تھے۔

مکتوب ۳:

Marfat.com

۱۔ راقم نے اپنی مذکورہ کتاب کی تقریب کے لیے ڈاکٹر خان کو مدعو کیا تھا، اس طرف اشارہ ہے۔

مکتوب ۴:

۱۔ ابوالفضل، اکبر کے خاص ندیموں اور دین الٰہی کا سب سے فعال نمائندہ تھا، اکبر نامہ، آئین اکبری اور مکتوبات ابوالفضل اسی کی تصانیف ہیں۔

۲۔ ابوالفیض فیضی، اکبر کا ملک الشعراء اور دین الٰہی کا سرگرم ترین فرد تھا، الحاد و زندقہ پھیلانے میں اس کا اہم کردار ہے۔

۳۔ راقم نے ابوالفضل و فیضی کے نظریات پر ایک مقالہ لکھنے کا ارادہ کیا تھا لیکن مصروفیات کے باعث یہ ارادہ عملی شکل اختیار نہ کر سکا بعد میں مقامات معصومی کی جلد اوّل میں اس کے بعض مندرجات شامل کر دیے گئے۔

۴۔ رسالہ المعارف (ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور) میں راقم کا ایک مقالہ شائع ہوا تھا جس میں ڈاکٹر اکرام کی بعض غلطیوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔

۵۔ ڈاکٹر اسلم صاحب، ۹ سال تک انگلینڈ میں پی ایچ ڈی کے لئے کوشش کرتے رہے لیکن افسوس کہ وہ یہ درجہ حاصل نہ کر سکے، پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ تاریخ میں استاد رہے۔

۶۔ بینات، جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی کا ماہ نامہ جس میں پروفیسر اسلم کا اکبر پر ایک مقالہ شائع ہوا تھا یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

۷۔ تغلق نامہ، یہ امیر خسرو کی ایک مثنوی ہے جو آپ نے غیاث الدین تغلق کی

Marfat.com

خسرو خان پر فتح ۷۲۰ھ/۱۳۲۰ء کے موقع پر لکھی تھی، اس کا فارسی متن سید ہاشمی فرید آبادی نے مرتب کیا اور حیدآباد، دکن سے ۱۹۳۳ء کو طبع ہوا۔

۸۔ تغلق نامہ کے امیر خسرو کے انتساب پر ڈاکٹر خان کو تر دد تھا۔

۹۔ لاہور مین تغلق نامہ کا مذکورہ مطبوعہ ایڈیشن بازار میں نہ مل سکا۔

۱۰۔ حکیم صاحب قبلہ سے مراد حکیم محمد موسی امرتسری ہیں جو ایک عالم و عارف بزرگ تھے جن کا انتقال ۱۷رنومبر ۱۹۹۹ء کو لاہور میں ہوا، آپ کے کئی خطوط میں انہی حکیم صاحب کی خدمت میں سلام لکھا گیا ہے۔

مکتوب ۵:

۱/۲۔ اقبال اور قرآن کے نام سے ڈاکٹر خان مرحوم نے ایک ضخیم کتاب اقبال اکادیمی کے ایما پر تالیف کی تھی جو اسی اکیڈیمی سے شائع ہو چکی ہے۔

۳۔ سفر مبارک ہو، سے مراد راقم مسکین کا لاہور سے مقامات مظہری پر تحقیقات کے لیے اوچ دیرہ جانا تھا کیوں کہ وہاں حضرت میرزا مظہر جان جانانِ شہیدؒ (ف ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) کے خلیفہ اخوند ملا نسیم کی خانقاہ ہے جو اپنے شیخ کے انتہائی متبع بزرگ تھے۔ مقامات مظہری (ص ۳۲۱) میں ان کے احوال درج ہیں، سلسلۂ مظہریہ کے افراد کی آپس میں میں جو مراسلت ہوئی تھی وہ اصل خطوط وہاں محفوظ ہیں جن کا ایک مجموعہ ڈاکٹر خان نے لوائح خانقاہ مظہریہ کے نام سے شائع کر دیا تھا۔

۴۔ حدیقۃ الاولیاء مفتی غلام سرور لاہوری کی تالیف ہے، جس پر راقم نے مفصل حواشی لکھے تھے اور لاہور سے اس کے دو ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

۵۔ مکتوبات معصومیہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی (ف ۱۰۷۹ھ) کے مکاتیب کا مجموعہ ہے جس کی تین جلدیں ڈاکٹر خان مرحوم نے شائع کی تھیں۔

۶۔ حضرت وحدت سرہندی کے مکاتیب گلشن وحدت کے نام سے ڈاکٹر خان نے شائع کئے تھے اس پر ایک مختصر سا مقدمہ مرحوم نے لکھا تھا، میں نے مزید حالات دریافت کیے تو نفی میں جواب دیا۔

۷۔ حضرت وحدت کے والد کا نام حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی (ف ۱۰۷۱ھ) ہے۔

۸۔ تحقیقات، یہاں حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم کو سہو ہوا ہے، یہ کتاب حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی کی نہیں ہے بلکہ شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری (ف ۱۱۳۱ھ) کی تالیف ہے جس میں انہوں نے اپنے شیخ حضرت وحدت سرہندی کے ملفوظات و مکاتیب جمع کئے ہیں ہم نے لطائف المدینہ کے مقدمہ میں اس غلط فہمی کے اسباب بیان کر دیئے ہیں۔

۹۔ مکتبہ عارف حکمت، مدینہ منورہ، مسجد نبوی شریف سے ذرا باہر یہ بہت بڑا مکتبہ ہے جس میں شیخ الاسلام عارف حکمت (ف ۱۲۷۵ھ) کا کتب خانہ الگ ذخیرہ کی صورت میں محفوظ ہے اس لائبریری میں دس دیگر ذخائر بھی ہیں اس کتابخانہ کا نام مکتبہ الملک عبدالعزیز ہے۔

۱۰۔ چہار چمن حضرت وحدت سرہندی (ف ۱۱۲۶ھ) کا مجموعہ کلام ہے جس کا قلمی نسخہ حضرت محمد ہاشم جان مرحوم کے پاس تھا ان سے مولانا محمد ابراہیم جان نے مستعار لیا تھا۔

Marfat.com

۱۱۔ شیخ محمد ابراھیم جان بن پیر محمد حسین روشن سرہندی، فارسی و سندھی کے شاعر بھی تھے اور خلیل تخلص کرتے تھے، حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے تھے، ان کا وصال ۴؍رجب ۲۰۰۲ء کو ہوا۔

۱۲۔ مولانا ہاشم جان مجددی (حواشی برمکتوبات حضرت زید مکتوب اوّل حاشیہ ۱۵۔۱۶)

۱۳۔ صاحبزادہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم کی ولادت ۱۰۴۳ھ اور وفات ۱۱۱۸ھ کو ہوئی۔

۱۴۔ حل المغلقات فی اھل الضلالات یہ حضرت شیخ محمد اشرف سرہندی مذکور کی تالیف ہے جس کا پورا نام حل المغلقات فی الرد علی اھل الضلالات ہے، راقم آثم نے کئی خطی نسخوں کی بنیاد پر اس کا متن طباعت کے لئے تیار کیا ہے، ۱۰۹۴ھ کو مکمل ہوئی تھی۔

مکتوب ۶:

۱۔ رسالہ مہر نیم روز کراچی جنوری ۱۹۷۵ء میں مرزا نظام بیگ صاحب کا ایک مقالہ شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے اکبر کے نظریات اور اس کے حوزۂ الحاد سے منسلک افراد کی تعریف و توصیف کی تھی، نظام الدین، نیشنل میوزیم کراچی میں مخطوطات کے انچارج تھے، ان کی وفات ۶؍جولائی ۱۹۹۵ء کو کراچی میں ہوئی تھی

۲۔ اثبات النبوۃ، حضرت مجدد الف ثانی کا ایک عربی رسالہ ہے جو مع اردو ترجمہ کئی بار شائع ہو چکا ہے۔

Marfat.com

مکتوب ۷:

۱۔ شیخ آدم بنوری (ف ۱۰۵۳ھ) حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اکابر خلفاء میں سے تھے، بہت سے افراد آپ سے بیعت ہوئے اور درجہ خلافت کو پہنچے۔

۲۔ انڈیا آفس کا مخطوطہ سے مراد حضرت شیخ آدم بنوری مذکور کے احوال و مناقب پر ایک ضخیم کتاب نتائج الحرمین تالیف شیخ محمد امین بدخشی ہے جو تین جلدوں پر مشتمل ہے، اس کی تیسری جلد انڈیا آفس لائبریری لندن میں ہے (نمبر ۶۲۵)

۳۔ مولانا محمد یوسف بنوری (ف ۱۷/۱۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء) حضرت شیخ آدم بنوری مذکور کی اولاد میں سے تھے، سنن ترمذی کی عربی میں بہت عمدہ شرح معارف السنن لکھی تھی

۴۔ ''اختلاف و انحراف'' سے مراد ہے حضرت شیخ آدم بنوری کا حضرت مجدد الف ثانیؒ کے وصال (۱۰۳۴ھ) کے بعد آپ سے منحرف ہونا اور آپ کے جانشینوں خصوصاً حضرت خواجہ محمد معصوم سے اختلاف پیدا ہونا، دراصل روضۃ القیومیہ کے غیر محتاط مولف خواجہ کمال الدین محمد احسان نے سرہندی اور بنوری دو پارٹیاں بنا کر دونوں کو آپس میں لڑوایا تھا، ہم نے نتائج الحرمین اور دیگر مآخذ کی بنیاد پر دلائل سے یہ ثابت کیا تھا کہ ان بزرگوں میں کوئی اختلاف نہیں تھا بلکہ یہ سارا فساد روضۃ القیومیہ کی وجہ سے ہوا ہے، رک حسنات الحرمین اور مقامات معصومی پر ہمارے مفصل مقدمات)

۵۔ رک مکتوب نمبر ۷ حاشیہ نمبر ۱

۶۔ شیخ تاج الدین سنبھلی، (ف ۱۰۵۱ھ) حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے حضرت خواجہ کے وصال (۱۰۱۲ھ) کے بعد آپ حجاز مقدس چلے گئے وہیں قیام

Marfat.com

کر کے رباط تاج بنائی وہیں انتقال ہوا

۷۔ میر منصور اور شیخ تاج الدین سنبھلی کے مزارات پر ایک صاحب نے مراقبہ کر کے حضرت خواجہ محمد معصوم کو جب کہ آپ حج کے لئے مکہ مکرمہ آئے ہوئے تھے ان حضرات کے مزارات پر مراقبہ کے بعد ان کے ندامت کے ساتھ ظہور کی اطلاع دی، معلوم نہیں اس مکاشفہ کا اثبات حضرت خواجہ محمد معصوم نے کیا یا نہیں۔

۸۔ مکتوبات معصومیہ دفتر دوم (اردو ترجمہ)

یہاں ڈاکٹر خان صاحب کو پھر سہو ہوا ہے، اس مکتوب کی تحریر ۱۹۷۵ء تک اس کا ترجمہ نہیں ہوا تھا یہ ترجمہ بہت بعد میں مولانا سید زوار حسین نے کیا، احقر نے ڈاکٹر صاحب کو اس کے فارسی متن مطبوعہ ظہور پریس، لدھیانہ ۱۹۰۶ء کی اطلاع دی تھی۔

۹۔ روضۃ القیومیہ (احوال مشائخ مجددیہ) مولفہ کمال الدین محمد احسان، اس کا فارسی متن تاحال شائع نہیں ہوا اردو ترجمہ جلد اوّل مطبوعہ فرید کوٹ اور پھر مکمل اردو ترجمہ ملک فضل الدین نے کشمیری بازار، لاہور نے شائع کیا جو مولانا احمد حسین خان امروہوی کا کیا ہوا ہے، اسی ترجمہ کو علامہ اقبال احمد فاروقی نے لاہور سے اپنے نام سے شائع کر دیا ہے۔

۱۰۔ روضۃ القیومیہ کے مولف کا مزاج بہت ہی مبالغہ پسند تھا، ان کے شیخ نے ان کی اس روش پر تنبیہ بھی کی تھی لیکن وہ اس کے پابند نہ رہ سکے، پہلے تو سرہندی اور بنوری پارٹیاں بنا کر انہیں آپس میں لڑوایا، پھر خواجہ سیف الدین کو ان کے بھائی حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی سے ٹکرا دیا۔

Marfat.com

۱۱۔ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی کو اپنے مخصوص احوال کشفی مغلق زبان میں لکھنے کی ہدایت کی تھی اور خود حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے ابتدائی عریضوں میں اپنے مکشوفات زیادہ تحریر کرنے سے بھی معذرت کی تھی۔

۱۲۔ حضرات القدس، شیخ بدر الدین سرہندی کی تالیف جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ تھے، اس میں انہوں نے حضرات نقشبندیہ کے احوال آغاز سے حضرت مجدد الف ثانیؒ تک تحریر کیے ہیں اس کی جلد دوم حضرت مجدد الف ثانیؒ کے احوال و مقامات کے لئے مخصوص ہے۔ یہاں ڈاکٹر خان مرحوم کو سہو ہوا ہے کہ زبدۃ المقامات کے مولف خواجہ محمد ہاشم کشمی نے جنہیں حضرت کے وصال سے سات ماہ پہلے ان کے وطن دکن رخصت کر دیا گیا تھا، زبدہ میں سات ماہ کے حالات انہوں نے حضرات القدس میں سے لئے ہیں حالانکہ انہوں نے واضح طور پر شیخ بدر الدین سرہندی کے رسالہ وصال احمدی سے یہ احوال لینے کا اعتراف کیا ہے (زبدہ ۴۹۶، ۴۹۸)

۱۳۔ گلزار ابرار غوثی مانڈوی، صوفیہ کا ایک عمومی تذکرہ ہے جو جہانگیر بادشاہ کے نام معنون کیا گیا ہے، اس کا نقش اوّل ۹۹۸ھ/۱۵۹۰ء میں پھر ۱۰۱۰ھ/۱۶۰۲ء تک مولف اس میں اصلاح کرتے رہے، جس پر آخری نظر مولف نے ۱۰۲۰---۱۰۲۲ھ/ ۱۶۱۱---۱۶۱۳ء میں ڈالی، اس کا فارسی متن اور اردو ترجمہ طبع ہو چکے ہیں۔

۱۴۔ ڈاکٹر خان مرحوم نے یہ قیاس کیا ہے کہ ابوالفیض فیضی کا تذکرہ گلزار ابرار میں ہونے کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اس کی تالیف کے دوران اس کا تعلق دین اور تصوف سے رہا ہوگا۔ دراصل اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے گلزار ابرار دیکھی ہی

Marfat.com

نہیں تھی، فیضی اس کے نقش اوّل کی تحریر ۹۹۸ھ/۱۵۹۰ء سے پہلے ہی ملحد ہو چکا تھا اور محضر نامہ بھی شائع ہو چکا تھا، ابوالفضل اور فیضی کے الحاد کا چرچا اس وقت تک نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم اسلام میں بھی ہو گیا تھا، ہمیں معلوم نہیں ہے کہ غوثی مانڈوی نے گلزار ابرار میں فیضی کو صوفیہ میں کیوں شمار کیا۔ ہمارا خیال ہے کہ ان کا تعلق چونکہ سلسلہ شطاریہ سے تھا اور شرعی نقطہ نظر سے یہ سلسلہ جادۂ شرع شریف سے ہٹ چکا تھا ممکن ہے ان کے نزدیک فیضی کے نظریات کی تصوف میں گنجائش ہو، ویسے تصوف اسلامی سے فیضی کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

۱۵۔ ڈاکٹر اسلم صاحب میرا پی ایچ ڈی کا مقالہ اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتے تھے جیسا کہ ہم نے گذشتہ حواشی میں لکھا ہے کہ وہ خود پی ایچ ڈی نہیں تھے اور پنجاب یونیورسٹی کے قوائد کے مطابق وہ اس قسم کے مقالہ کے نگران نہیں بن سکتے تھے دوسرے انہیں مجھ بے بضاعت سے کچھ حسد بھی پیدا ہو گئی تھی۔

مکتوب ۸:

ا۔ کتاب ابوالفضل سے مراد، ابوالفضل، احوال و آثار مولفہ ڈاکٹر ظہور الدین احمد ہے جو اکبر اور ابوالفضل و فیضی کے عقائد سے ہمدردی رکھتے ہیں، ڈاکٹر خان نے یہی دیکھنے کے لیے یہ کتاب مجھ سے طلب فرمائی تھی۔

مکتوب ۹:

ا۔ نعمت اللہ، کتابوں کے تاجر تھے، کراچی میں قیام تھا وہ اپنے کاروبار کے سلسلہ

Marfat.com

میں کراچی سے لاہور اکثر آتے جاتے رہتے تھے، معروف محقق ڈاکٹر محمد ایوب قادری کے چھوٹے بھائی تھے، کراچی میں ہی ایک ٹریفک حادثہ میں انتقال کیا۔

۲۔ مخطوطہ سے مراد حل المغلقات فی الرد علی اهل الضلالات تالیف شیخ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی مراد ہے۔ رک مکتوب نمبر۴ حاشیہ نمبر۱۴

۳۔ مقامات مظہری (احوال و مقامات حضرت میرزا مظہر جان جانان شہید ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) مولفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کا راقم آثم نے فارسی سے اردو ترجمہ کرنے اور اس پر مفصل مقدمہ وحواشی لکھنے کا پروگرام بنایا تھا، یہ کتاب اردو سائنس بورڈ، لاہور سے دو مرتبہ اور ایک دفعہ شاہ ابوالخیر اکاڈیمی، دہلی سے چھپ چکی ہے۔

۴۔ نعیم اللہ بہڑائچی، حضرت مرزا مظہر کے خلیفہ اور آپ کے سوانح نگار تھے، اُنہوں نے بشارات مظہریہ، معمولات مظہریہ اور مکتوبات مظہریہ اسی سلسلہ میں تالیف کی تھیں۔

۵۔ یہاں نعیم اللہ بہڑائچی کی کتاب سے مراد معمولات مظہریہ ہے، ڈاکٹر خان مرحوم نے جب میں مقامات مظہری پر کام کررہا تھا یہ تجویز دی کہ یہ دونوں کتابیں یک جا کر کے شائع کر دیں لیکن ضخامت کے بڑھ جانے کے باعث یعنی مقامات مظہری جو ایک ہزار صفحات کی ہوگئی تھی پر ہی اکتفا کیا۔

۶۔ ڈاکٹر جمیل صاحب، خانقاہ اخوند ملا نسیم کے سجادہ نشین اور اخوند نسیم کے کتب خانہ کے مالک تھے، یہاں انہیں کا کتاب خانہ دیکھنے کے لیے جانے کا ذکر ہے۔

۷۔ بزرگوں کی وفات کے بعد اس کتب خانہ کی کتابیں تلف ہوگئی تھیں، اس لیے

Marfat.com

یہ فرمایا کہ اب ان کے ہاں شاید زیادہ کتابیں نہیں ہیں۔

۸۔ مولانا عبداللہ جان فاروقی، حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دختری اولاد میں سے تھے، شاہ فضل احمد پشاوری (ف ۱۲۳۲ھ/۱۸۱۷ء) ان کے جد اعلیٰ تھے، انہوں نے نقشبندی سلسلہ کی کئی فارسی کتب مرتب کی تھیں جو ادارہ مجددیہ، کراچی سے شائع ہوئیں، شاہ فضل احمد پشاوری کے احوال پر کتاب تحفۃ المرشد کا بھی اردو ترجمہ شائع کیا تھا۔

۹۔ پنجاب یونیورسٹی ان دنوں تاریخ ادبیات پاکستان و بھارت کے نام سے ایک کتاب کئی جلدوں میں مرتب کروارہی تھی، یونیورسٹی نے اردو کے دینی ادب پر ڈاکٹر خان مرحوم سے مقالہ طلب کیا تھا، انہوں نے اسی سلسلہ میں مجھے یہ خط لکھا تھا۔

۱۰۔ راقم عاجز نے اردو کی کتب تصوّف کے جو نام معلوم ہو سکے تھے وہ بقید فوائد ڈاکٹر صاحب کو لکھ کر بھیج دیئے جو انہوں نے اپنے مذکورہ مقالہ میں شامل کر لیے تھے۔

مکتوب ۱۰:

۱۔ اب یاد نہیں آ رہا کہ کون سا مضمون تھا جس کے تسامحات کی طرف راقم نے اپنے عریضہ میں اشارہ کیا تھا۔

۲۔ سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور کا ایک معروف اشاعتی ادارہ ہے

مکتوب ۱۱:

۱۔ نور محل کی کتابوں سے مراد اخوند ملا نسیم مذکور کے کتب خانہ واقع اوچ دیر جا کر مخطوطات دیکھنے کا عزم ہے، ان دنوں یہ عاجز مقامات مظہری پر تحقیقی کام کر رہا تھا اور

Marfat.com

اخوند صاحب حضرت میرزا مظہر کے خلیفہ تھے۔

مکتوب ۱۲:

۱۔ کتاب سے مراد گلشن وحدت ہے جس کا مخطوطہ مولانا عبداللہ جان فاروقی مذکور کے کتب خانہ میں تھا، میں اس کی فوٹوسٹیٹ بنوانے کے لئے لاہور لایا تھا پھر انہیں رجسٹرڈ ڈاک سے واپس بھیج دیا تھا۔

مکتوب ۱۳:

۱۔ یہ مکتوب شاہ جہانی مسجد ٹھٹھہ کے خطیب کے نام ہے جن کے بارے میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس مخطوطات ہیں، میں حیدرآباد سے ڈاکٹر خان صاحب کا یہ خط لے کر ان کے پاس گیا تھا لیکن افسوس کہ انہوں نے تعاون نہ فرمایا، عین مسجد میں مسلمان ہندوؤں کی طرح ان کے پاؤں کو ہاتھ لگا کر سلام کرتے تھے، انہوں نے کسی کو بھی منع نہیں کیا

مکتوب ۱۴:

۱۔ کتاب سے مراد یہاں حدیقۃ الاولیاء ہے جس پر راقم نے حواشی لکھے تھے۔

۲۔ خانقاہ مظہریہ دیر کے مکتوبات سے مراد، مراسلت کا وہ مجموعہ ہے جو خانقاہ اخوند ملا نسیم اوچ دیر میں محفوظ تھے، ڈاکٹر خان مرحوم نے ان کی کتابت اپنے ہاتھ سے کی تھی اور لوائح خانقاہ مظہریہ کے نام سے ۱۹۷۵ء کو شائع کیا۔

۳۔ میرے پی ایچ ڈی کا موضوع حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریک احیاءِ دین تھا

Marfat.com

لیکن پروفیسر محمد اسلم کی مخالفت کے باعث میں یہ کام نہ کرسکا۔

۴۔ رسالہ بینات کراچی میں پروفیسر محمد اسلم کا اکبر اور اس کے حوزہ الحاد پر ایک مقالہ شائع ہوا تھا جس کی طرف اشارہ ہے۔

۵۔ ڈاکٹر خان صاحب ۱۹۷۲ء کو سندھ یونیورسٹی جام شورو حیدر آباد، سندھ کے شعبہ اردو سے ریٹائر ہوئے لیکن یونیورسٹی ہر سال ان کی مدت ملازمت میں ایک سال کی توسیع کر دیتی تھی، ۱۹۷۶ء کو پانچویں مرتبہ یہ توسیع کی گئی جسے آپ نے منظور نہ کیا اور ۲۳ ستمبر کو متقاعد ہو گئے (ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان، حالات، علمی و ادبی خدمات ۱۴۲)

مکتوب ۱۵:

۱۔ ڈاکٹر خان مرحوم نے میرے والد گرامی نور محمد کے انتقال پر تعزیتی کلمات لکھ بھیجے تھے۔

۲۔ حل المغلقات فی الرد علی اہل الضلالات تالیف شیخ محمد اشرف (رک حواشی حاضر مکتوبات نمبر ۵، حاشیہ نمبر ۱۴)

۳۔ حُجۃ الحق فی دفع اعتراضات شیخ عبدالحق، مولفہ میاں شاہ فی الحال بن شیخ محمد اشرف مذکور، یہ رسالہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ان اعتراضات کا جواب ہے جو انہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ پر کیے تھے، یہ رسالہ خاصا فکر انگیز ہے، اسے کئی نسخوں کے تقابل سے ہم نے ایڈٹ کیا ہے۔ ان شاء اللہ جلد شائع ہوگا۔ میاں شاہ فی الحال کئی کتابوں کے مولف تھے۔ (مقامات معصومی ۴/ ۲۲۴--۲۲۸)

۴۔ رسالہ در رفع شبہات فی کلام امام ربانی مولفہ شاہ فی الحال مذکور سال تالیف قبل

Marfat.com

از ۱۱۱۸ھ، اس رسالہ کا نام مواھب القیوم فی تائید الاحمد والمعصوم ہے جس میں دلائل دے کر مخالفین کے جوابات دیے ہیں۔ (ایضاً ۲۲۵--۲۲۶)

۵۔ رحمت اللہ بن غازی خان کابلی ہمارے مجددی بزرگوں کے کوئی کاتب تھے جن کے حالات سے ہم تا حال ناواقف ہیں۔

۶۔ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، صوبہ سرحد ایک دور افتادہ گاؤں ہے، جہاں حضرت شاہ احمد سعید مجددی کے ایک نامور خلیفہ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری کی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ ہے وہیں ان کا مدفن ہے، ۱۸۵۷ء میں حضرت شاہ احمد سعید مجددی نے ہندوستان سے ہجرت کرتے وقت اپنی خانقاہ دہلی انہیں کے سپرد کر دی تھی، خواجہ دوست محمد قندھاری کا وصال (۱۲۸۴ھ) کو ہوا۔

۷۔ کتب خانہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، واقعی ایک بے مثال کتابخانہ تھا، جس کا ایک حصہ امتداد زمانہ سے تباہ ہو چکا ہے۔ حضرت شاہ احمد سعیدؒ نے بہت سی قلمی کتابیں دہلی سے نقل کروا کر خواجہ قندھاری کو بھیجی تھیں، خانقاہ دہلی کی کتب تو دہلی کے دیگر کتب خانوں کے ساتھ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے ضبط کر لی تھیں، بس اسی دور دیہات میں جو پڑی رہ گئیں بچ رہی تھیں، اب حضرت محمد اسماعیل جان کے وصال کے بعد ان کے فرزندوں کے اختلاف کے باعث کتب خانہ بند پڑا ہوا ہے۔ ظاہر ہے اب تباہی بربادی کے قریب ہوگا۔

۸-۹۔ مکتوبات شاہ احمد سعید دہلوی کا خطی نسخہ ڈاکٹر خان صاحب وہاں سے لے آئے تھے اور تحفۂ زاویہ کے نام سے شائع کر دیا تھا۔ راقم کو اپنے حالیہ سفر حج

Marfat.com

(۲۰۱۲ء) کے دوران اس کا ایک عمدہ نسخہ کتابخانہ رباط مظہر، مدینہ منورہ میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ حضرت شاہ احمد سعید مجددی کے چھوٹے صاحبزادہ شاہ محمد مظہر نے یہ رباط بنائی تھی، جو توسیع حرم کے دوران مسمار کردی گئی اب یہ ایک بڑے ہوٹل کی صورت مین شارع قربان پر واقع ہے۔ ایک کمرہ میں اس کے تباہ شدہ مخطوطات پڑے ہوئے ہیں۔

۱۰۔ مخطوطہ تحقیقات مولفہ خواجہ محمد سعید سرہندی، یہاں ڈاکٹر خان مرحوم کو سہو ہوا ہے یہ کتاب دراصل شیخ محمد مراد ننگ کشمیری کی ہے (رک حواشی حاضر مکتوب ۵، حاشیہ ۸)

۱۱۔ محمد یوسف، دراصل شیخ محمد مراد کے خلیفہ تھے، شیخ محمد مراد نے کتاب تحقیقات میں اکثر مقامات پر انہی شیخ محمد یوسف کو مخاطب کیا ہے جو کشمیر کی کنٹ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ (تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند، جلد دوم)

۱۲۔ سبیل الرشاد ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں سلوک مجددیہ دوائر کی شکل میں تحریر کئے گئے ہیں۔ اس کے مولف حضرت شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی (ف ۱۱۲۶ھ) ہیں۔ رسالہ الرحیم (شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدر آباد، سندھ) میں شائع ہوا (۱۹۷۷ء)

۱۳۔ جنات الثمانیہ۔ یہ بھی حضرت وحدت مذکور کی تالیف ہے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی سوانح عربی نثر میں ہے اس کا ایک ناقص نسخہ ذخیرۂ شیفتہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے کتاب خانہ میں ہے، جہاں سے اس کا عکس حاصل کر کے صاحبزادہ بدر الاسلام صدیقی نے جہلم سے شائع کیا، پھر اس کا اردو ترجمہ بھی یہیں سے طبع کروایا۔ اس کے

Marfat.com

مخطوطہ کا عکس جہاں امام ربانی میں شامل ہے۔

۱۴۔ جنات الثمانیہ کے مولف شیخ وحدت سرہندی ہیں۔

۱۵۔ رسالہ حل الجواہر، سلوک مجددیہ پر ایک مختصر رسالہ ہے، جس کا فارسی متن مولانا نور احمد امرتسری نے کنز الہدایات مولفہ محمد باقر لاہوری کے ساتھ امرتسر سے چھاپ دیا تھا پھر انہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے احوال جواہر علویہ تالیف شاہ رؤف احمد رافت مجددی سے لے کر شامل کر دیے ہیں۔

۱۶۔ شیخ محمد باقر لاہوری، حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ تھے، تفسیر منتہی الایجاز، کنز الہدایات اور کئی کتب کے مولف تھے (مقامات معصومی ۴۵۲/۳، ۳۳۵/۴--۳۴۹)

۱۷۔ کلیات باقی باللہ، حضرت خواجہ باقی باللہ (۱۰۱۲ھ) کے نثری رسائل، منظومات، مکتوبات اور ملفوظات کا مجموعہ جسے برہان احمد فاروقی اور مولانا ابوالحسن زید فاروقیؒ نے مرتب کیا اور محکمہ اوقاف لاہور سے ۱۹۶۷ء کو شائع ہوا تھا۔

۱۷۔ یہ تخلص کلیات ص ۶۷ پر ہے۔

۱۹۔ زاد المعاد پر علمی تحقیقات کے دوران اس سلسلہ کے تمام تذکرے دیکھے لیکن کسی میں رشدی کے دکن جانے کا ذکر ہمیں نہیں ملا۔

۲۰۔ حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ شیخ محمد صدیق ہدایت کے احوال اس سلسلہ کے سارے تذکروں میں ملتے ہیں لیکن تخلص بدل کر رشدی سے ہدایت کرنے کا ذکر نہیں ملتا۔ یہاں ڈاکٹر خان مرحوم نے محض قیاس آرائی سے کام لیا ہے، زادلمعاد جیسے معاصر اور مستند تذکرہ میں ہے کہ خواجہ حسام الدین احمد کے حکم پر شیخ محمد اسماعیل رشدی نے حضرت

Marfat.com

خواجہ باقی باللہ کے رسائل، مکتوبات اور ملفوظات جمع کیے تھے۔

۲۱۔ راقم احقر ان دنوں مقامات مظہری مرتب کر رہا تھا کہ اس میں ایک مکتوب نمبر ۱۴۱ در آئین کفار ہند پڑھنے کا موقع ملا جس میں تناسخ کا بھی بیان تھا کہ صرف تناسخ پر عقیدہ رکھنے سے کفر لازم نہیں آتا تو اس پر ڈاکٹر صاحب سے استفسار کیا۔

۲۲۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے واضح الفاظ میں تناسخ کے عقیدہ کو کفر قرار دیا ہے۔

(مکتوبات ۵۸/۲) مقامات مظہری ۴۹۲--۴۹۳ و بہ بعد)

۲۳۔ ملفوضات شاہ غلام علی دہلوی مرتبہ مولانا خواجہ غلام محی الدین قصوری کی طرف اشارہ ہے، راقم نے اس مجموعہ کے قلمی نسخوں کے بارے میں دریافت کیا تھا، بعد میں اس کے نسخے ملنے پر اس پر ایک مفصل مقدمہ اور حواشی لکھے جو اقبال احمد فاروقی کے اردو ترجمہ کے ساتھ طبع ہوا تھا۔

۲۴۔ راقم ۱۹۷۶ء کو ایران و افغانستان کے سفر پر گیا تو حضرت ضیاء المشائخ محمد ابراھیم مجددی شہید نے خانقاہ نقشبندیہ قلعہ جواد کے نوادر میں سے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ کا وہ نسخہ دکھایا جو حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے مطالعہ میں رہتا تھا اور آپؒ نے اس پر جا بجا تصحیح کی تھی، حضرت نے اس کے چند اوراق کا عکس بنوا کر دیا جسے راقم نے اپنی مرتبہ کتاب مقامات معصومی میں شائع کر دیا ہے۔

۲۵۔ مکتوبات معصومیہ کے فارسی متن کی تینوں جلدیں ڈاکٹر صاحب نے شائع کروائی تھیں راقم نے ان سے ایک نسخہ کی درخواست کی تو انہوں نے مکتبہ کاروان، لاہور کو بھیج دیا جن سے میں نے ایک نسخہ خرید لیا۔

Marfat.com

۲۶۔ چوہدری عبد الحمید (ف ۲۸؍نومبر ۲۰۰۴ء) مالک مکتبہ کاروان، کچہری روڈ، لاہور

۲۷۔ فیضی اور ابوالفضل کے عقائد کے بارے میں بہت بعد کو مقامات معصومی کی جلد اوّل میں لکھا یعنی ۲۰۰۴ء

مکتوب ۱۶:

مولوی محمد شفیع مرحوم (ف ۱۴؍مارچ ۱۹۶۳ء) پرنسپل اورینٹل کالج، لاہور، صدر ادارہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، معروف محقق ومولف، کی ڈاکٹر خان مرحوم سے مراسلت تھی خصوصاً جب ڈاکٹر صاحب نے حسن غزنوی پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا تو خط وکتابت کی، یہ مراسلت پہلے تو ارمغانِ علمی میں شائع ہوئی اس کے بعد نقوش لاہور کے مکاتیب نمبر میں پھر آپ کے مجموعہ مکاتیب میں بھی شامل ہے لیکن نقوش میں مکتوب الیہ کا نام ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار لکھا گیا ہے۔

۲۔ اثبات النبوۃ رسالہ حضرت مجدد الف ثانی کے قلمی نسخوں کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے استفسار فرمایا تھا۔

۳۔ میں ان دنوں ۱۹۷۴ء پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں ایم اے تاریخ کا امتحان دے رہا تھا جس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مکتوب ۱۷:

۱۔ رسالہ اثبات النبوۃ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تالیف ہے، اس کے جتنے قلمی نسخے میری

Marfat.com

نظر سے گذرے ہیں ان میں مقالہ ردفلاسفہ نہیں ہے، ڈاکٹر صاحب کا شائع کردہ ایڈیشن بھی اس سے خالی ہے۔

۲۔ مکاشفات عینیہ بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کا رسالہ ہے جسے آپ کے فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی نے مرتب کیا تھا، جو ڈاکٹر خان مرحوم نے شائع کروایا لیکن کسی غلط فہمی کی بنیاد پر اس پر مرتب کا نام خواجہ محمد ہاشم کشمی لکھ دیا تھا، راقم بے بضاعت نے دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ اس کا خواجہ کشمی سے کوئی تعلق نہیں ہے (مقامات معصومی ۱/۲۱۵۳--۲۵۹)

مکتوب ۱۸:

۱۔ شواہد التجدید نام کے تین رسائل کا ہمیں تا حال علم ہے۔ اوّل علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کا ہے جس میں آپ نے تجدید کے شواہد تحریر فرمائے ہیں۔ (روضۃ القیومیہ ۱/۱۴۹) دوم حضرت شیخ عبدالاحد وحدت (ف ۱۱۲۶ھ، مقامات معصومی ۴/۳۰۰)، سوم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، اول الذکر دونوں رسائل ناپید ہیں صرف شاہ ولی اللہ کا رسالہ شاہد التجدید کا قلمی نسخہ مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مجموعہ رسائل شاہ ولی اللہ میں شامل ہے۔

۲۔ خانقاہ موسیٰ زئی شریف یہ دراصل خانقاہ احمدیہ سعیدیہ ہے جہاں اس خانوادہ کے سب سے زیادہ مخطوطات محفوظ ہیں۔

۳۔ خانقاہ سراجیہ، حضرت سراج الدین نقشبندی کی ہے جہاں پر بہت عمدہ طریقہ سے مخطوطات و مطبوعات رکھی گئی ہیں، دونوں کتب خانوں میں فرق ہے، یہاں وہ تمام

Marfat.com

کتب نہیں ہیں جو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں ہیں۔

۴۔ ذخیرۂ شیرانی، مشہور محقق حافظ محمود خان شیرانی کے مخطوطات کا مجموعہ ہے جس میں بہت نادر مخطوطات فارسی موجود ہیں، فہرست مخطوطات شیرانی مرتبہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین اور حالیہ فہرست نسخہ ہای خطیٔ فارسی دانشگاہ پنجاب، لاہو مرتبہ ڈاکٹر سید عارف نوشاہی مطبوعہ تہران قابل توجہ ہیں۔

۵۔ ذخیرہ آذر، پروفیسر سراج الدین آذر کا ذخیرۂ ہے جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری کی زینت ہے، اس کے فارسی مخطوطات کی فہرست ڈاکٹر خضر نوشاھی نے مرتب کی تھی جو مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد سے چھپ چکی ہے۔

۶۔ علماء اکیڈمی، لاہور میں مطبوعات کا اچھا ذخیرہ ہے لیکن مخطوطات نہیں ہیں۔

۷۔ خیر پور پبلک لائبریری، میں عربی و فارسی کے چند قلمی نسخے موجود ہیں جو اچھی حالت میں ہیں، راقم نے یہ لائبریری دیکھی ہے۔

۸۔ ڈاکٹر خان مرحوم نے خیر پور پبلک لائبریری کے جن تین مخطوطات کا ذکر کیا ہے ان کے علاوہ بھی وہاں بہت سے نادر قلمی نسخے موجود ہیں۔

۹۔ مولانا حافظ محمد ہاشم جان مجددی (ف ۱۹۷۵ء) کے تین گھر تھے اوّل شابوکلی، کوئٹہ، دوم ٹنڈو سائیں داد، سندھ، سوم ناظم آباد، کراچی، تینوں مقامات پر ان کی کتابیں موجود تھیں راقم نے تینوں مقامات پر جا کر کتب دیکھی تھیں۔

۱۰۔ ہدایت نامہ ارشادات حضرت مجدد الف ثانی، اس کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔

۱۱۔ مکتوبات مولانا محمد حسن جان مجددی، یہ حافظ محمد ہاشم جان کے والد گرامی تھے

Marfat.com

ان کے مکتوبات کا یہ مجموعہ فارسی میں ہے طبع نہیں ہوا۔

۱۲-۱۳۔ یہ سفرنامہ اور رسالہ تہلیلیہ بھی مولانا محمد حسن جان مجددی کی تالیف ہیں جن کا مختصر تذکرہ مونس المخلصین میں ہے۔

۱۴۔ یہ مولانا سلام اللہ غالباً حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے خاندان کے بزرگ تھے کئی دیگر کتب کے بھی مؤلف تھے (مراۃ الحقائق)

۱۵۔ رسالۂ سلوک از میر محمد نعمان بدخشی، یہ حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ تھے، یہ رسالہ ڈاکٹر صاحب نے شائع کر دیا تھا۔

۱۶۔ رسالہ چہار چمن حضرت وحدت سرہندی، یہ حضرت وحدت کا فارسی کلام ہے۔

۱۷۔ حضرات القدس کی یہ فقط جلد دوم تھی موخر نسخہ تھا کوئی خاص اہمیت نہیں تھی۔ میں نے دیکھا تھا۔

۱۸۔ مجموعہ رسائل حضرت مجدد الف ثانی یہ کوئی قدیم مجموعہ نہیں تھا بلکہ دور آخر کے کسی نقشبندی بزرگ کا نقل کیا ہوا تھا، وہی متداول رسائل ہیں۔

۱۹۔ یواقیت الحرمین، اصل عربی نہیں بلکہ اس کا فارسی ترجمہ از شیخ محمد شاکر سرہندی ہے جس کی نقل حاصل کر کے مفصل مقدمہ کے ساتھ شائع کر دی تھی۔

۲۰۔ مکتوبات حضرت مروج الشریعہ، یہ مجموعہ ڈاکٹر صاحب نے خزینۃ المعارف کے نام سے شائع کر دیا تھا۔

۲۱۔ یہ خواجہ صبغۃ اللہ، حضرت خواجہ صبغۃ اللہ بن خواجہ محمد معصوم سرہندی کے احوال پر ہے جو مولف مقامات معصومی شیخ صفر احمد معصومی کی تالیف ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ یہ شیخ

Marfat.com

صبغۃ اللہ سرہندی کے حین حیات تالیف ہوا تھا (مقامات معصومی ۱/۳۶۴--۳۶۷) جس کا نام معدن الجواہر ہے۔

۲۲۔ کشف الغطاء عن اذہان الاغبیاء تالیف علامہ محمد فرخ بن حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی یہ حضرت مجدد الف ثانی پر مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں ہے، راقم نے کئی خطی نسخوں کی مدد سے اسے مرتب کیا ہے۔ اب تک شائع نہیں ہوئی جس میں مولانا محمد ہاشم جان مرحوم کا یہ نسخہ بھی شامل ہے۔

۲۳۔ بھجۃ النظار فی براءت الابرار تالیف مولانا محمد معین ٹھٹھوی یہ بھی حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں اہم اور ضخیم کتاب ہے راقم آثم نے مرتب کی ہے۔ اس کی جلد اشاعت متوقع ہے۔

۲۴۔ عمدۃ المقامات (احوال مشائخ نقشبندیہ خصوصاً حضرات مجددیہ قندھار) مولف حاجی محمد فضل اللہ مجددی، لاہور اور ترکی سے اس کا فارسی متن چھپ چکا ہے

۲۵۔ البھجۃ السنیۃ فی آداب الطریقۃ النقشبندیہ مولفہ محمد بن عبد اللہ خالدی نقشبندی، یہ کتاب مصر اور پھر استنبول سے طبع ہو چکی ہے۔ یہاں ڈاکٹر صاحب کو سہو ہوا یہ رسالہ مولانا خالد کردی رومی کا نہیں ہے بلکہ ان کے خلیفہ مذکورہ کا ہے جن کے نام کی نسبت ہی خالدی ہے۔

۲۶-۲۷۔ انساب الانجاب از مولانا محمد حسن جان مجددی اور ہدیۂ احمدیہ از احمد ابوالخیر مکی یہ دونوں رسائل مطبوعہ ہیں

۲۸۔ رک حواشی مکاتیب حاضر

۲۹۔ شیخ تاج الدین سنبھلی (ف ۱۰۵۱ھ) خلیفۂ حضرت خواجہ باقی باللہ

Marfat.com

آپ کا رسالہ تاجیہ طبع ہو چکا ہے، مشمولہ خاندانِ نقشبندیہ کی علمی خدمات

۳۰۔ مولانا عطاء محمد، خطیب جامع مسجد چودھوان

۳۱۔ مولانا ثناء اللہ پانی پتی (ف ۱۲۲۵ھ) کے رسالہ ارشاد الطالبین کا عربی متن تاحال طبع نہیں ہوا، فارسی متن کئی بار چھپ چکا ہے۔ عربی کے کسی نسخے ہماری نظر سے گذرے ہیں۔

۳۲۔ حضرت ابو الحسن زید فاروقی نے دہلی سے حضرت خواجہ باقی باللہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا کوئی خط شائع نہیں کیا البتہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کئی مکتوب کا عکس ان کی کئی کتب میں شامل ہے۔

مکتوب ۱۹:

۱۔ راقم عاجز کی اعلیٰ کامیابی سے یہاں اشارہ ہے۔ میرے ایم اے تاریخ کے نتیجہ کی طرف جس میں درجہ اوّل راقم نے حاصل کیا تھا۔ (۱۹۷۴ء)

۲۔ رباط مظہری، یہاں ڈاکٹر خان مرحوم سے سہو ہوا ہے کہ رباط مظہری حضرت شاہ احمد سعید مجددی اور شاہ عبد الغنی مجددی نے بنائی تھی، دراصل یہ رباط جس کا نام رباط مظہری نہیں بلکہ رباط مظہر ہے حضرت شاہ احمد سعید مجددی کے فرزند اصغر شاہ محمد مظہر نے ۱۲۹۰ھ میں تین منزلہ تعمیر کروائی تھی، حضرت شاہ محمد عمر بن حضرت شاہ احمد سعید نے قطعۂ تاریخ لکھا تھا (مقامات خیر ۱۰۴) گویا یہ رباط شاہ احمد سعید مجددی کے وصال (۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء) کے بعد بنی توسیع حرم کے دوران یہ رباط مظہر مسمار کر دی گئی، اس کا کتب خانہ مدتوں کارٹنوں میں بند پڑا رہا، پہلے اس پر دیمک نے حملہ کیا پھر رہی سہی کسر

Marfat.com

چھوں نے نکال دی اب حرم نبوی ﷺ سے بہت دور شارع قربان پر شاہ محمد مظہر کی اولاد نے اس رقم سے جو حکومت سے ملی تھی ایک بڑا ہوٹل تعمیر کر دیا ہے۔ ایک کمرہ میں تباہ شدہ کتابیں رکھ دی ہیں جو کسی کو نہیں دکھاتے لیکن خوش نصیبی سے راقم عاجز کو ۲۰۱۲ء کے حج کے دوران اس کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔

۳۔ قران بخط حضرت شاہ ابو سعید مجددی (رک حواشی بر مکتوبات مولانا زید ابوالحسن فاروقی مکتوب نمبر ۴، حاشیہ ۱۳)

۴۔ عارف حکمت (ف ۱۲۷۵ھ)، ترکوں کے زمانۂ حکومت میں مدینہ منورہ کے مفتی تھے ان کا کتب خانہ رباط مظہر کی طرح مسجد نبوی شریف کے باہر تھا توسیع حرم کے وقت مسمار کر کے اس کی تمام کتب مکتبہ الملک عبدالعزیز میں منتقل کر دی گئیں، یہ ذخیرہ عارف حکمت جداگانہ طور پر موجود ہے۔

۵۔ نسمات القدس من حدائق الانس مولفہ خواجہ محمد ہاشم کشمی یہ دراصل رشحات کا ذیل ہے۔ ڈاکٹر خان مرحوم نے اس کی نقل مکتبہ عارف حکمت سے حاصل کر کے اس کا اردو ترجمہ محبوب حسن واسطی سے کروا کر شائع کر دیا تھا۔

۶۔ محمد امین بدخشی، حضرت شیخ آدم بنوری کے خلیفہ اور سوانح نگار تھے، انہوں نے شیخ کے احوال پر تین جلدوں میں ایک کتاب نتائج الحرمین فارسی میں مکہ مکرمہ میں تالیف کی تھی جس کے کئی خطی نسخے پائے جاتے ہیں ان کے مفصل حالات کے لئے راقم نے ڈاکٹر خان سے درخواست کی تھی جس پر انہوں نے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔

۷۔ حضرت ضیاء المشائخ محمد ابراھیم مجددی بن حضرت نور المشائخ فضل عمر ملقب ملا

Marfat.com

شور بازار، کابلی ایک بڑی شخصیت کے مالک تھے، آخری انقلاب افغانستان کے دوران روسی انہیں قید کر کے روس لے گئے جہاں انہیں شہید کر دیا گیا۔ راقم آثم نے ۱۹۷۶ء میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

۸۔ حضرت ضیاء المشائخ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد میں سے تھے۔ اس مناسبت سے ان کی خانقاہ واقع قلعہ جواد کابل میں مخطوطات کا اچھا ذخیرہ تھا۔ ان میں سے بعض کی آپ نے زیارت کروائی تھی۔

۹۔ حضرت صدر المشائخ فضل عثمان مجددی بن نور المشائخ مذکور کو حکومت افغانستان نے ہندوستان کو خوش کرنے کے لیے پاکستان کی حمایت کے جرم میں ملک سے نکال دیا تھا، موصوف تاحیات پاکستان میں سرکاری مہمان کی حیثیت سے رہے۔

۱۰۔ حضرت صدر المشائخ کے صاحبزادہ کا نام شیخ فضل الرحمٰن مجددی تھا، وہ یہیں فوت ہوئے، لاہور میں رہتے تھے۔

۱۱۔ حضرت فضل الرحمٰن مذکور کابل کے کتب خانہ کے متعلق میری کوئی راہنمائی نہ کر سکے۔

۱۲۔ تذکرہ آدمیہ سے مراد نتائج الحرمین کی جلد سوم ہے جس کی روٹو گراف کاپی مولانا بنوری نے منگوائی تھی۔

۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸ ان کی تفصیل کے لیے دیکھیے نقد عمر (مقالات ڈاکٹر سید عارف نوشاہی)

خواجہ محمد ہاشم کشمی کا یہ مجموعہ رسائل جب کابل کی خانقاہ نقشبندیہ روسیوں نے

Marfat.com

مسمار کی تو فروخت ہوتا ہوا پشاور آگیا تھا، راقم کی کوشش سے معروف نقشبندی شیخ طریقت حضرت ابوالخیر عبداللہ جان (پشاور) نے اپنے کتب خانہ کے لیے خرید لیا تھا۔ اب ان کے پاس ہے۔

۱۹۔ عقول عشرہ از محمد جباری امی، (رک مقامات مظہری، ضمیمہ دوم)

۲۰۔ توزک جہانگیری کا انگریزی ترجمہ از روجرز حواشی بیورج یہاں لاہور میں سنگ میل نے عکسی صورت میں شائع کی تھی، ڈاکٹر خان نے مجھ سے اس کا ایک سیٹ طلب کیا تھا۔

مکتوب ۲۰:

۱۔ برہان قاطع فارسی کا ایک مشہور لغت ہے جو محمد حسین تبریزی متخلص بہ برہان کی تالیف ہے۔

۲۔ برہان قاطع کا تہران ایڈیشن معروف ماہر لغت ڈاکٹر محمد معین کا مرتبہ ہے۔

۳۔ محمد حسین بیگ معلوم تبریزی، شاہ جہان بادشاہ کے زمانہ (۱۰۳۷-۱۰۵۸ھ) میں تبریز سے ہندوستان آیا اور کشمیر کے صوبہ دار جعفر خان سے دوستی ہوگئی، اس کے دیوان کا قلمی نسخہ کتاب خانہ ہمدرد، کراچی میں ہے (فہرست مشترک ۸۴۶/۷)

۴۔ اس دیوان مین ایک مثنوی (سرودہ در مکہ مکرمہ ۱۰۷۸ھ) اور قطعات و غزلیات بھی ہیں جو چھپ چکا ہے (نوشاہی، عارف: کتاب شناسی آثار فارسی چاپ شدہ درشبہ قارہ شمارہ ۹۱۰۰ (۲۱۶۴/۳)) غالباً ڈاکٹر خان مرحوم کی نظر سے دیوان کا جو نسخہ گذرا تھا وہ وہی ہمدرد والا ہوگا۔

Marfat.com

۵۔ ربانی صاحب یعنی احمد ربانی بن ڈاکٹر مولوی محمد شفیع، پاکستان ریلوے میں افسر تھے، اپنے والد کے تمام منفی خصائص کے حامل تھے، احمد ربانی کے فوت ہونے کے بعد مولوی محمد شفیع کا جمع کیا ہوا بیش قیمت علمی ذخیرہ افغان مہاجرین کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا۔

۶۔ محمد حسین تبریزی مولف برہان قاطع کا تخلص برہان اور دوسرے صاحب دیوان شاعر محمد حسین تبریزی کا تخلص معلوم ہی تھا۔

۷۔ میرے مقالہ کا موضوع حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریک احیائے دین تھا لیکن استادوں کی چپقلش کی نذر ہوتے ہوتے رہ ہی گیا۔

مکتوب ۲۱:

۱۔ ڈاکٹر خان مرحوم بار بار مجھے اکبر بادشاہ اور اس کے حوزۂ الحاد اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس میں کردار پر مقالات لکھنے کی تشویق فرماتے رہتے تھے۔ یہ اُسی طرف اشارہ ہے۔

مکتوب ۲۲:

۱۔ مضمون سے مراد یہاں وہ معلومات ہیں جو ڈاکٹر خان مرحوم تاریخ ادبیات پاکستان و بھارت (پنجاب یونیورسٹی، لاہور) کے لیے اردو میں کتب تصوف پر لکھ رہے تھے مجھے اس سلسلہ میں کتابوں کی فہرست بنانے کے لیے فرمایا تھا، میں نے چند دنوں میں تعمیل کر دی۔

Marfat.com

۲۔ عزیزی محمد ایوب قادری، ڈاکٹر خان کے شاگرد تھے اور انہوں نے اردو کی مطبوعات کی ایک فہرست مرتب کی تھی، یہاں اس کی طرف اشارہ ہے۔

مکتوب ۲۳:

۱۔ جرنل ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں ڈاکٹر خان مرحوم کا ایک مقالہ Naqshbandi Saints of Sindh شائع ہوا تھا، میں حیدر آباد گیا تو ڈاکٹر صاحب نے یہ مقالہ اشاعت کے لیے میرے ہاتھ بھیجا تھا۔ میں نے متعلقہ رسالہ کے ایڈیٹر کے حوالہ کر دیا۔

۲۔ مجھے معلوم تھا کہ ریسرچ سوسائٹی میں یا پنجاب یونیورسٹی کے اساتذہ جو اس سوسائٹی سے وابستہ ہیں وہ اس کی پروف ریڈنگ صحیح نہیں کر سکیں گے، اس لیے میں نے اس مقالہ کی فوٹو کاپی کروا کر ان کو دی اور اصل مقالہ اپنے پاس رکھ لیا جو ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا، مرحوم کا یہ تبرک میرے پاس محفوظ ہے۔

۳۔ محمود غزنوی مولفہ ڈاکٹر محمد ناظم، یہ بڑی اہم کتاب ہے، مولف کا کیمبرج یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کا مقالہ یہی تھا جو پہلے کیمبرج سے شائع ہوا، بعد میں اس کا عکس لاہور سے طبع ہوا تھا، یہ کتاب پروفیسر محمد حبیب کی محمود غزنوی کے خلاف کتاب کا انتقادی جواب ہے۔

۴۔ توزکِ جہانگیری انگریزی ترجمہ طبع عکسی از سنگ میل، لاہور سے چھپا تھا۔

مکتوب ۲۴:

Marfat.com

۱۔ اثباۃ النبوۃ مطبوعہ ترکی، یہ دراصل ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان کا مرتبہ نسخہ ہے جس کا عکس ترکی کے مجاہد اسلام حسین حلمی ایشیق نے متعدد مرتبہ شائع کر کے تقسیم کیا تھا، اس میں بھی دوسرا مقالہ نہیں ہے۔

۲۔ پنجاب یونیورسٹی والے ڈاکٹر خان کو میرے مقالہ مذکورہ کا گائیڈ نہیں بنانا چاہتے تھے۔

۳۔ پی ایچ ڈی کے مقالہ کا موضوع جیسا کہ ڈاکٹر خان کو لکھا تھا: ''حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریک احیائے دین'' ہی تجویز کیا تھا۔

۴۔ مکتوبات معصومیہ کی دوسری جلد مطبوعہ ظہور پریس لدھیانہ ڈاکٹر خان کو مطلوب تھی، میں نے قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد کے ذخیرہ ڈاکٹر ایس ایم اکرام میں دیکھی تھی لیکن وہاں کوئی فارسی جاننے والا نہیں تھا وہ کتابیں بری حالت میں لائبریری میں پڑی ہوئی تھیں، اس کمرہ میں حسام الدین راشدی کا ذخیرہ بھی تھا جس میں مائیکروفلمز سے بھرا ہوا ایک بکس بھی تھا جو برسات کا پانی لائبریری میں آجانے سے برباد ہو گیا تھا۔

مکتوب ۲۶:

۲-۱۔ مکتوبات معصومیہ بنام شاہ محمد یحیٰی بن حضرت مجدد الف ثانیؒ میں کوئی مکتوب نہیں ہے جبکہ روضۃ القیومیہ ۶۴/۲) میں ہے کہ آپ نے اپنے اس بھائی کے نام شیخ آدم بنوری کے خلاف خط لکھا، اس کے مبالغہ پسند مندرجات میں کئی مقامات پر شیخ بنوری اور حضرت خواجہ محمد معصوم کے مابین جھگڑے کروائے گئے، ہم نے حسنات الحرمین کے مفصل مقدمہ میں ان امور کا تجزیاتی مطالعہ کر کے ثابت کیا ہے کہ ان دونوں بزرگوں

Marfat.com

کے مابین کوئی کشفی و روحانی تنازعہ تھا ہی نہیں۔

۳۔ پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے مختلف شعبوں میں اساتذہ میں رسہ کشی کی فضا پیدا ہو چکی تھی اس کی شہرت دور دور تک تھی، میں بھی اسی کشمکش کا شکار رہا تھا۔

۴۔ حضرت مجدد الف ثانی کے احوال پر مولانا ہاشم جان مجددی کی نگرانی میں سندھی زبان میں لکھی اور شائع ہونے والی کتاب کا نام انوار احمدیہ ہے۔

مکتوب ۲۷:

۱۔ مولانا نور احمد امرتسری (ف ۱۹۳۰ء) ایک بہت بڑے عالم تھے، زندگی کا بڑا حصہ صرف کر کے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی اور مکتوبات معصومیہ (جلد سوم) مرتب کی تھیں، لیکن افسوس کہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم نے ان دونوں کے سرورق سے بحیثیت مصحح ان کا نام نکال دیا تھا جس پر میری ان کے ساتھ تلخ مراسلت بھی ہوئی۔

۲۔ مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مطبوعہ ظہور پریس لدھیانہ ۱۹۰۶ء، پہلا دفتر مطبع نظامی، کانپور سے ۱۸۸۶ء کو طبع ہوا تھا۔

Marfat.com

ALL RIGHTS RESERVED WITH PUBLISHER

Title: Armagan-e-Imam-e-Rabbani(Vol-5)

Editor: Dr.Muhammad Humayun Abbas Shams
Ph.D (B.Z.University Multan, Pakistan)
Post Doc. (University of Glasgow, U.K.)

Supervision: Muhammad Nazim

Prof Reading: Shahid Hussain

Calligraphy: Ahmad Ali Bhutta

First Edition: July 2013

Published by: *Imam-e-Rabbani Publications, Lahore, Pakis*

Contact:

Kashan-e-Sher-e-Rabbani 51-K1 Wapda Town, Lahore,Pakistan
Cell:0300-4299321 Phone: 00924235224449
www.mujaddidway.com

297-4 Armagan-e-Imam-e-Rabbani edited by
Humayun Abbas

ARM

Lahore, Sher-e-Rabbani Publications, 2012
P 354

1.Sufiism

Marfat.com

Proceeding of 35th

Imam-e-Rabbani National Conference

(held on 15th January 2012 at Awain-e-Iqbal, Lahore

Armaghan-e-Imam-e-Rabbani

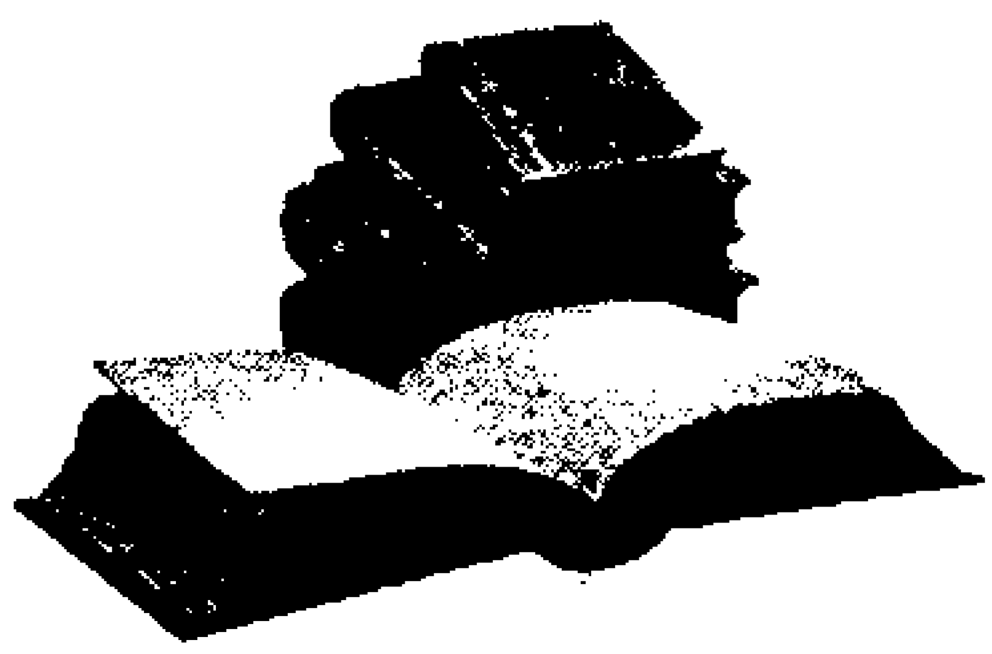

EDITOR:

Dr. Humayun Abbas

Vol.5

Imam-e-Rabbani Publications
Lahore - Pakistan

Marfat.com

ارمغانِ امامِ ربّانی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

جلد پنجم

امامِ ربّانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

Marfat.com